HELP/22/47

المامون

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

المامون

شبلی نعمانی

Missing Pages: 1-8
25-56
81-128
169-176

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

نعملا

نغلز لش

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اس خلاف انگیز تحریک کے قبول کرنیکی اجازت نہ دی اور جب عبدالرحمن بن عوف نے جو اس نزاع کے طے کرنیکے لئے ثالث مقرر ہوئے تھے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ تو حضرت علیؑ نے "صبر جمیل" کیا اور تن بہ تقدیر راضی ہوگئے۔ حضرت عثمانؓ خاندان بنو امیہ سے تھے۔ اور ان کی خلافت ایک نئے تاریخی سلسلہ کا دیباچہ تھی۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نہ ہاشمی تھے نہ اموی۔ اسلئے ان کے عہد تک ہو امیہ و ہاشم یہ دونو خاندان خلافت میں کچھ حصہ نہ رکھتے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں تمام بڑے بڑے ملکی عہدے بنی امیہ کے ہاتھوں دیدیئے امیر معاویہؓ پہلے بھی شام کے گورنر تھے۔ لیکن اس عہد میں اُن کا اقتدار اس حد تک پہنچ گیا کہ شام کے فرمانروائے مستقل سمجھے جاتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت قریباً بارہ برس رہی اور اگرچہ اخیر میں اسی خاندانی رعایت پر لوگ اُن سے ناراض ہوگئے۔ اور ان کی شہادت تک نوبت پہنچی لیکن اس وسیع مدت میں بنی امیہ کا خاندان ملکی و مالی دونو حیثیت سے نہایت طاقتور ہوگیا جس کا یہ اثر تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کے عہد میں امیر معاویہؓ نے ہمسری کا دعویٰ کیا۔ اور اگرچہ ذاتی فضائل و مذہبی تقدس میں اُن کو حضرت علیؓ سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کے ساتھ جناب امیر کے حریف رہے اور جنگ کا جو اخیر فیصلہ ہوا وہ بھی گویا اُنہیں کے حق میں ہوا۔

اب اسلام میں ہاشمی اور اموی دو طاقتیں حریف مقابل بنکر قائم ہوئیں اور انکی باہمی معرکہ آرائیوں کی مسلسل تاریخ شروع ہوگئی۔ امام حسن علیہ السلام نے گو مصلحۃً خلافت سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اور بظاہر امیر معاویہؓ کی حکومت بیداغ رہ گئی۔ لیکن اُسی زمانہ میں آل ہاشم و شیعگان علی نے حضرت امام حسین کو خلیفہ کرنا چاہا اور جب انہوں نے انکار کیا تو اُن کے علاتی بھائی محمد بن حنفیہ کے ہاتھ پر خفیہ بیعت کی۔ اور اکثر شہروں میں نقیب مقرر کئے۔ حضرت امام حسینؑ کے جانکاہ واقعہ کو ہم دوہرانا نہیں چاہتے۔ افسوس ہے کہ اس عبرت انگیز حادثہ نے خاندان نبوت کی تمام زندہ یادگاریں مٹا دیں اور ایک مدت کیلئے یہ توقع جاتی رہی کہ اس مقدس گھر سے خلافت کی صدا بلند ہو۔ یزید

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کے مرنے کے بعد محمد بن حنفیہ کا گروہ شاید اپنے مخفی راز سے پردہ اٹھا دیتا لیکن ہاشمیوں ہی
میں عبداللہ بن زبیر دوسرے دعویدار ہو گئے اور اپنی مشہور شجاعت و الوالعزمی سے حجاز و اطراف عرب
میں مستقل حکومت قائم کر لی اس زمانہ میں بنو امیہ میں سے مروان بن حکم نے جو حضرت عثمانؓ کا چچازاد
بھائی تھا اور انکا میر منشی رہ چکا تھا ۶۴ھ میں شام و مصر پر قبضہ کر لیا اور وہ گو خود بہت کچھ
کامیاب نہیں ہوا۔ لیکن اُسکے بیٹے عبدالملک نے جو ۶۵ھ میں تخت نشین ہوا اس عظیم الشان
سلطنت کی بنیاد ڈالی جو دولت بنی امیہ کے مہیب لقب سے مشہور ہے۔ عبداللہ بن زبیر
مکہ معظمہ میں قلعہ بند ہو کر شہید ہوئے۔ اور تمام دنیائے اسلام باستثنا عبدالملک کے قبضہ اقتدار
میں آگئی۔ یہ حکومت جسکو اموی کی بہ نسبت مروانی کہنا زیادہ موزون ہے قریباً ۸۰ برس تک قائم
رہی۔ اور اسی قلیل مدت میں دس اشخص تخت نشین خلافت ہوئے۔ اس خاندان میں عبدالملک و ولید
و سلیمان و ہشام نہایت عظمت و اقتدار کے بادشاہ گذرے۔ صرف ولید کی فتوحات پر اگر
لحاظ کیا جاوے تو دولت عباسیہ اپنی چھ برس کی زندگی میں اُسکی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔
اس عہد میں حدود اسلامی کا دائرہ اسقدر وسیع ہو گیا تھا کہ سندھ و کابل و ایران و ترکستان و
عرب و شام و ایشیائے کوچک و اسپین اور تمام افریقہ اسمیں داخل تھا۔ بااین ہمہ بنی ہاشم اپنی
کوششوں میں برابر سرگرم تھے اور مختلف وقتوں میں بڑے زور شور سے مقابلہ کو اٹھے۔ اگرچہ
ولید و ہشام کے پرزور ہاتھوں نے سلطنت کو ہر خطرہ سے بچا لیا لیکن بنیاد حکومت میں کیسی
قدر تزلزل پیدا ہو گیا۔ اور جب اُس عظمت و اقتدار کے فرمانروا اُٹھ گئے تو حکومت مروانی
کا ڈھیر بالکل ڈھیلا پڑ گیا۔ اُس وقت تک خلافت کی کوششیں صرف سادات اور علویین
کی طرف سے ہوتی رہیں۔ عباسی خاندان اب تک بظاہر ایک گمنامی کی حالت میں تھا علویین
میں عبداللہ جو محمد بن حنفیہ کے بیٹے اور حضرت علیؑ کے پوتے تھے اپنے پیروں کی ایک تعداد
کثیر رکھتے تھے۔ اور خراسان و ایران میں جا بجا اُن کے خفیہ نقیب مقرر تھے ۹۸ھ میں انکو زہر
دیا گیا اور چونکہ انکے کوئی اولاد نہ تھی اور نہ سادات میں اُسوقت کوئی صاحب اثر شخص موجود تھا۔

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اسلئے وہ محمد بن علی کو جو حضرت عباس (رسول اللہ صلعم کے عم بزرگوار) کے پرپوتے تھے اپنا جانشین کر گئے۔ اسی طرح علوئین کی مجتمعہ قوت عباسی خاندان کی طرف منتقل ہوگئی گویا یہ پہلا دن تھا کہ دولت عباسیہ کی بنیاد کا پتھر رکھا گیا۔ آل عباس کے نقبا تمام عراق و خراسان میں پھیل گئے۔ اور سنہ ۱۰۲ھ و سنہ ۱۰۵ھ و سنہ ۱۰۷ھ و سنہ ۱۰۹ھ و سنہ ۱۱۸ھ میں انکی طرف سے نمایاں کوششیں عمل میں آئیں۔ بعض اوقات حکام بنی امیہ پر یہ سازش کھل گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جن گولوں پر شبہ ہوا وہ گرفتار ہو کر قتل کر دیئے گئے۔ اس اثنا میں کبھی کبھی علوئین نے بھی علم خلافت بلند کیا مثلاً سنہ ۱۲۱ھ میں زید بن علی و سنہ ۱۲۵ھ میں یحیی بن زید نے اپنی حوصلہ مندی کے جوہر دکھائے اور میدان جنگ میں داد شجاعت دیکر مارے گئے۔ یہ لڑائیاں ان دعویداروں کو تو کچھ مفید نہ ہوئیں مگر عباسیوں نے اُس سے یہ فائدہ اٹھایا کہ انکے حریف بنی اُمیہ کی فوجی طاقت کو سخت صدمے پہنچے۔ سنہ ۱۲۶ھ میں محمد بن علی کا انتقال ہوگیا۔ اور انکے بیٹے ابراہیم امام باپ کے جانشین ہوئے سنہ ۱۲۷ھ میں ابراہیم کو ابو مسلم خراسانی ایک عجیب غریب شخص ہاتھ آیا جس نے اپنے حسن تدبیر اور زور بازو سے اس کام کو انجام تک پہنچا دیا۔ اور بانئے دولت عباسیہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ اپنی طرف سے سینکڑوں نقیب مقرر کئے اور تمام اطراف میں بھیجے۔ طرفداران آل عباس کے لئے سیاہ لباس اور ایک سیاہ جھنڈی بطور نشان کے مقرر کی۔ ان نقیبوں نے خراسان فارس کے تمام اضلاع میں خفیہ سازشوں کے جال پھیلا دیئے۔ اور ایک خاص دن ٹھہر گیا کہ اس تاریخ کو ہواخواہان آل عباس جہاں جہاں ہوں دفعۃً اٹھ کھڑے ہوں۔ رمضان کی ۲۵ تاریخ سنہ ۱۲۹ھ شب پنجشنبہ سفیدنج ایک گاؤں میں جو ہرات کی نواحی میں ہے۔ ابو مسلم نے خلافت عباسیہ کی عام منادی کر دی۔ اور ابراہیم کے بھیجے ہوئے علموں پر جنکا نام ظل و سحاب تھا۔ سیاہ پھریرے آویزاں کئے۔ ہر طرف سے لوگ جوق جوق آتے تھے۔ اور ظل و سحاب کے نیچے جمع ہوتے جاتے تھے۔ ابو مسلم نہایت کامیابی کے ساتھ فتوحات حاصل کرتا ہوا خراسان کی طرف بڑھا۔ اور عمّال بنی امیہ کو پے در پے شکستیں دیں۔ اس زمانہ میں بنو امیہ کا آخری فرمانروا مروان الحمار

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تخت نشین حکومت تھا۔ خراسان کے گورنر نے اسکو نامہ لکھا کہ "آل عباس میں سے ابراہیم نے علم خلافت بلند کیا اور ابومسلم خراسانی جو انکا نقیب ہے خراسان کے اضلاع پر قبضہ کرتا جاتا ہے"۔ ابراہیم امام اسوقت حمیمہ میں تھے اور ان کی فوجی جمعیت جو کچھ تھی ان سے بہت دور خراسان کے فتوحات میں مصروف تھی۔ مروان نے بلقاء کے عامل کو لکھا کہ ابراہیم کو پابہ زنجیر کرکے دارالخلافہ روانہ کرے۔ چونکہ ان کے ساتھ کچھ جمعیت نہ تھی۔ بغیر کسی دقت کے گرفتار کر لیے گئے۔ چلتے چلتے اپنے عزیزوں سے کہتے گئے کہ کوفہ چلے جائیں اور ابوالعباس سفاح کو (جو انکے حقیقی بھائی تھے) خلیفہ بنائیں ٭

سفاح نے کوفہ پہنچ کر جمعہ کے دن ۱۲۔ ربیع الاول ۱۳۲ھ کو خلافت کا اعلان کیا اور بڑے تزک و احتشام سے مسجد جامع میں جاکر خلافت عباسیہ کا نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا۔ ادھر ابومسلم نے سمرقند طخارستان۔ طوس۔ نیشاپور۔ رے۔ جرجان۔ ہمدان۔ نہاوند پر فوجیں بھیجیں اور یہ تمام ممالک عباسیوں کے علم اقبال کے سایہ میں آگئے۔ شہر زور پر خود مروان کے بیٹے عبداللہ سے مقابلہ ہوا۔ اور ابوعون نے جو ابومسلم کا ایک فوجی افسر تھا۔ عبداللہ کو شکست فاش دی۔ یہ خبر سنکر مروان ایک فوج عظیم کے ساتھ جو تعداد میں لاکھ سے زیادہ تھی اور جس میں بنو امیہ کا تمام شاہی خاندان شریک تھا ابوعون کے مقابلہ کو بڑھا۔ ادھر سفاح نے محمد بن علی اپنے چچے کو ابوعون کی مدد کو بھیجا مروان نے شکست کھائی اور مصر کو روانہ ہوا۔ چند روز بھاگتا پھرا۔ اور آخر ۲۸۔ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو بوصیر (مصر کا ایک شہر ہے) کے گرجے میں محصور ہو کر مارا گیا اور اس کے قتل کے ساتھ مروانی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ اسکے بعد عباسیوں نے بڑی سفاکی کے ساتھ قتل عام شروع کیا اور بالاتفاق ٹھیر گیا کہ خاندان بنی امیہ کا ایک بچہ دنیا میں زندہ نہ رہنے پائے۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کا پتہ لگایا جاتا تھا۔ اور قتل کر دیئے جاتے تھے اس پر بھی عباسیوں کا جوش انتقام کم نہ ہوا خلفائے بنی امیہ یعنی امیر معاویہؓ یزید عبدالملک ہشام کی قبریں اکھڑوا ڈالیں۔ اور اگر ایک ہڈی بھی تابت مل گئی تو آگ میں جلادی۔ اس ہنگامہ میں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

بنو اُمیہ میں سے ایک شخص عبدالرحمٰن نام۔ اندلس (اسپین) کو بھاگ گیا اور زور بازو سے وہ عظیم الشان حکومت قائم کرلی جس کو آل عباس ہمیشہ رشک کی نگاہ سے دیکھا کئے اور کچھ نہ کرسکے۔ عباسیوں کی خلافت پانسو چوبیس برس تک قائم رہی اور اس مدت میں ۳۷ تخت نشین گذرے۔ مامون جس کا حال ہم لکھنا چاہتے ہیں اِس خاندان کا چھٹا خلیفہ تھا۔ ذیل کے دو شجروں سے خلافت و نسب کی ترتیب معلوم ہوگی:۔

شجرۃ النسب

- حضرت عباس عم رسول اللہ صلعم
- عبداللہ مشہور صحابی ہیں
- علی۔ المتوفی ۱۱۷ھ نہایت جمیل اور صاحب وجاہت تھے۔
- محمد المتوفی ۱۲۶ھ
  - سفاح دولت عباسیہ کا پہلا خلیفہ ہے۔ ۱۳۲ھ میں تخت نشین ہوا۔
  - منصور ۱۳۶ھ میں تخت نشین ہوا

شجرۃ الخلافت

- سفاح
- منصور دوانیقی سفاح کا بھائی تھا +
- مہدی بن منصور ۱۵۸ھ میں تخت نشین ہوا
- ہادی بن مہدی ۱۶۹ھ میں تخت نشین ہوا
- ہارون الرشید بن المہدی ۱۷۰ھ میں تخت نشین ہوا
- مامون الرشید بن ہارون الرشید

ہارون الرشید۔ بڑی عظمت و شان کا خلیفہ گذرا۔ شاہزادگی کے زمانہ میں روم پر لشکر کشی کی۔ اور پے در پے فتحیں کرتا ہوا خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گیا۔ سریر خلافت پر بیٹھا۔ تو اسلام کے ملکی حدود اس قدر وسیع کردیئے کہ دولت عباسیہ میں کبھی نہیں ہوئے تھے قیصر روم نے چند بار خراج دینے سے انکار کیا۔ مگر اُس نے ہر بار شکست دی قیصر کے پائے تخت ہرقلہ[۱] کو برباد کردیا۔ اور بزور یہ شرط لکھوائی کہ پھر کبھی آباد نہ کیا جائے گا۔ شاہان شان

[۱] ایشیائے کوچک میں ایک نہایت آباد اور مشہور شہر تھا۔ یونانی خاندان جو اس زمانہ میں قیصر کہلاتا تھا۔ اسکا پایہ تخت یہی شہر تھا۔ عربی مورخ اسکو ہرقلہ لکھتے ہیں اب ویران ہوکر ایک معمولی شہر رہگیا ہے +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

وشوکت اور علم وہنر کی سرپرستی نے ہارون الرشید کی شہرت کو اور بھی چمکایا۔ اسکی قدردانی کی ندائے عام نے دلوں میں وہ شوق اور حوصلے پیدا کر دیئے کہ زمانہ کے تمام اہل کمال دربار میں کھنچ آئے۔ اور آستانۂ خلافت علوم وفنون کا مرکز بن گیا۔ خود بھی نہائت طباع اور قابل تھا۔ اسکی علمی مجلسیں ادبی تصنیفات کی جان ہیں۔ حق یہ ہے۔ کہ اگر اُس کا دامن انصاف برامکہ کے خون سے رنگین نہ ہوتا۔ تو ہم اُسکے ہوتے عباسیوں میں سے کسی فرمانروا کو انتخاب کی نگاہ سے نہ دیکھ سکتے۔ مامون جس کے حالات ہم اس کتاب میں لکھنا چاہتے ہیں۔ اسی ہارون کا فرزند رشید تھا۔

مامون کی ولادت اور تعلیم وتربیت

ربیع الاول ۱۷۰ھ میں پیدا ہؤا۔ اسکی ولادت کی رات بھی عجیب رات تھی۔ جس میں ایک خلیفہ (ہادی) نے وفات پائی۔ دوسرا (ہارون الرشید) تخت نشین ہؤا۔ تیسرا (مامون) عالم وجود میں آیا۔ خلیفہ مہدی نے وصیت کی تھی کہ "میرے بعد ہادی تخت نشین ہو۔ اور اسکے بعد ہارون"۔ ہادی نے بدنیتی سے ہارون کو محروم کرنا چاہا۔ اور چونکہ ہارون خانہ جنگیوں سے ہمیشہ پرہیز کرتا تھا۔ اس لئے ممکن تھا کہ ہادی اپنے خود غرضانہ ارادہ میں کامیاب ہو جاتا لیکن موت نے دفعتہً اُس کی تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ ہارون بستر خواب پر سو رہا تھا کہ وزیراعظم یحیےٰ نے جگا کر مژدہ خلافت سنایا۔ ہارون نے نہایت یاس سے کہا۔ "دیکھو تم ہنسی کرتے ہو۔ بھائی صاحب سُن لیں گے تو یہی ہنسی بلائے جان ہو گی" یحیےٰ نے عرض کیا "قضائے الٰہی نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا۔ آپ اطمینان سے سریر خلافت کو زینت دیں"۔ اسی گفتگو میں۔ خواص مژدہ لائی کہ "مشکوئے معلّی میں وارث تاج وتخت پیدا ہؤا"۔ یہی وہ مبارک فال لڑکا تھا جس کی قسمت میں مامون الرشید اعظم ہونا لکھا تھا۔ ہارون نے مبارک فالی کے لحاظ سے عبداللہ نام رکھا۔ کیونکہ بانی دولت

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

عباسیہ یعنی خلیفہ سفاح کا بھی یہی نام تھا۔ مامون کی ماں ایک کنیز تھی جس کا نام مراجل تھا اور بادغیس ہرات کا ایک شہر ہے) میں پیدا ہوئی تھی۔ علی ابن عیسےٰ گورنر خراسان نے اسکو ہارون کی خدمت میں پیشکش بھیجا تھا[1]۔ افسوس ہے کہ مراجل دو چار روز کے بعد انتقال کر گئی اور مامون کو مادر مہربان کے دامن شفقت میں پلنا نصیب نہ ہوا +

مامون جب قریبًا پانچ برس کا ہوا ہے۔ تو بڑے اہتمام سے اسکی تعلیم و تربیت شروع ہوئی۔ دربار میں جو علما اور مجتہدین فن موجود تھے۔ ان میں سے دو شخص یعنے کسائی نحوی اور یزیدی قرآن پڑھانے کے لئے مقرر ہوئے۔ مامون کا سن ہی کیا تھا۔ مگر طباعی اور فطانت کے جوہر ابھی سے چمک رہے تھے۔ کسائی کی تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ مامون کو پڑھنے کے لئے کہتا تھا۔ اور آپ چپکا سر جھکائے بیٹھا رہتا تھا۔ مامون کہیں غلط پڑھ جاتا تو فورًا کسائی کی نگاہ اُٹھ جاتی۔ اتنے اشارے سے مامون متنبہ ہو جاتا اور عبارت کو صحیح کر لیتا۔ ایک دن سورۂ صف کا سبق تھا۔ کسائی حسب عادت سر جھکائے سن رہا تھا جب مامون اس آیت پر پہنچا۔ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ + (اے ایمان والو۔ وہ بات کیوں کہتے ہو؟ جو کرتے نہیں) تو بے اختیار کسائی کی نظر اٹھ گئی۔ مامون نے خیال کیا کہ میں نے شاید آیت کے پڑھنے میں کچھ غلطی کی۔ مگر جب پھر مکرر پڑھا تو معلوم ہوا کہ صحیح پڑھی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کسائی چلا گیا۔ تو مامون ہارون کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر حضور نے کسائی کو کچھ دینے کے لئے کہا تو ایفائے وعدہ فرمائیے۔ ہارون نے کہا "ہاں اُس نے قاریوں کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی تھی۔ جسکو میں نے منظور بھی کیا تھا۔ کیا اُس نے تم سے کچھ تذکرہ کیا۔ مامون نے کہا نہیں۔ ہارون نے پوچھا پھر تم کو کیونکر معلوم ہوا۔ مامون نے اُسوقت کا ماجرا عرض کیا۔ اور کہا کہ خاص اُس آیت پر کسائی کا دفعتہً چونک پڑنا یے

[1] دیکھو۔ عیون والحدائق۔ مطبوعہ یورپ صفحہ ۳۴۴ +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

وجہ نہیں ہوسکتا تھا۔ ہارون اپنے کم سن بیٹے کی اس ذہانت سے نہایت متعجب اور خوش ہوا[۱]۔ یزیدی مامون کا صرف معلم نہ تھا بلکہ اتالیق بھی تھا۔ اور مامون کے عام افعال وعادات کی نگرانی اُس سے متعلق تھی۔ اس فرض کو یزیدی نہایت سچائی سے ادا کرتا تھا +

ایکدن یزیدی اپنے معمول پر آیا۔ مامون اُسوقت محل میں تھا۔ خدام نے یزیدی کے آنے کی اطلاع کی۔ مگر کسی وجہ سے مامون کو باہر آنے میں ذرا دیر ہوئی۔ لڑکوں نے موقع پاکر یزیدی سے شکایت کی کہ جب آپ تشریف نہیں رکھتے تو صاحبزادے تمام ملازموں کو نہایت دق کرتے ہیں۔ مامون جب باہر آیا تو یزیدی نے چھ سات بید مارے۔ اتنے میں خادموں نے وزیرالسلطنت جعفر بن یحییٰ برمکی کے آنے کی اطلاع کی۔ مامون فوراً آنسو پونچھ کر فرش پر جا بیٹھا۔ اور حکم دیا کہ اچھا آنے دو۔ جعفر حاضر ہوا۔ اور دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا۔ یزیدی کو ڈر پیدا ہوا کہ مامون جعفر سے کہیں میری شکایت نہ کردے۔ جعفر چلا گیا تو یزیدی نے پوچھا کہ میری شکایت تو نہیں کی۔ مامون نے سعادتمندانہ لہجہ میں کہا۔ "استغفراللہ! میں ہارون الرشید سے تو کہنے کا نہیں جعفر سے کیا کہوں گا۔ کیا میں یہ نہیں سمجھتا کہ تادیب وتعلیم سے مجھ کو کس قدر فائدے پہنچیں گے[۲]"۔ خلفاء کا دستور تھا کہ دربار میں جو لوگ معتمد اور صاحب فضل وکمال ہوتے تھے۔ اولاد کو اُن کی آغوش تربیت میں دے دیتے تھے۔ اور انہیں کے اہتمام میں وہ تعلیم وتربیت حاصل کرتے تھے ہارون نے اسی قاعدے کے موافق مامون کو ۱۸۲ھ میں جعفر برمکی کے حوالے کیا۔ مامون کی قابلیت علمی اور عام لیاقتوں کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہوا کہ وہ جعفر برمکی کی آغوش تربیت میں پلا۔ جو قابلیت وزارت کے علاوہ علوم وفنون میں دستگاہ کمال رکھتا تھا۔ اور زیادہ تر اُسی سرپرستی میں ممالک اسلامیہ میں فضل وکمال کا رواج ہوا۔ یزیدی کا بڑا بیٹا محمد بھی جو نہایت متبحر اور شاعر تھا مامون کی تربیت وتعلیم پہ مامور تھا +

---

۱ دیکھو منتخب کتاب المختار من نوادر الاخبار صفحہ ۱ + منہ ۲ تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۳۱۹ + منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مامون کو مورخوں نے حافظ القرآن لکھا ہے[۵۱] غالباً اسی زمانہ میں وہ حافظ ہوا ہوگا بہرحال قرآن مجید کے ختم کرنے کے بعد اُس نے نحو و ادب پڑھنا شروع کیا۔ اور وہ مہارت حاصل کی کہ جب کسائی نے ایک موقع پر امتحان لیا۔ اور نحو کے متعدد مسئلے پوچھے تو اُس نے اس برجستگی سے سوالوں کے جواب دیئے کہ خود کسائی کو تعجب ہوا۔ اور ہارون نے جوش طرب میں سینہ سے لگا لیا[۵۲] ◆

اس امتحان میں ہارون کا دوسرا بیٹا امین بھی شریک تھا جو مامون سے ایک برس چھوٹا تھا۔ اور جس کو اس بات میں مامون سے شرف حاصل تھا کہ اس کی ماں زبیدہ خاتون تھی۔ اور اس اعتبار سے نجیب الطرفین تھا ◆

یزیدی نے مامون و امین کو برجستہ گوئی اور حسن تقریر کی بھی تعلیم دی تھی ان دونو کی قابلیت پر یزیدی کو خود تعجب ہوتا تھا۔ اور وہ کہا کرتا تھا کہ "خلفائے بنی امیہ کے لڑکے قبائل عرب میں بھیجدیئے جایا کرتے تھے کہ شستہ بیانی سیکھیں مگر تم تو گھر بیٹھے ان سے کہیں زیادہ فصیح اور زبان آور ہو"۔ اول اول اُس نے جمعہ کے دن ایک بڑے مجمع میں جو فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا ایسے پُر تاثیر لہجہ میں پڑھا کہ تمام حاضرین کے دل دہل گئے۔ اور اکثر لوگ رو پڑے ابو محمد یزیدی نے اس پر ایک قصیدہ لکھا۔ کتاب الاغانی میں یہ قصیدہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہارون نے اسکے صلے میں یزیدی کو ۵۰ ہزار درہم عطا کئے۔ فقہ کی تعلیم کے لئے سلطنت کے ہر حصہ سے فقہا بلائے گئے۔ اور مامون نے اُن کے فیض صحبت سے ایک ماہر فقیہ کا رتبہ حاصل کیا۔ علم حدیث کی سند ہشیم۔ عباد بن العوام یوسف بن عطیہ ابو معاویۃ الفریر۔ اسمعیل بن علیۃ۔ حجاج الاعور وغیرہ سے حاصل کی۔ حدیث کے فن میں مالک بن انس امام وقت تھے اور بڑے بڑے ائمہ فن جن میں امام شافعی بھی داخل ہیں۔ انکی شاگردی پر فخر کرتے تھے۔ ہارون الرشید نے اُن کی خدمت میں درخواست کی "کہ حریم خلافت میں قدم رنجہ فرما کر شہزادوں کو علم حدیث پڑھائیں"۔ امام مالک نے کہلا بھیجا "کہ علم

[۵۱] خلفا میں صرف ابوبکر صدیقؓ حضرت عثمانؓ مامون الرشید حافظ القرآن گذرے ہیں۔ سیوطی صفحہ ۲۴ ◆ منہ
[۵۲] دیکھو۔ دراری فی ذکر الذراری صفحہ ۲۹ ◆ منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کے پاس لوگ خود آتے ہیں وہ دوسروں کے پاس نہیں جاتا"۔ انھوں نے اس بات سے ہارون کو اور بھی غیرت دلائی کہ "یہ علم تمہارے ہی گھر سے نکلا ہے اگر تمھیں اُس کی عزت نہ کروگے تو وہ کیونکر عزت پاسکتا ہے"۔ اس معقول جواب کو ہارون نے نہایت خوشی سے تسلیم کیا۔ اور شہزادوں کو حکم دیا کہ امام موصوف کی درسگاہ عام میں حاضر ہوں[۵۱] +

ہارون الرشید خود بہت بڑا فقیہ اور پایہ شناس فن تھا۔ مؤطا کے پڑھنے کے لئے جو علم حدیث کی نہایت معتبر اور مشہور کتاب ہے وہ اکثر امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اور چونکہ اسکو اپنی اولاد کی تعلیم کا شروع ہی سے نہایت اہتمام تھا۔ امین اور مامون بھی اس درس میں اُس کے ساتھ ہوتے تھے[۵۲]۔ ہرچند دارالخلافۂ بغداد میں جس پایہ کے علماء موجود تھے اُس وقت اور کہیں نہ تھے۔ تاہم ہارون کی خواہش تھی کہ ملک میں اور جو ارباب فن ہیں۔ انکے فیض تعلیم سے بھی مامون و امین محروم نہ رہیں۔ جب وہ کوفہ گیا جو اُس وقت فقہ و حدیث کا مرکز تھا۔ تو وہاں کے تمام محدثین کو طلب کیا۔ چنانچہ دو شخص کے سوا اور سب حاضر ہوئے۔ یہ دو بزرگ عبداللہ بن ادریس و یحییٰ ابن یونس تھے۔ جنھوں نے اپنے طریق عمل سے ثابت کیا کہ امام مالک کے سوا اور لوگ بھی ہیں جو علم حدیث کی اصلی عزت کرتے ہیں۔ ہارون نے حکم دیا کہ مامون و امین خود اُن کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ابن ادریس نے سو حدیثیں روایت کیں۔ اور جب اُسی وقت مامون نے اُن حدیثوں کو زبانی سنا دیا تو ابن ادریس بھی اسی کی قوت حافظہ اور واقفیت پر عش عش کر گئے[۵۳] +

علوم مروجہ وقت میں سے مامون نے اگرچہ ہر ایک علم میں دستگاہ مناسب حاصل کی تھی لیکن خاص فقہ ادب۔ تاریخ۔ ایام عرب میں وہ بڑے بڑے ماہرین فن کا ہمسر گنا جاتا تھا۔ اور درحقیقت ایک ایسے شخص کو جو بالطبع ذکی ہو۔ جس نے یزیدی اور کسائی جیسے مجتہدین فن سے

---

۵۱ حکم و آداب للیاقوت المستعصمی صفحہ ۱۷ + منہ ۵۲ سیوطی صفحہ ۲۹۷۔ مؤطا کا وہ نسخہ جس میں ہارون الرشید نے پڑھا تھا۔ مدت تک مصر کے کتب خانہ میں موجود تھا۔ سیوطی صفحہ مذکور + منہ
۵۳ سیوطی صفحہ ۳۳۲ + منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تعلیم پائی ہو۔ جو ابو نواس۔ ابو العتاہیہ۔ سیبویہ۔ فرا[۳] کی علمی مجلسوں میں شریک رہا ہو۔ ایسا ہی یگانۂ فن ہونا چاہئے۔ جیسا کہ مامون تھا۔ بچپن میں ایک دن اُس نے اصمعی سے پوچھا۔ کہ یہ شعر کس کا ہے؟

ماکنت الا کلحم میّت　　دعا الی اکله اضطرار

اصمعی نے کہا ابن عیینہ المہلبی کا۔ مامون نے کہا نہایت بلند خیال ہے مگر فلاں شعر سے ماخوذ ہے۔ اصمعی کو اس وسعت نظر اور واقفیت پر نہایت تعجب[۵۱] ہوا۔ مامون نے اسی زمانہ میں شعر لکھنا بھی شروع کیا تھا۔ اور چونکہ طبیعت نہایت موزون اور نظر از بس وسیع تھی۔ برجستہ کہتا تھا اور خوب کہتا تھا۔ ایک موقع پر ہارون الرشید نے جب فوج کو حکم دیا کہ ایک ہفتہ کے بعد سفر کیلئے تیار رہے اور ہفتہ گذر جانے پر بھی لوگوں کو اُسکے ارادہ کا ٹھیک حال نہیں معلوم ہوا۔ تو مامون نے اراکین دربار کی فرمائش سے خلیفہ وقت کی خدمت میں یہ قطعہ لکھا:

یا خیر من دبت المطی به　　ومن تقدی بسرجه الفرس

اے ان سب لوگوں سے بہتر جن کو سواریاں لیکر چلتی ہیں۔ اور وہ جن کے گھوڑے پر ہمیشہ زین رہتا ہے۔

هل غایة فی المسیر نعرفها　　ام امرنا فی المسیر ملتبس

سفر کا کوئی وقت ہے جس کو ہم لوگ جان سکیں یا یہ امر ہمارے لئے مبہم رہے گا +

ما علم هذا الا الی ملك　　من نوره فی الظلام تقتبس

اس بات کا علم صرف اُس بادشاہ کو ہے جس کے نور سے ہم لوگ تاریکی میں روشنی حاصل کرتے ہیں + ہارون کو اُس وقت تک نہیں معلوم تھا کہ مامون نے شاعری کی ہے۔ اگرچہ اس طباعی۔ اور ذہانت پر نہایت خوش ہوا۔ مگر رقعہ پر بطور جواب کے یہ لکھا "اے جان پدر تم کو شعر سے کیا کام۔ شعر عام آدمیوں کیلئے باعث فخر ہے۔ مگر عالی رتبہ لوگوں کے لئے کچھ عزت کی بات نہیں۔

[۵۱] مرآۃ الجنان یافعی ترجمہ اصمعی ۱۲ منہ　[۵۲] سیوطی صفحہ ۳۲۰ + منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

۱۸۸ھ میں جب ابراہیم موصلی وکسائی نحوی وعباس ابن الاحنف شاعر ایک ہی دن قضا کر گئے تو ہارون الرشید نے حکم دیا کہ خود شہزادہ مامون جاکر انکے جنازے کی نماز پڑھائے۔ مامون نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہوا تو پوچھا کہ کس کا جنازہ سب سے آگے رکھا گیا ہے، لوگوں نے عرض کی "ابراہیم کا" مامون نے کہا "نہیں عباس کا جنازہ آگے رکھو"۔ نماز سے فارغ ہوکر واپس چلا تو ایک درباری نے عرض کی کہ عباس کو کیا ترجیح تھی۔ مامون نے کہا ان دو شعروں کی وجہ سے۔ ؎

وسعی بہا ناس فقالوا انہا لھی التی تشقی بہا وتکابد

فجحد تہم لیکون غیرک ظنہم انی لیعجبنی المحب الجاحد

(یعنے معشوق کی نسبت لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم اُسی پر مرتے ہو۔ میں نے انکار کیا تاکہ لوگ تیری نسبت گمان نہ کریں۔ مجھ کو وہ عاشق پسند ہے۔ جو وقت پر مکر جائے) علامہ ابوالفرج اصفہانی نے اس واقعہ کو ابراہیم کے تذکرہ میں نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت فن ادب کو وہ عزت حاصل تھی کہ اس قسم کے مذہبی فرائض میں بھی اُس کا لحاظ کیا جاتا تھا۔

مامون نے ان علوم سے فارغ ہوکر فلسفہ کی طرف توجہ کی۔ ہارون الرشید نے جو عالیشان محکمہ کتب علمیہ کے ترجمے کا قایم کیا تھا۔ اور جس میں ہندو۔ پارسی عیسائی وغیرہ ہر مذہب وملت کے لوگ نوکر تھے۔ جو مختلف زبانوں کی کتب فلسفیہ وطبیہ کے ترجمے کرتے رہتے تھے مامون کے تکمیل فلسفہ میں بہت مددگار ہوا۔ لیکن اس موقع پر ہم اسکی تفصیل نہیں کرتے اور اس موقع کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔ جہاں ہم ملکی تاریخ سے فارغ ہوکر اُس کے عام اخلاق وعادات کا تذکرہ کریں گے اور اسی موقع پر اسکی علمی مجلسیں۔ علما سے مناظرے مسائل علمیہ کے متعلق ایجادات۔ فلسفہ کی ترویج کا حال لکھیں گے۔ یہاں مختصر طور پر صرف وہ حالات بیان کئے ہیں۔ جو اسکی ابتدائی تعلیم سے متعلق تھے +

مامون کی ولیعہدی ۱۸۲ھ

ہارون الرشید کی اولاد ذکور ۱۲ تھی۔ جن میں سے چار ایسے لائق وقابل تھے جنکو وہ ولیعہدی

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

محمد

کے لئے انتخاب کرسکتا تھا۔ مامون۔ امین موتمن معتصم معتصم کو نہایت قوی اندام۔ دلیر شجاع اور فنون جنگ سے واقف تھا لیکن جاہل محض تھا۔ ہارون نے اس بنا پر اُسکو خلافت سے بالکل محروم کردیا۔ امین کی ماں زبیدہ۔ اور اسکا ماموں عیسے بن جعفر بن المنصور دربار میں ایک پولٹیکل طاقت رکھتے تھے کیونکہ اراکین دربار وافسران فوج جو اکثر بنی ہاشم تھے۔ اتحاد نسب کی وجہ سے زبیدہ کے ساتھ تھے۔ ۱۷۵ھ میں عیسےٰ بن جعفر نے وزیر السلطنت فضل بن یحییٰ سے امین کی ولیعہدی کے لئے سفارش کی۔ اگرچہ امین کی عمر اُسوقت کل پانچ برس کی تھی اور اسوجہ سے خاندان شاہی کے چند ممبر اس تجویز پر راضی نہ تھے۔ تاہم فضل کی بات ٹالی نہیں جاسکتی تھی۔ ہارون نے تمام دربار سے امین کے لئے بیعت لی۔ امین اگرچہ نہایت ذکی الطبع۔ فصیح۔ خوش تقریر۔ پاکیزہ رو۔ حور شمائل تھا۔ اسکے ساتھ اُسنے۔ نحو۔ ادب۔ فقہ میں نہایت مہارت حاصل کی تھی لیکن عیش طلب اور راحت پسند تھا۔ ہارون کو بھی روز بروز اُسکی راحت طلبی کا زیادہ یقین ہوتا گیا۔ مامون کی ذاتی خوبیوں نے ہارون کو بالکل اپنا گرویدہ کرلیا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ "میں مامون میں منصور کا حزم۔ مہدی کی متانت ہادی کی شان و شوکت پاتا ہوں اور اگر اپنے سے بھی اُسکو نسبت دینا چاہوں تو دے سکتا ہوں"۔ میں نے امین کو خلافت میں اُس پر ترجیح دی۔ حالانکہ مجھ کو معلوم ہے کہ وہ فضول خرچ اور اپنی خواہشوں کا مطیع ہے اور لونڈیاں اور عورتیں اسکی مشیر کار ہیں۔ اگر زبیدہ کا لحاظ اور بنو ہاشم کا دباؤ نہ ہوتا تو میں مامون کو ترجیح دیتا۔[۱]

ہارون نے ایک دن ابو عیسےٰ[۲] اپنے چھوٹے بیٹے سے جو حسن و جمال میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا کہا "کاش تیرا حسن مامون کو ملا ہوتا"۔ خود مامون بھی وہ کہا کرتا تھا کہ "ساری خوبیاں تجھی میں ہوتیں۔ تو خوب ہوتا اور اگر میرے اختیار کی بات ہوتی تو میں ابو عیسے کا حسن بھی تجھی کو دیتا"۔[۳] +

---

[۱] سیوطی صفحہ ۳۱۱ + [۲] ذراری صفحہ ۴۸ + [۳] تمام عباسی خاندان خلافت۔ اور خاندان خلافت میں ابو عیسیٰ نہایت حسین اور صاحب جمال تھا۔ اسکے ساتھ شاعر نکتہ سنج اور موسیقی کا بڑا ماہر تھا مامون الرشید کو ابو عیسے سے نہایت محبت تھی۔ علامہ آغانی نے لکھا ہے کہ مامون الرشید اپنے بعد اُسکو خلیفہ مقرر کرنا چاہتا تھا مگر افسوس کہ وہ یوسف جمال مامون کی زندگی ہی میں مرگیا۔ مامون نے کئی دن تک اُسکے غم میں کھانا نہیں کھایا +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

زبیدہ کو ان باتوں سے نہایت رنج ہوتا تھا۔ وہ ہارون کو طعنہ دیتی تھی کہ تم ایک کنیز زادہ کو میرے لخت جگر پر ترجیح دیتے ہو۔ دونوں میں اکثر اس بات پر بحثیں رہتی تھیں۔ اور چونکہ زبیدہ عام لیاقتوں میں بھی امین کو مامون سے کم درجہ پر تسلیم نہیں کرتی تھی۔ ہارون اکثر موقعوں پر دونوں کا امتحان لیتا تھا۔ اور نتیجہ امتحان پر زبیدہ کو شرمندہ ہونا پڑتا تھا۔ ایک دن اُس نے چند مسواکوں کی طرف اشارہ کرکے جو اُس کے پاس رکھی تھیں۔ امین سے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں امین نے کہا "مساویک" یعنی مسواکیں۔ پھر اس نے مامون کو بلاکر یہی سوال کیا۔ اُس نے جواب دیا کہ "ضد محاسنك يا امير المؤمنين[۱]"۔

ایک اور دن ہارون نے دو خاص غلاموں سے کہا کہ امین سے تنہائی میں بطور خود پوچھو کہ جب خلافت آپ کو ملیگی تو حضور ہمارے ساتھ کیا سلوک فرمائیں گے۔ امین نے نہایت خوش ہوکر کہا کہ میں تم کو اسقدر انعام و جاگیریں دونگا کہ نہال ہوجاؤ گے۔ مگر جب مامون کے پاس گئے تو اُس نے دوات جس سے لکھ رہا تھا اٹھاکر اُس کے منہ پر پھینک ماری اور کہا۔ کہ بدمعاش جس دن امیرالمؤمنین نہ ہونگے تو ہم لوگ جی کر کیا کریں گے ہم انپر فدا نہ ہوجائینگے[۲]۔

اس پر بھی ہارون امین کی ولیعہدی کو مسترد نہیں کرسکتا تھا۔ مامون کیلئے اتنا کیا کہ ۱۸۲ھ میں امین کے بعد اسکی ولیعہدی پر لوگوں سے بیعت لی۔ اور بدرست خراسان و ہمدان کے صوبہ جات کا گورنر مقرر کیا۔ تیسرے بیٹے قاسم کو جزیرہ ثغور و عواصم کی حکومت دی اور مامون کو اختیار دیا کہ اگر قاسم لائق نہ ثابت ہو تو وہ معزول کرسکتا ہے اگرچہ ہارون نے اس طور پر ملک کی تقسیم کردی تھی۔ مگر وہ امین کی طرف سے مطمئن نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ امین خود غرض اور عیش پرست ہے اور چونکہ تمام عمائد بنی ہاشم اور افواج کا بڑا حصہ اُس کا طرفدار ہے۔ اُسکو دوسروں کی حق تلفی پر بآسانی جرأت ہوسکتی ہے۔ اس خیال سے ۱۸۶ھ میں جب وہ مکہ معظمہ گیا تو امین کو تنہا خانہ کعبہ کے اندر لے جاکر فہمایش کی پھر مامون کو بلایا اور اُس سے بھی اس معاملہ کے متعلق دیر تک باتیں

[۱] مرأة الجنان ترجمہ المامون ۲۱۸ھ [۲] ذرار می صفحہ ۴۸ + ۲۸۶ھ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کہیں اسکے بعد دونوں سے جدا جدا معاہدے لکھوائے جس میں ہر ایک نے اسکی تقسیم کو تسلیم کیا جو ہارون نے اُن کے لئے تجویز کی تھی۔ صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے کہ تقسیم کی رو سے مامون کو جو ممالک ملے اُس میں کرمان شاہ۔ نہاوند۔ قم۔ کاشان۔ اصفہان۔ فارس۔ کرمان۔ رے۔ قومس طبرستان۔ خراسان۔ زابل۔ کابل۔ ہندوستان۔ ماوراءالنہر۔ ترکستان داخل تھے۔ امین کو بغداد واسط۔ بصرہ۔ کوفہ۔ شامات۔ سواد عراق۔ موصل۔ جزیرہ حجاز۔ مصر۔ اور بغداد کے انتہائے حدود تک کی حکومت ملی۔ اس معاہدہ پر دونوں سے دستخط کرائے۔ اور وہ ایک جم غفیر کے سامنے جس میں یحییٰ برمکی وزیرالسلطنت جعفر بن یحییٰ۔ فضل ابن الربیع حاجب اور خاندان خلافت کے تمام اعیان اور فقہا و علما شامل تھے باآواز بلند پڑھکر سنایا گیا۔ تمام حاضرین نے بطور شہادت کے اُس پر دستخط کئے اور جب ہر طرح سے مصدق ہوگیا۔ سونے کے نلوے میں جو زمرد و یاقوت سے مرصع تھا رکھکر حرم کعبہ میں دروازے کے اوپر آویزاں کیا گیا۔ کعبہ کے دربانوں سے حلف لیا گیا کہ اسکی نہایت احتیاط کریں گے۔ اور حج کے زمانہ میں کسی منظر عام پر وہ آویزاں کر دیا جائیگا۔ اگرچہ یہ معاہدے نہایت طولانی اور بالکل فضول باتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ تمام تحریر میں ایک بات بھی ایسی نہیں جس سے کوئی دقیق پولٹیکل خیال پیدا ہو تاہم اس خیال سے کہ وہ ایک قدیم زمانہ کی تحریر ہے۔ اور اُس سے اسوقت کے عام خیالات اور طریق معاملات کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہم بجنسہ اس کا ترجمہ اس مقام پر لکھتے ہیں[1]

دستاویز جو امین نے لکھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ ایک تحریر ہے جسکو محمد بن امیرالمؤمنین ہارون نے امیرالمؤمنین ہارون کے لئے لکھا بحالت ثبات عقل صحت جسم۔ و درستی فعل اطاعت مندانہ بلا جبر و اکراہ کہ مجھ کو امیرالمؤمنین

---

[1] علامہ ازرقی نے جو ۲۷۲ھ میں موجود تھا ان دونوں معاہدوں کو تمام تا تاریخ مکہ میں نقل کیا ہے دیکھو تاریخ مذکور از صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۶۔ مطبوعہ جرمن مقام لیپزک۔ ابن واضح کاتب عباسی نے بھی ان معاہدوں کو اپنی تاریخ میں قدرے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے ۱۲ منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ہارون نے ولیعہد سلطنت کیا ہے۔ اور عموماً تمام مسلمانوں پر میری بیعت لازم کی۔ میرے بھائی عبداللہ بن امیر المؤمنین کو میرے بعد میری رضامندی سے نہ جبر و اکراہ سے۔ خلافت اور ولیعہدی اور مسلمانوں کے ہر ایک معاملہ کی افسری حاصل ہوگی۔ اور اسکو امیر المؤمنین نے اپنی زندگی میں اور اپنے بعد خراسان اور اُسکے اضلاع و فوج و خراج و محکمہ ڈاک و پرچہ نویسی و بیت المال و بیت الصدقہ و عشر عشور کی ولایت دی ہے۔ پس میں اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ امیر المؤمنین نے بیعت و خلافت و ولیعہدی اور مسلمانوں کے عام معاملات کی افسری میرے بھائی عبداللہ کو دی ہے۔ میں ان سب امور کو تسلیم کرونگا۔ خراسان اور اُس کے اضلاع کی حکومت جو اس کو امیر المؤمنین نے عطا کی ہے۔ یا زمین خاصہ میں سے جو جاگیریں اسکو دی ہیں۔ یا کوئی جائداد خاص کر دی ہے۔ یا کوئی زمین یا جاگیر اُسکو خرید دی ہے۔ اور جو چیزیں اپنی زندگی میں بحالت صحت از قسم مال و جواہرات و اسباب و کپڑے و غلام و مویشی۔ کم ہوں خواہ زیادہ اسکو عنایت کی ہیں۔ وہ سب عبداللہ بن امیر المؤمنین کی ہیں۔ جو اُسکے لئے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اور جس میں کچھ عذر نہیں ہے اور میں نے اور عبداللہ بن امیر المؤمنین نے ان تمام چیزوں کو ایک ایک کر کے بقید نام و نشان و جگہ جان لیا ہے اور اگر ہم دونوں میں سے کسی چیز کی نسبت ان چیزوں میں اختلاف رائے ہو تو عبداللہ کا قول قابل تسلیم ہوگا۔ میں اُن چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنا مال نہ قرار دونگا۔ نہ اُس سے چھینونگا۔ نہ کم کروں گا۔ وہ شے خواہ چھوٹی ہو خواہ بڑی۔ اور نہ ولایت خراسان نہ اور کسی صوبے سے جسکی حکومت امیر المؤمنین نے اُسکو دی ہے۔ مجھ کو کچھ بحث ہوگی۔ میں عبداللہ کو ان صوبوں سے نہ معزول کروں گا۔ نہ خلع بیعت کروں گا۔ نہ کسی اور کو اُس کا قایم مقام کرونگا۔ نہ کسی اور شخص کو ولیعہدی اور خلافت میں اُس پر مقدم کرونگا۔ نہ اُسکی جان۔ یا خون۔ یا صورت یا ایک سر مو کو ضرر پہنچاؤنگا۔ نہ اُسکے جزئی یا کلی امور میں۔ یا حکومت۔ مال و جاگیر و زمین خاصہ کے متعلق۔ کوئی رنج دہ بات کرونگا کسی وجہ سے اُسکی کسی چیز میں تبدیلی نہ کرونگا۔ نہ اُس سے نہ اُسکے عمال سے نہ اُسکے منشیوں سے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اُسی وقت سے ایک نئے خلیفہ کی تجویز شروع کی تھی۔ ۲۵۔ ذوالحجہ روز سہ شنبہ ۲۰۱ھ میں خاص آل عباس نے خفیہ طور پر ابراہیم بن المہدی کے ہاتھ پر جو مامون الرشید کے چچا تھے بیعت کی۔ پھر دو شخص مقرر کئے۔ کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے ایک شخص بخطاب عام کہے کہ مامون کے بعد ابراہیم کو ولیعہد خلافت قرار دینا چاہتے ہیں۔ دوسرا برابر سے بولے۔ کہ مامون تو معزول ہو چکا۔ خلیفہ وقت ابراہیم ہے۔ اور ولیعہد خلافت اسحٰق بن الہادی۔ غالبًا اس طریقہ سے عباسیوں نے رضامندی عام کا اندازہ کرنا چاہا۔ مگر اُن کو خلاف توقع یہ معلوم ہوا کہ ملک اگر مامون کے خلاف ہے تو ابراہیم کے ساتھ بھی لوگوں کو عام ہمدردی نہیں ہے۔ چنانچہ جب یہ دونو شخص سکھلائے ہوئے فقرے کہ کر بیٹھ گئے تو لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور ایسی برہمی ہوئی کہ لوگوں نے نماز بھی نہیں پڑھی اور مسجد سے چلے گئے۔ تاہم سندی اور صالح کی کوشش نے ابراہیم کو منصب خلافت پر پہنچا دیا۔ اور یکم محرم ۲۰۱ھ کو عموماً اہل بغداد نے بیعت خلافت کی۔ ابراہیم نے اپنا لقب مبارک اختیار کیا۔ اس زمانہ میں قصر بن ہبیرہ پر حسن بن سہل کی طرف سے حمید بن الحمید مامور تھا اگرچہ وہ خود حسن کا دل سے طرفدار تھا۔ مگر اُسکے ساتھ جتنے افسر تھے۔ خصوصًا سعید۔ و ابو بط ابراہیم سے مل گئے۔ ان لوگوں نے اُدھر تو حسن کے پاس خطوط بھیجے کہ حمید آپ کے خلاف ابراہیم سے خط و کتابت رکھتا ہے۔ ادہر ابراہیم سے درخواست کی کہ حضور کا کوئی افسر آئے تو ہم قصر بن ہبیرہ پر قبضہ کرادیں۔ حسن نے گو ان تحریروں کا چنداں اعتبار نہیں کیا۔ تاہم اسکو شبہ پیدا ہوا اور اطمینان کیلئے حمید کو اپنے پاس بلا لیا۔ ابراہیم نے موقع پا کر۔ عیسے بن محمد کو بھیجا۔ جس نے ۱۰۔ ربیع الثانی کو قصر بن ہبیرہ پر قبضہ حاصل کیا۔ اور حمید کا اسباب و خزانہ جس میں نقد کی قسم سے سَو توڑے تھے غارت عام میں آیا۔ حمید نے یہ خبر سنی تو کوفہ کو واپس آیا۔ یہاں حضرت علی رضا علیہ السلام کے بھائی عباس تشریف رکھتے تھے حمید نے انکو بلایا۔ اور کہا کہ آپ اپنے بھائی کی طرف سے کوفہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لیں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تو تمام کوفہ آپ کے ساتھ ہو گا۔ اور میں تو جاں نثاری کے لئے حاضر ہوں۔ حمید نے لاکھ درہم بھی انکی نذر کئے۔ اس کے بعد وہ حسن کے پاس چلا گیا۔ کوفہ کے اکثر لوگوں نے حسن کا ساتھ دیا۔ مگر جن لوگوں کو شیعہ پن میں زیادہ غلو تھا۔ انہوں نے حسن سے کہا کہ اگر حضرت علی رضا کی خلافت مستقل مان کر بیعت لی جائے تو ہم بدل موجود ہیں۔ لیکن بیچ میں مامون کا واسطہ ہو گا۔ تو ہم سے امید نہ رکھنی چاہیئے۔ چونکہ اُن کی یہ خواہش حسن نے منظور نہ کی۔ یہ لوگ ناراض اُٹھے اور بالکل بے تعلق ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھ رہے ‌+

ابراہیم نے اپنے نئے دشمن عباس کے مقابلہ کے لئے سعید و ابوالبط کو متعین کیا۔ جنہوں نے حال میں اپنی کارگذاری دکھائی تھی کہ ابراہیم کے نائب کو قصر بن ہبیرہ پر قبضہ دلا دیا تھا۔ یہ دونو افسر قریہ شاہی میں پہنچے تو عباس نے اپنے چچیرے بھائی علی بن محمد کو انکے مقابلے کے لئے بھیجا۔ دوسری جمادی الاول ۲۰۲ھ کو دونو حریف معرکہ آرا ہوئے علی بن محمد نے ذرا دیر لڑکر شکست کھائی۔ اب ابوالبط و سعید کوفہ پر حملہ آور ہوئے۔ آل عباس جو یہاں موجود تھے۔ وہ بھی اُنکے ساتھ ہو گئے ‌+ نہایت سخت معرکہ ہوا۔ یہ لوگ حملہ کرتے ہوئے ابراہیم کی جے پکارتے تھے۔ اور نعرے مارتے تھے کہ مامون کی حکومت نہیں رہی۔ تمام دن لڑائی قائم رہی۔ تاہم فتح و شکست کا کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ اور دوسرے دن کی نوبت آئی۔ چونکہ فریقین کا یہ حال تھا کہ جس نے شہر کے جس حصہ پر فتح پائی آگ لگا کر غارت کر دیا۔ روسائے کوفہ سعید کے پاس حاضر ہوئے۔ اور اس شرط پر امان طلب کی کہ عباس اپنے ساتھیوں کو لیکر کوفہ سے چلے جائیں۔ فریقین نے اس پر رضامندی ظاہر کی۔ اور کوفہ دونو دعویداروں سے خالی ہو گیا۔ کیونکہ اس عہد کے بعد سعید بھی حیرہ کو واپس چلا گیا۔ کوفہ و اطراف کوفہ میں ابراہیم کی حکومت مسلم ہو گئی لیکن فتحیں خلافت کا قطعی فیصلہ کرنے والی نہ تھیں۔ کیونکہ ہنوز واسط میں حسن بن سہل ایک فوج گراں کے ساتھ موجود تھا۔ ابراہیم نے اس بڑی مہم کیلئے عیسے کو انتخاب کیا۔ ابن

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

عائشہ ہاشمی و نعیم بن خازم کو بھی حکم ہؤا کہ عیسیٰ کے ہمراہ جائیں۔ راہ میں سعید و ابوالبط بھی جو کوفہ کی فتح سے آئے تھے۔ ساتھ ہوئے۔ غرض بے شمار لشکر واسط کے قریب بمقام صیبادہ میں صف آرا ہؤا۔ حسن بن سہل قلعہ بند ہؤا۔ عیسے چند بار حملے کی غرض سے حسن کے لشکر گاہ کی طرف گیا۔ مگر اُس نے بالکل خاموشی اختیار کی تھی۔ اور حکم دیدیا تھا۔ کہ لشکر کا کوئی شخص قلعہ سے باہر نہ جائے۔ غالبًا۔ اس مدت میں اُس نے عیسے کی قوت کا اندازہ کیا۔ بالآخر ۲۶ رجب کو فوج اسکے حکم سے عیسے پر حملہ آور ہوئی۔ صبح سے دوپہر تک قیامت انگیز معرکہ رہا۔ عیسے نے شکست کھائی اور طرنایا پہنچ کر دم لیا +

مامون کا عراق روانہ ہونا اور ذوالریاستین کا قتل ۲۰۲ھ

مامون جس تاریخ سے تخت نشین ہؤا تھا۔ ایک دن بھی خونریزیوں سے خالی نہ گیا۔ تاہم اُسکو بالکل نہ معلوم ہوسکا کہ تمام ملک بغاوتوں کا دنگل بن رہا ہے۔ ابتدا میں تو حسن بن سہل کی گورنری کا جھگڑا تھا۔ لیکن اب جو ہنگامے قائم تھے۔ حضرت علی رضا کی ولیعہدی پر تھے درباریوں میں سے جب کسی نے مامون کے کان تک یہ صدا نہ پہنچائی۔ تو خود حضرت علی رضا نے اس فرض کو ادا کیا۔ انہوں نے مامون سے کہا۔ کہ امین کے قتل کے بعد ایک دن بھی ملک کو امن نصیب نہیں ہؤا۔ راتدن خونریز لڑائیاں قائم ہیں اور اہل بغداد نے ابراہیم کو خلیفہ قرار دیا ہے۔ یہ بالکل ایک نئی اور غیر مانوس صدا تھی۔ مامون دفعتًہ چونک پڑا اور جیسا کہ ذوالریاستین نے اسکو یقین کرادیا تھا۔ اُس نے تعجب اور انکار کے ساتھ کہا کہ نہیں ابراہیم خلیفہ نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں نے انتظامًا اسکو نائب الریاست بنا رکھا ہے حضرت علی رضا نے فرمایا کہ ذوالریاستین نے ملک کے اصلی واقعات آپکی نظر سے چھپا دیئے اور اب جو کچھ آپ کہتے ہیں اُسی کی زبان سے کہتے ہیں۔ ابراہیم جس کو آپ نائب الریاست سمجھ رہے ہیں جسن بن سہل سے لڑ رہا ہے۔ اور آل عباس میں عمومًا ذوالریاستین

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کی وزارت اور میری ولیعہدی پر نہایت مخالفانہ جوش پھیلا ہوا ہے (مامون) دربار میں کوئی اور شخص بھی ان حالات سے واقف ہے؟ (علی رضا علیہ السلام) "ہاں۔ یحییٰ بن معاذ اور عبدالعزیز بن عمران اور بہت سے افسر" مامون نے ان لوگوں کو بلا کر پوچھا کہ جو کچھ حضرت علیؑ فرماتے ہیں۔ تم اسکی نسبت کیا جانتے ہو؟ ذوالریاستین کے ڈر سے کسی کو شہادت دینے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ مگر جب مامون نے خود ذمہ داری کی کہ ذوالریاستین انکو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ اور اس مضمون کی ایک دستاویز بھی اپنے ہاتھ سے لکھدی۔ تو ان لوگوں نے پوست کندہ حالات بیان کر دیئے اور کہا کہ ہر شمثہ انہیں باتوں کے عرض کرنے کے لئے حضور میں حاضر ہوا تھا۔ مگر ذوالریاستین نے ایسے جاں نثار کو حضور کی نگاہ میں دشمن بنا دیا۔ اور اُسکی تمام امیدیں خاک میں ملا دیں۔ ان لوگوں نے مامون کو یہ بھی جتا دیا۔ کہ اگر جلد تلافی نہیں کی جاتی تو بنیاد خلافت کے متزلزل ہونے میں کچھ باقی نہیں رہا ہے چونکہ ان لوگوں نے اپنی شہادت میں یہ بھی رائے دی تھی کہ حضور کا دارالخلافہ میں تشریف رکھنا ان سب مشکلوں کو حل کر دیگا۔ مامون نے بغداد کا قصد کیا۔ ذوالریاستین کو اس ارادے کی اطلاع ہوئی تو اُس نے باآسانی معلوم کر لیا کہ مامون کے کان میں کوئی نئی صدا پڑی ہے۔ اُس نے تمام افسروں کے نام بھی تحقیق کر لئے اور حضرت علی رضا کے سوا (جن پر اسکا قابو نہیں چل سکتا تھا۔ یا پاس ادب مانع تھا) باقی ہر ایک کو مختلف قسم کی اذیتیں پہنچائیں۔ کسی کو قید کیا۔ کسی کو کوڑے پٹوائے۔ کسی کی داڑھی اکھڑوائی۔ اس پر بھی مامون ذوالریاستین سے کچھ بازپرس نہ کر سکا۔ اور جب حضرت علی رضا نے اس کا تذکرہ کیا۔ تو مامون نے نرمی سے جواب دیا کہ میں غافل نہیں ہوں۔ مگر تدبیر مناسب سے کام لینا چاہتا ہوں۔ مامون جب سرخس پہنچا۔ تو چند آدمیوں نے جن کا پیشوا غالب مسعودی تھا۔ حمام میں پہنچکر جمعرات کے دن ۲ شعبان سنہ ۲۰۲ھ کو ذوالریاستین کو قتل کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو لوگ ذوالریاستین کے قتل میں شریک تھے۔ سب مختلف اور دور دور ملکوں کے رہنے والے تھے۔ یعنے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

قسطنطنین روم کا۔ فتح دیلم کا۔ موفق صلیقہ کا۔ مامون نے اشتہار دیا کہ جو شخص قاتلوں کو گرفتار کر کے لاوے اسکو دس ہزار اشرفیاں انعام میں ملیں گی۔ عباس بن الھشیم نے یہ انعام حاصل کیا۔ جب یہ لوگ مامون کے پاس حاضر کئے گئے اور پوچھا گیا کہ "کس کے ایما سے تم نے ایسا کیا؟" تو سب نے خود مامون کا نام لیا۔ اور اس بیباکی پر یا اصل جرم کی پاداش میں مامون کے حکم سے قتل کر دیئے گئے۔ اسکے بعد عبد العزیز بن عمران و موسیٰ وغیرہ چند اشخاص جن پر شبہ تھا طلب ہوئے اور استفسار ہوا کہ اس واقعہ کے متعلق کچھ جانتے ہو۔ سب نے کانوں پر ہاتھ رکھا۔ مامون نے ان لوگوں کو بھی قتل کرا دیا۔ گو تمام واقعات شہادت دے رہے تھے کہ ذوالریاستین کا قتل مامون کے ایما سے ہوا۔ مگر مامون نے اپنی متعدد کارروائیوں سے اس یقین کو شبہ سے بدل دیا۔ قاتلوں کے سر حسن بن سہل کے پاس بھجوائے اور نامۂ تعزیت میں بہت کچھ رنج و غم ظاہر کیا۔ اور کہا کہ تم اپنے بھائی کی جگہ منصب وزارت پر مقرر کئے گئے۔ ذوالریاستین کی ماں کے پاس برسم تعزیت گیا۔ اور تسلی دے کر کہا کہ آپ صبر کریں بجائے ذوالریاستین کے میں آپ کا مطیع فرزند موجود ہوں۔ ان موثر فقروں نے اسکو اور بھی بیتاب کر دیا۔ اور رو کر کہا کہ "ایسے بیٹے کا غم نہ کروں جس نے میرے لئے تم سا فرزند چھوڑا"۔ ذوالریاستین کے قتل کے تھوڑے دن بعد اُسکے باپ سہل نے بھی وفات پائی۔ اسی زمانہ میں مامون نے حسن بن سہل کی بیٹی سے شادی کی۔ ان کارروائیوں سے گو مامون کی گردن ذوالریاستین کے خون سے ہلکی نہ ہوئی۔ تاہم عام خلقت کی نگاہ بہت کچھ بدل گئی۔ اور کم سے کم اتنی بات ضرور ثابت ہو گئی کہ اگر ایسا ہوا بھی تو وہ ایک ذاتی اور ناگزیر معاملہ تھا۔ ورنہ ذوالریاستین کے عام احسانات کو اُس نے فراموش نہیں کیا ہے۔ اور اُس کے خاندان کے ساتھ اب بھی اسکو وہی ہمدردی ہے جو پہلے تھی۔ ذوالریاستین کی موت نے یوں تو اُسکے تمام خاندان کو نہایت صدمہ پہنچایا۔ مگر اُسکے بھائی حسن نے اس واقعہ کے بعد سے ایک دن بھی رونے پیٹنے سے نجات نہ پائی اور بالآخر اسی صدمہ نے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اُس کو مختل الحواس کر دیا۔ ۲۰۳ھ میں اُسکے ہوش بالکل درست نہیں رہے۔ تو احتیاط کے لئے پاؤں میں بیڑیاں ڈالدی گئیں۔ مامون نے اُسکی جگہ احمد بن ابی خالد کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مامون کی مستقل خلافت کا زمانہ دراصل فضل کے قتل ہونیکے بعد سے شروع ہوتا ہے +

حضرت علی رضا علیہ السلام کی وفات اخیر صفر ۲۰۳ھ

اس سفر میں حضرت علی رضا علیہ السلام بھی مامون کے ساتھ تھے۔ طوس پہنچکر دفعتہ انتقال فرمایا۔ کہتے ہیں کہ انگور میں زہر دیا گیا۔ ہارون الرشید کی قبر بھی یہیں ہے۔ مامون نے اسی وجہ سے یہاں قیام کیا تھا۔ حضرت علی رضا نے وفات پائی تو مامون نے حکم دیا کہ ہارون الرشید کی قبر اکھڑوا کر حضرت علی رضا بھی اُسی میں دفن کئے جائیں۔ جس سے مقصود یہ تھا۔ کہ رشید بھی حضرت علی رضا کی برکت سے مستفید ہو۔ مامون کو حضرت علی رضا کی وفات کا نہایت صدمہ ہوا۔ وہ جنازہ کے ساتھ ننگے سر گیا۔ اور رو رو کر کہتا تھا" اے ابوالحسن! تیرے بعد میں کہاں جاؤں۔ تین دن تک قبر پر مجاور رہا۔ اور صرف ایک روٹی و نمک روزانہ اُسکی خوراک رہی[۱] + اس پر دعبل ایک شاعر نے جو اہل بیت کا مداح اور خلفائے بنی عباس کا نہایت دشمن تھا۔ ایک ظرافت آمیز ہجو لکھی جس کا ایک شعر یہ ہے :-

ماینفع الرجس من قرب الزکی ولا — علی الزکی بقرب الرجس من ضرر

(یعنی "ناپاک آدمی کو پاک کے قرب سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور نہ پاک کا اُسکے قرب سے کچھ نقصان ہوتا ہے" یہ ایک تاریخی سوال ہے کہ حضرت علی رضا کو کس کے ایما سے زہر دیا گیا؟ مگر ایک خاص فرقہ نے اس واقعہ پر مذہبی رنگ چڑھایا ہے

شیعہ بلا استثنا اس پر متفق ہیں کہ خود مامون نے زہر دلوایا۔ افسوس ہے کہ ہم کو شیعوں کی تاریخی تصنیفات نہیں ملیں کہ ہم اس بحث کو دونو فریقوں کی روایتوں کے لحاظ سے فیصل کر سکتے۔ تمام وہ بڑی بڑی تصنیفیں جن کو دنیا نے اسلامی تاریخ کا لقب

[۱] ابن واضح عباسی نے یہ واقعہ خود اس شخص سے روایت کیا ہے جو حضرت علی رضا کی تجہیز و تکفین میں شریک تھا۔ یعنی ابن واضح کی تاریخ سے اسکو نقل کیا ہے ۱۲ منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

دیا ہے سُنیوں کی ہی تصنیفیں ہیں۔ اور بظاہر اُن میں مذہبی حیثیت کا خاص لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔ تاریخی واقعات کی نسبت ہمکو انہیں کی طرف رجوع کرنا پڑیگا۔ جہانتک ہم کو معلوم ہے۔ ایک مورخ نے بھی مامون پر اس الزام لگانے کی جرأت نہیں کی ہے۔ بلکہ علامہ بن اثیر نے صاف لفظوں میں اس غلط خیال پر استعجاب ظاہر کیا ہے۔ مامون الرشید کے زمانہ سے نہایت قریب تر تاریخ جو آج دستیاب ہوسکتی ہے۔ ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے۔ یہ مصنف مامون کے زمانہ کے واقعات ان لوگوں کی زبانی روایت کرتا ہے۔ جو خود مامون کے عہد میں موجود تھے۔ ہم اُسکی تاریخ میں شیعہ پن کا اثر بھی پاتے ہیں۔ تاہم اس نے مامون کی بجائے یہ بدگمانی علی بن ہشام کی نسبت کی ہے۔ تاریخی اصول تحقیق سے اگر ہم کام لیں تو بھی یہی ماننا پڑیگا۔ مامون نے حضرت علی رضا کو ولیعہد خلافت مقرر کیا۔ تو اُس سے اُسکو کوئی سازش مقصود نہ تھی۔ حضرت علی رضا کوئی ملکی شخص نہ تھے اور نہ اُن سے حکومت عباسیہ کو کسی خطرہ کا احتمال تھا۔ جیسا کہ شیعوں کا دعویٰ ہے۔ مامون کو اہل بیت کے ساتھ جو دلی خلوص تھا۔ اس سے کون انکار کرسکتا ہے حضرت علی رضا کے بعد مامون کا طریق عمل سادات کے ساتھ کیا رہا؟ اس خاص حیثیت سے مامون کے ان تمام حالات اور واقعات کو ترتیب دو جو حضرت علی رضا کی وفات سے پہلے اور پیچھے پیش آئے۔ یہ مرتب اور نتیجہ خیز سلسلہ خود بتادیگا۔ کہ مامون پر یہ غلط اتہام ہے بے شبہ مامون کے خاندان والے حضرت علی رضا کی ولیعہدی سے ناراض تھے۔ انھیں میں سے کسی نے یہ بیہودہ حرکت کی ہوگی۔

حضرت علی رضا ائمہ اثنا عشریہ میں ہیں اور حضرت موسیٰ کاظم کے خلف الرشید ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۱۴۸ھ میں جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ نہایت بڑے عالم اور اتقائے روزگار میں سے تھے۔ مامون کیلئے طب میں ایک رسالہ تصنیف کیا تھا۔ ابونواس عرب کے مشہور شاعر سے لوگوں نے کہا کہ تو نے ہر مضمون کے شعر لکھے اور حضرت علی رضا جو فخر روزگار ہیں ان کی شان میں دو شعر بھی نہ کہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ان کا پایہ کمال میری مدح سے بہت اونچا ہے چونکہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ذوالریاستین اور حضرت علی رضا کی وفات نے اہل بغداد کی کل شکایتوں کا فیصلہ کر دیا۔
مامون نے بغداد کے لوگوں کو ایک خط لکھا کہ "اب کیا چیز ہے جس کی تم شکایت کر سکتے ہو"
مگر مامون کو خلاف توقع اپنی تحریر کا نہایت سخت جواب ملا +

ابراہیم کی معزولی ۲۰۳ھ

مامون جس زمانہ میں بغداد کو روانہ ہوا تھا۔ تو ابراہیم مدائن میں موجود تھا اور عیسےٰ بن محمد و مطلب بن عبداللہ وغیرہ افسران فوج اُسکے ساتھ تھے۔ یہ لوگ اس وقت تک اگرچہ نہایت ثابت قدم رہے۔ مگر غالباً اس بات کا سب کو یقین تھا کہ ابراہیم کی خلافت اسی وقت تک ہے جب تک مامون بغداد سے دور ہے۔ جب اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ تو لوگ ابراہیم کا ساتھ چھوڑنے لگے۔ مطلب بیماری کا بہانہ کر کے مدائن سے چلا آیا۔ اور بغداد میں لوگوں سے خفیہ مامون کے لئے بیعت لینی شروع کی۔ خود منصور بن المہدی ابراہیم کے بھائی نے اول بیعت کی مطلب نے علی بن ہشام و حمید کو بھی لکھا کہ بغداد چلے آؤ ابراہیم کو یہ حالات معلوم ہوئے تو مدائن سے روانہ ہو کر ۱۵ صفر ۲۰۲ھ کو زندہ رود پہنچا۔ اور جن لوگوں نے مامون کیلئے بیعت کی انکو طلب کیا۔ جن میں سے منصور و خزیمتہ تو حاضر ہو گئے۔ اور اُن کا قصور معاف کر دیا گیا۔ لیکن مطلب کو اُسی کے خاندان نے روکا کہ اپنی بات پر قائم رہنا چاہئے۔ ابراہیم نے اذن عام دیدیا کہ ۱۷ صفر کو مطلب کا گھر بار لوٹ لیا جاوے۔ حمید و علی بن ہشام اب ابراہیم کی خلافت مدائن پر قابض ہو گئے۔ ابراہیم کا نہایت نامور افسر عیسےٰ بن محمد بھی حسن بن سہل سے مل گیا۔ شوال ۲۰۲ھ میں باب الجسر پر اُس نے یہ اعلان دے دیا کہ میں اس معاملہ میں دونو فریق سے الگ ہونگا۔ اور حمید نے بھی اس بات کو منظور کر لیا ہے ابراہیم نے اُس کی طلب کے لئے متعدد قاصد بھیجے۔ بڑے اصرار سے آیا۔ تو ابراہیم نے عتاب ظاہر کیا۔ اُس نے معذرت کی۔ ابراہیم نے غیظ میں آکر اس کو قید خانے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

بھیجدیا۔ اور اُسکے چند افسر و اعزہ کو بھی سزا دی۔ عیسےٰ ایک نہایت معزز رتبہ کا آدمی تھا اور بہت سے نامور افسر اُسکے ساتھ تھے۔ اس کے قید ہونے نے سب کو برہم کردیا۔ بالخصوص عباس جو عیسےٰ کا خلیفۂ خاص تھا۔ اُس نے اپنی پر جوش تقریروں سے تمام بغداد کو ابراہیم کا مخالف بنا دیا۔ جسر و کرخ وغیرہ پر ابراہیم کے جو عامل تھے سب نکال دیئے گئے۔ اور لوگوں نے حمید کو خط لکھا کہ آپ یہاں کا قصد کیجئے کہ ہم بغداد آپ کے حوالہ کردیں حمید نہر صرصر پہنچکر ٹھیرا۔ عباس اور تمام افسران فوج اُسکے استقبال کو گئے۔ یہ قرار پایا کہ جمعہ کے دن مقام یاسریہ میں مامون کا خطبہ پڑھا جاوے۔ اور ابراہیم معزول کردیا جاوے حمید نے اہل فوج کو پچاس پچاس روپیہ دینے کا وعدہ بھی کیا۔ تاریخ معینہ پر حمید یاسریہ میں داخل ہوا۔ مگر انعام کی تعداد میں اسلئے اختلاف پیدا ہوا کہ اہل فوج نے پچاس کے عدد کو منحوس بتایا۔ کیونکہ علی بن ہشام نے بھی یہی تعداد مقرر کی تھی اور بالآخر فساد کی باعث ہوئی۔ اہل فوج نے کہا کہ اسوقت ہم کو چالیس دلائے جائیں تاکہ پچاس کے منحوس عدد سے یہ تعداد مختلف رہے عیسےٰ نے فیاضی سے پچاس کے عدد کو بڑھا کر ساٹھ کردیا۔ جسکے ساتھ نحوست کا شبہ بھی رفع ہوگیا۔ ابراہیم نے اس مشکل وقت میں عیسےٰ کو قید سے رہائی دیکر حکم دیا کہ حمید کے مقابلے پر جلدے۔ عیسےٰ نے ایک سازشی حملہ کیا۔ اور وسط فوج میں گھس گیا۔ جس سے ظاہر میں یہ دکھانا مقصود تھا۔ کہ ابراہیم کی وفاداری میں اُس نے جان تک کی بھی پروا نہ کی۔ لیکن فوج نے اسکی دلی خواہش کے موافق زندہ گرفتار کرلیا۔ ابراہیم نے باقی ماندہ فوج سے حمید کا مقابلہ کیا۔ یہ اس کی اخیر کوشش تھی۔ لیکن اب وہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ اخیر ذیقعدہ ۲۰۳ھ میں جو معرکہ ہوا اس نے ابراہیم کی قسمت کا قطعی فیصلہ کردیا۔ ذی الحجہ کی ۱۷ تاریخ بدھ کی رات ۲۰۳ھ ابراہیم کی تاریخ حکومت کا اخیر صفحہ تھا جس دن اُس نے تبدیل لباس کی اور کہیں غایب ہوگیا ابراہیم کی خلافت نے کل ایک برس گیارہ مہینے ۱۲ دن کی عمر پائی +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مامون کا بغداد داخل ہونا صفر ۲۰۴ھ

مامون قریباً رجب ۲۰۲ھ میں مرو سے روانہ ہوا۔ اور صفر ۲۰۴ھ میں بغداد پہنچا۔ اس کا یہ سفر ایک طرح پر ملک کا دورہ تھا جس میں اُس نے حالات ملک سے بہت کچھ واقفیت پیدا کی اور مختلف شہروں میں مناسب انتظامات کئے۔ نہروان پہنچا تو بغداد کے تمام اعیان و عمائد وافسران فوج بڑے جوش سے اُسکے استقبال کو گئے۔ طاہر بن الحسین بھی جس کو مامون نے رقعہ سے طلب کیا تھا یہیں باریاب حضور ہوا۔ نہروان میں آٹھ دن قیام کر کے مامون بغداد کو چلا۔ اور ۵ صفر ۲۰۴ھ کو بڑی شان و شوکت سے دارالخلافہ میں داخل ہوا۔ جہاں ایک مدت سے ہزاروں نگاہیں اسکا انتظار کر رہی تھیں۔ مامون خود اور اُسکے تمام افسر سبز لباس میں تھے۔ اہل بغداد بھی مامون کے لحاظ سے سبز لباس پہنے دربار میں آتے مگر عام خواہش اُسکے خلاف تھی۔ لوگ آرزومند تھے کہ اُنکی آنکھیں عباسیہ حکومت کو اس کے اصل لباس میں دیکھیں۔ چنانچہ جب مامون نے طاہر کو بلا کر اسکی کارگذاریوں کا صلہ دینا چاہا۔ اور کہا کہ "جو مانگنا ہو مانگ"۔ تو اُس نے یہی خواہش ظاہر کی کہ آل عباس کی یہ آرزو پوری کر دی جائے۔ مامون نے یہ معقول درخواست منظور کی۔ اُس نے خود دربار عام میں سیاہ لباس منگوا کر پہنا۔ اور طاہر ذوالیمینین اور تمام افسران فوج کو سیاہ رنگ کے خلعت مرحمت کئے۔ ۲۳۔ صفر ۲۰۴ھ کو کل اہل بغداد سیاہ لباس میں تھے۔ اور اُس دن گویا یہ عملی اعلان عام دے دیا کہ "اب تمام اسلامی دنیا میں **آل عباس** کی حکومت ہے"

طاہر کا خراسان کی حکومت پر مقرر ہونا ۲۰۵ھ

اس سال ایک عجیب تقریب سے طاہر کو اپنے کارہائے نمایاں کا مناسب صلہ ملا یعنی وہ کل مشرقی حکومت پر جسکی دارالخلافہ بغداد سے شروع ہو کر سندھ تک منتہی ہوتی ہے نائب السلطنت

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مقرر ہؤا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک رات طاہر مامون کی بزم عیش میں حاضر ہؤا۔ مامون بادہ نوشی کے مزے لے رہا تھا۔ بے تکلفی میں اُس نے دو پیالے طاہر کو بھی مرحمت کئے اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی۔ طاہر نے باادب عرض کیا کہ میرا منصب اس عزت کا مستحق نہیں ہے۔ مامون نے کہا۔ یہ قیدیں دربار عام کیلئے مخصوص ہیں۔ بے تکلفی کے جلسوں میں اس قسم کے قواعد کی پابندی ضروری نہیں۔ طاہر آداب بجالاکر بیٹھ گیا۔ مامون نے اسکی طرف نگاہ کی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ طاہر نے عرض کیا کہ اب کیا آرزو باقی رہی ہے جس کا حضور رنج کر سکتے ہیں۔ مامون نے کہا کچھ ایسی بات ہے جسکے پوشیدہ رکھنے میں تکلیف اور ظاہر کرنے میں ذلت ہے طاہر اُسوقت تو چپ ہو رہا مگر دل میں خلش پیدا ہوئی کہ آخر کیا بات ہے حسین جو مامون کا ساقی اور ندیم خاص تھا۔ طاہر نے اُسکو دو لاکھ درہم نذر بھیجے اور درخواست کی کہ اُس دن کے واقعہ کا سبب دریافت کر دے۔ حسین نے موقع پاکر پوچھا۔ مامون نے کہا۔ اگر یہ بات آگے بڑھی تو تیرا سر اڑا دونگا۔ سچ یہ ہے کہ جب طاہر میرے سامنے آتا ہے۔ تو بھائی امین کا ذلت و بیکسی سے مارا جانا یاد آتا ہے۔ میرے ہاتھ سے ضرور طاہر کو کسی دن ضرر پہنچے گا۔ طاہر کو یہ بات معلوم ہوئی تو احمد بن ابی خالد الاحول کے پاس گیا (حسن بن سہل کے بعد وزیر اعظم مقرر ہؤا تھا)۔ اور کہا تم جانتے ہو کہ میں احسان فراموش نہیں ہوں اور میرے ساتھ بھلائی کرنی فائدے سے خالی نہیں ہے تم سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ مامون کی آنکھ سے دور رہوں۔ احمد بن ابی خالد نے اُس کا ذمہ لیا اور دوسرے دن صبح کے وقت مامون کے پاس حاضر ہؤا۔ چونکہ چہرہ سے تردد اور پریشانی نمایاں تھی (مامون نے پوچھا) کیوں؟ کیا کوئی نئی بات ہے؟ (احمد) حضور مجھے تو ساری رات نیند نہیں آئی (مامون) آخر کیوں؟ (احمد) میں نے سنا کہ حضور نے خراسان کی حکومت غسان کو دی جس کے ساتھ مٹھی بھر آدمی سے زیادہ نہیں ہیں۔ اگر سرحد کے ترکوں نے حملہ کیا تو کیا غسان انکو روک سکیگا؟ (مامون) یہ خیال تو مجھکو بھی تھا۔ اچھا تم کسی کو تجویز کرتے ہو؟ (احمد) طاہر ذوالیمینین سے بہتر کون شخص انتخاب

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ہوسکتا ہے (مامون) مگر اُس کے خیالات تو باغیانہ ہیں۔ اور وہ نقضِ بیعت پر آمادہ ہے (احمد) اس کا ہیں ذمہ وار ہوں (مامون) اچھا تم اپنی ذمہ واری پر مقرر کرو۔ طاہر طلب ہوُا اور سند حکومت کے ساتھ ایک کروڑ درہم بھی جو عموماً خراسان کے گورنروں کو ملتے تھے عطا ہوئے طاہر نے ایک مہینہ میں ساز و سامان سفر درست کیا اور ۲۹۔ ذوقعدہ ۲۰۹ھ کو خراسان روانہ ہوُا۔ طاہر کا بیٹا اُس کے بعد صاحب الشرطہ مقرر ہوُا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں اُسکی ذاتی لیاقت نے مصر کی گورنری پر پہنچا دیا۔ تقرر کے وقت مامون نے اسکو اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ یوں تو ہر شخص اپنی اولاد کی نسبت حسن ظن رکھتا ہے لیکن طاہر نے جو کچھ تمہاری تعریف میں کہا اُس سے کم کہا جس کے تم دراصل مستحق ہو۔ طاہر نے یہ مژدہ سنا تو بیٹے کو ایک نہایت مفصل[1] خط لکھا۔ جو آئین حکومت انتظامات ملکی۔ رفاہ رعایا کے متعلق ایک نہایت مدبرانہ دستور العمل تھا۔ یہ خط اس قدر مقبول عام ہوُا کہ تمام لوگوں نے اُس کی نقلیں لیں۔ خود مامون نے اُسکی باضابطہ نقلیں عموماً حکام سلطنت کے پاس بھجوائیں اور کہا کہ طاہر نے دنیا و دین و تدبیر و رائے و سیاست و اصلاح ملک و حفاظت سلطنت و قیام خلافت کے متعلق کوئی بات اٹھا نہیں رکھی *

عبدالرحمن بن احمد کی بغاوت ۲۰۶ھ

انکی بغاوت نہ چنداں بیجا تھی نہ بہت پُرزور تھی لیکن وہ اسلئے زیادہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اُس سے مامون کی تاریخ زندگی میں ایک نیا انقلاب شروع ہوتا ہے یمن کے لوگ عمال کی بے اعتدالیوں سے باغی ہو گئے تھے اُنکو ایک صاحب اثر شخص سمجھ کر خلیفہ قرار دیا۔ مامون نے دینار بن عبداللہ کو مقابلے کیلئے بھیجا۔ لیکن ایک معاہدہ امن بھی لکھکر دے دیا کہ اگر عبدالرحمن قبول کرلے تو لڑائی کی کچھ ضرورت نہیں۔ زمانہ حج میں دینار یمن کو روانہ ہوُا اور معاہدہ امن عبدالرحمن کے پاس بھیجدیا۔ عبدالرحمن نے خود

[1] علامہ ابن اثیر نے اس خط کو اپنی تاریخ میں تمامہا نقل کیا ہے ۱۲ منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

دینار کے ہاتھ پر بعیت کرلی۔ اور بغداد چلا آیا۔ مامون سادات کی پیہم بغاوتوں سے نہایت تنگ آگیا تھا۔ اب اُس نے ۲۸۔ ذوقعدہ ۲۰۷ھ کو حکم دے دیا کہ عموماً آل علی اپنا امتیازی لباس چھوڑ کر سیاہ لباس اختیار کریں۔ اور آج سے دربار میں نہ آنے پائیں۔ مامون کو اس خاندان سے جو بے لاگ محبت تھی سیاست ملکی نے اسکو اس صورت میں بدل دیا۔ جبکی تاریخ ۲۰۔ ذوقعدہ سے شروع ہوتی ہے +

ذوالیمینین طاہر کا وفات پانا۔ روز شنبہ جمادی الثانی ۲۰۷ھ مقام مرو

مامون نے اگرچہ احمد بن ابی خالد کی ذمہ داری پر طاہر کو خراسان ایسے بڑے صوبے کی حکومت دے دی تاہم وہ اُسکی طرف سے مطمئن نہ تھا۔ طاہر خراسان کو روانہ ہوتے ہوتے جب مامون سے رخصت ہونے گیا۔ تو مامون نے ایک خاص غلام اُسکے ساتھ کر دیا جس کی نسبت طاہر کو یہ یقین دلایا کہ اُس کی کارگذاریوں کا صلہ ہے۔ مگر درپردہ غلام کو ہدایت کی تھی۔ کہ اگر طاہر کے خیالات بغاوت کی طرف مائل دیکھے تو زہر دیدے۔ خراسان پہنچکر غالباً طاہر نے بغاوت کا ارادہ کیا۔ مگر مؤرخین اُسکا کوئی ثبوت بجز اسکے نہیں پیش کرتے کہ ایک جمعہ میں طاہر نے خطبہ میں مامون کا نام نہیں پڑھا۔ کلثوم بن ثابت خراسان کا پرچہ نویس اس موقع پر موجود تھا اُس نے گھر آکر غسل کیا۔ اور کفن پہن کر مامون کو اس واقعہ کی عرضی لکھی۔ اُس کو یہ یقین تھا کہ طاہر کو بھی ضرور اُس حال سے خبر ہوگی۔ اور وہ اُسکو زندہ نہ چھوڑے گا۔ مامون نے عرضی پڑھی تو احمد بن ابی خالد کو بلا بھیجا اور کہا کہ اسی وقت خراسان روانہ ہو۔ احمد نے بڑے اصرار سے رات بھر کی مہلت لی۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرا پرچہ پہنچا کہ طاہر نے دفعۃً انتقال کیا۔ احمد کا جانا ملتوی رہ گیا۔ طاہر کو جمعہ کے دن بخار چڑھا۔ ہفتہ کی صبح کو لوگ عیادت کے لئے گئے۔ تو دربانوں سے معلوم ہوا کہ آج خلاف معمول ابھی تک خوابگاہ میں ہے۔ زیادہ دیر ہوئی تو لوگ اندر گئے طاہر سر سے پاؤں تک کپڑے میں لپٹا ہوا مردہ پڑا تھا۔ بعضوں کا بیان ہے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کہ پلکوں میں کچھ عارضہ پیدا ہوا جس سے وہ دفعتہً گر پڑا۔ اور مرگیا[۵] +
مامون نے طاہر کے بعد اُسکے بیٹے طلحہ کو خراسان کی حکومت دی۔ دوسرے بیٹے عبداللہ کو بھی معزز عہدے دیئے۔ طاہر کی تین پشتوں یعنی خود طاہر و عبداللہ بن طاہر و عبید اللہ بن عبداللہ نے دولت عباسیہ میں بڑا اقتدار حاصل کیا۔ ہم کو اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ طاہر کو زہر دیا گیا۔ اور خود مامون نے زہر دلوایا۔ لیکن اگر مامون کی جگہ کوئی دوسرا بادشاہ ہوتا تو کیا کرتا۔ اگر اس نظیر کے لئے ہم دور نہ جائیں اور خود مامون کے نامور باپ ہارون الرشید کی طرف نگاہ اٹھائیں تو کیا ثابت ہوگا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اُسنے ایک خیالی الزام پر برامکہ کا وہ فیاض خاندان جسکی نظیر سے کل تاریخ اسلام خالی ہے ایک لحظہ میں دنیا سے ناپید کر دیا۔ لیکن مامون نے جو کچھ کیا سیاست ملکی کے لحاظ سے اُس کا ضروری فرض تھا تاہم اُس کے خاندان سے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ اُسکی اولاد کو اس رتبہ پر پہنچایا کہ کچھ زمانے کے بعد خراسان میں انکی مستقل حکومت قائم ہوگئی۔ مامون کے پاس جب طاہر کے مرنے کی خبر آئی۔ تو اُس نے کہا کہ "خدا کا شکر ہے جس نے طاہر کو مجھ سے پہلے بلایا"۔ اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ طاہر کی بغاوت کا اُس کو کافی یقین ہو چکا تھا۔ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں معلوم ہوگا کہ مامون ملک کے ہر ایک جزئی حالات سے کس قدر واقفیت رکھتا تھا۔ اور اس وجہ سے اُسکی رائے ان معاملات میں نہایت وقعت کے قابل ہے +

افریقہ۔ اور منصور بن نصیر کی بغاوت ۲۰۸ھ

افریقہ کو ممالک اسلامیہ میں داخل ہوئے قریبًا سو برس گذر چکے تھے مگر عہد فتح سے آجتک

[۵] مصنف عیون والحدائق۔ کامل۔ ابن خلدون۔ ابوالفدا کسی نے نہیں کہا کہ طاہر کیوں مرا۔ مگر عربی مورخین کی یہ عام عادت ہے کہ وہ واقعات کو بالکل سادہ لکھتے ہیں اور اس بات سے بحث نہیں کرتے صرف ابن خلکان ایک شخص ہے جس نے اس واقعہ کی پوری تفصیل لکھی ہے۔ اور چونکہ اُس نے نہایت معتبر تاریخ کا یعنی ہارون بن عباس بن مامون الرشید کی تاریخ کا حوالہ دیا ہے۔ میں نے اس موقع پر جو کچھ لکھا ہے اسی سے لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ ابن خلکان۔ ترجمہ طاہر ۲۱ منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ہمیشہ خطرناک بغاوتیں برپا رہیں۔ یہاں کی آب وہوا ہیں پہلے بھی اطاعت کا مادہ نہ تھا اور قبائل عرب کے مل جانے سے جو ایک مدت سے ان اطراف ہیں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ ان کی سرکشی اور پرخطر اور تیز ہو گئی تھی۔ یہاں کا جو خراج تھا وہ یہیں کے امن وانتظام قائم رکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ بلکہ مصر کے خزانے سے اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ منگانے پڑتے تھے۔

۱۸۴ھ میں ہارون الرشید نے ابراہیم بن الاغلب کو افریقہ کا گورنر مقرر کیا تھا جس نے افریقہ سے چالیس ہزار دینار بطور خراج کے دینے منظور کئے تھے۔ ابراہیم نے نہایت نیک نامی کے ساتھ حکومت کی اور پھر افریقہ کی گورنری اُسکے خاندان کا موروثی ترکہ ہو گیا۔ چنانچہ مامون کے زمانہ میں جو شخص اس منصب پر ممتاز تھا۔ وہ ابراہیم کا نامور فرزند زیادۃ اللہ تھا۔ ۲۰۸ھ میں ٹونس میں ایک تازہ بغاوت کی ابتدا ہوئی۔ جس کا بانی منصور بن نصیر تھا۔ زیادۃ اللہ نے ایک افسر کو جس کا نام محمد بن حمزہ تھا۔ تین سو سوار دے کر بھیجا۔ کہ دفعۃً ٹونس پہنچ کر منصور کو گرفتار کر لائے۔ لیکن محمد کے پہنچنے سے پہلے منصور کو خبر ہو گئی۔ اور وہ طنیذہ چلا گیا۔ محمد کو ٹونس میں بالکل ناکامی ہوئی۔ اب اُس نے یہاں کے قاضی کو منصور کے پاس بطور سفارت کے بھیجا۔ چالیس اور بڑے بڑے ثقات قاضی صاحب کے ساتھ گئے کہ وعظ وپند کا فسون پھونک کر منصور کو مسخر کر لائیں۔ مگر منصور ان سادہ دل ملاؤں سے زیادہ چالاک تھا۔ اُس نے قاضی صاحب سے کہا کہ میں تو قدیم نمکخوار ہوں۔ آج کی رات آپ یہاں حضر قبول فرما دیں کل میں خود آپ کے ہمرکاب جاؤنگا۔ منصور نے محمد کو بھی دعوت کے کھانے اور فواکہ بھیجے۔ اور لکھا کہ کل قاضی صاحب کے ساتھ شرف خدمت حاصل کروں گا محمد اور اسکی مختصر فوج نے نہایت اطمینان کے ساتھ دعوت کے مزے اڑائے۔ اور خوب شرابیں پئیں۔ ہنوز خمار نہیں اترا تھا کہ دفعۃً طبل جنگ کی مہیب آواز نے ان بدمستوں کو چونکا دیا۔ اٹھے تو منصور ایک جمعیت کثیر کے ساتھ سر پر موجود تھا۔ محمد کی فوج نے بھی ہتھیار سنبھالنا چاہا۔ مگر اعضا قابو میں نہ تھے تاہم ایک سخت معرکہ ہوا۔ اور

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ساری رات لڑائی رہی۔ محمد کی فوج بالکل قتل ہوگئی۔ صرف وہ لوگ بچ گئے جو دریا میں کود
پڑے اور تیر کر اُس پار نکل گئے۔ ٹونس میں جو شاہی فوج تھی اُس نے بھی منصور کی خدمت
میں حاضر ہو کر اطاعت پر آمادگی ظاہر کی۔ مگر اس اندیشہ سے کہ آیندہ منصور اگر زیادۃ اللہ سے
مل گیا تو وہ کسی طرف کے نہ ہونگے۔ یہ شرط پیش کی کہ آپ زیادۃ اللہ کے کسی عزیز کو قتل
کرا دیجئے۔ اسمعیل کے قتل سے جو زیادۃ اللہ کا رشتہ دار اور ٹونس کا عامل تھا۔ یہ خواہش
پوری کردی گئی۔ ٹونس کے اضلاع میں منصور کی قوت روز افزوں ترقی کر رہی تھی۔ اور اس
وجہ سے ضرور تھا کہ زیادۃ اللہ بھی برابر کی طاقت سے اُسکا مقابلہ کرے۔ اُس نے اپنے
وزیر خاص غلیون کو اس مہم کیلئے انتخاب کیا۔ مگر دسویں ربیع الاول کو جو معرکہ ہوا۔ اس
میں غلیون نے شکست کھائی۔ اور فوج جو ساتھ تھی۔ باغیانہ افریقہ کے مختلف شہروں
میں پھیل گئی۔ غلیون کو شکست دیکر منصور کے حوصلے بلند ہوگئے۔ اُس نے خود زیادۃ اللہ
کی دارالحکومت قیروان کو جا گھیرا۔ ۴۰ دن تک محاصرہ رہا۔ اور بڑے بڑے معرکے ہوئے
مگر اخیر لڑائی میں جو ۱۵ جمادی الثانی کو پیش آئی زیادۃ اللہ اُس سروسامان سے نکلا۔ کہ
منصور نے پہلے ہی ہمت ہار دی۔ مقابلہ ہوا۔ لیکن نتیجہ جنگ وہی تھا جو منصور کے خیال
میں۔ چونکہ محاصرہ کے زمانہ میں قیروان والے منصور سے مل گئے تھے۔ زیادۃ اللہ نے
اب اُس سے انتقام لینا چاہا۔ لیکن علماء اور فقہاء بیچ میں پڑے اور اسکو اس ارادے
سے باز رکھا۔ تاہم عبرت کے لئے قیروان کی شہر پناہ بالکل برباد کردی گئی +

اگرچہ منصور خود شکست کھا کر قیروان سے چلا گیا۔ مگر اُس کے سرداروں نے افریقہ
کے اکثر اضلاع دبا لئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص عامر بن نافع تھا۔ جس نے سبیبہ
پر قبضہ کرلیا تھا۔ سنہ ۲۰۹ھ میں زیادۃ اللہ نے محمد بن عبداللہ اپنے ایک عزیز کو اُس کے
مقابلے پر بھیجا۔ ۲۰ محرم کو ایک سخت معرکہ ہوا۔ محمد نے شکست کھائی اور قیروان کو
الٹا واپس آیا۔ اِس اثنا میں منصور نے دوبارہ قوت حاصل کی اور چونکہ فوج جو منصور کے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ساتھ تھی۔ اُس کے اہل وعیال قیروان میں رہ گئے تھے۔ اُس نے پھر قیروان کا محاصرہ کیا۔ ۱۶ دن محاصرہ رہا۔ اگرچہ کوئی لڑائی نہیں ہوئی مگر منصور اپنے مقصد میں کامیاب ہوُا اہل فوج کے عزیز و اقارب قیروان سے نکل آئے۔ اور اپنے عزیزوں سے آکر مل گئے۔ منصور بھی ٹونس کو واپس چلا آیا۔ افریقہ کے اکثر اضلاع زیادۃ اللہ کے ہاتھ سے نکل گئے خود شاہی فوج نے جو منصور کے ساتھ ہوگئی تھی۔ زیادۃ اللہ کو مغرورانہ پیغام کہلا بھیجا کہ جو تدبیر تم کو جانبر کرسکتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ تم افریقہ سے اور کہیں چلے جاؤ اس سعادت کے صلے میں ہم تمہاری جان سے کچھ تعرض نہ کریں گے۔ چند اتفاقی واقعات نے اگر مساعدت نہ کی ہوتی تو آل اغلب کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ مگر ۲۱۱ھ میں عامر جو منصور کا داہنا ہاتھ تھا۔ خود منصور سے ناراض ہوگیا۔ اور بالآخر اسکو قتل کرادیا۔ یہ محسن کُش بھی کچھ زیادہ نہ پھلا۔ دو ہی تین برس کے بعد قضا کی۔ اور زیادۃ اللہ کے لئے افریقہ کی حکومت بے خلش چھوڑ گیا۔ زیادۃ اللہ کو ان واقعات نے بالکل مطمئن کردیا۔ اُس نے کچھ بے جا نہیں کہا۔ کہ اب لڑائی نے اپنے ہتھیار رکھدیئے +

نصر بن شیث کا گرفتار ہونا ۲۰۹ھ

نصر حلب کے شمال میں کیسوم کے علاقہ کا رہنے والا تھا۔ اور امین الرشید کا نہایت جاں نثار دوست تھا۔ محاصرہ کے زمانہ میں تو امین کی کچھ مدد نہ کرسکا۔ لیکن امین کے قتل کے بعد علانیہ بغاوت ظاہر کی اور چونکہ عرب کے بعض قبائل اور بہت سے خانہ بدوش بدّو بھی اُسکے ساتھ ہوگئے اُس نے حلب۔ دمیاط وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ حسن بن سہل نے طاہر کو جو حال ہی میں بغداد کی فتح کا فخر حاصل کرچکا تھا۔ اُسکے مقابلے کے لئے بھیجا۔ ایک جنگ کے بعد طاہر نے شکست کھائی اور رقہ کو واپس گیا۔ ۱۹۹ھ میں جزیرہ کے تمام اضلاع نصر کے قبضۂ اقتدار میں آگئے۔ اور ۲۰۰ھ تک اُسکی بغاوت شاہی قوت

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کی حریف مقابل رہی سنہ ۲۰۲ھ میں جب طاہر رقہ سے چلا آیا تھا۔ تو اُسکا بیٹا عبداللہ اس مہم پر مامور ہوا۔ لیکن چار برس کی متواتر کوششوں سے بھی کوئی نتیجہ نہیں پیدا کیا۔ سنہ ۲۰۶ھ میں مامون نے محمد عامری کو نصر کے پاس سفیر کر کے بھیجا۔ نصر نے گو اطاعت پر آمادگی ظاہر کی مگر شرطیں وہ پیش کیں جو مامون کے نزدیک بغاوت کی سرکشی سے کچھ کم نہ تھیں۔ پہلی شرط یہ تھی کہ میں دربار میں حاضر نہ ہونگا۔ مامون نے اُسکے قبول کرنے سے بالکل انکار کیا۔ محمد عامری واپس گیا۔ اور نصر سے کہا کہ مامون کو تمہاری حاضری ہی پر زیادہ اصرار ہے۔ نصر دفعۃً جھلا اٹھا اور کہا کہ چند مینڈکوں (قوم زط)[۱] پر جس کا زور نہ چل سکا۔ اُسکے آگے عرب کے ہزاروں جانباز کیونکر سر جھکا سکتے ہیں۔ لیکن نصر کا یہ غرور قائم نہ رہا۔ عبداللہ بن طاہر نے اُسکو اتنا تنگ کیا کہ بلا کسی شرط کے ہتھیار رکھدیئے ✤

ابن عائشہ و مالک کا قتل اور ابراہیم کی گرفتاری سنہ ۲۱۰ھ

ابراہیم جس نے بغداد میں علم خلافت بلند کیا تھا۔ گو مدت سے روپوش ہو گیا تھا لیکن اُسکے قدیم رفقا اب بھی اپنی کوششوں میں سرگرم تھے اور چاہتے تھے کہ ابراہیم کو دوبارہ تخت خلافت دلائیں۔ مامون کو اس سازش کی بہت جلد اطلاع ہو گئی۔ اور صفر سنہ ۲۱۰ھ میں یہ سب گرفتار کر لئے گئے۔ ابن عائشہ اور مالک اس جماعت کے سرگروہ تھے۔ ان لوگوں نے ایک بڑی فہرست تیار کر کے مامون کی خدمت میں بھیجی کہ اور بہت سے لوگ اس کوشش میں ہمارے ساتھ ہیں لیکن مامون نے اس خیال سے کچھ التفات نہ کی کہ شاید اپنے ساتھ دوسروں کو بھی گرفتار کرانا چاہتے ہیں۔ باغی قیدخانے بھیجدیئے گئے۔ مگر وہاں بھی نچلے نہ بیٹھے۔ ایک دن اندر سے چاروں طرف کے کواڑ بند کر دیئے اور چاہا کہ دیوار توڑ کر باہر نکل جائیں۔ مامون کو خبر ہوئی تو خود جیل خانہ پہنچکر ابن عائشہ کے سوا سب کو قتل کرادیا۔ ابن عائشہ

---

[۱] چونکہ قوم زط کی بغاوت کو مامون فرو نہ کر سکا تھا۔ نصر نے طعنہ دیا ✤

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ہاشمی تھا۔ اسلئے یہ امتیاز رکھا گیا کہ بجائے قتل کے اُسکو سولی دی گئی۔ لیکن اس کے ساتھ یہ قاعدہ ٹوٹ گیا کہ اب تک کسی ہاشمی نے پھانسی پانے کی ذلت نہیں اُٹھائی تھی +

یہ واقعہ ابراہیم کی گرفتاری کا دیباچہ[1] تھا۔ خود ابراہیم کی زبانی منقول ہے کہ مامون جب عراق پہنچا تو لاکھ درہم کے انعام پر میری گرفتاری کا اشتہار دیا۔ میں نے خیال کیا کہ اب بغداد میں جان کی خیر نہیں۔ گرمی کے دن تھے اور ٹھیک دوپہر تھی کہ میں گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ مگر یہ کون بتا سکتا تھا کہ کہاں جاؤں ایک گلی میں پہنچا۔ لیکن اسکی دوسری طرف راستہ نہ تھا۔ اب نہ آگے بڑھ سکتا تھا نہ الٹا پھر سکتا تھا۔ اسی اضطراب میں ایک مکان نظر پڑا۔ جس کے دروازے پر ایک حبشی غلام کھڑا تھا۔ میں نے بڑھکر اُس سے التجا کی کہ ذرا دیر کے لئے اپنے مکان میں جگہ دے سکتے ہو؟ اُس نے نہایت خوشی سے منظور کیا۔ اور مجھ کو ایک کمرہ میں لے جاکر بٹھایا۔ جو عمدہ اور بیش بہا ساز و سامان سے مزین تھا۔ لیکن چونکہ خود باہر چلا گیا۔ اور کواڑ بند کرتا گیا۔ میری تازہ اُمید پھر یاس سے بدل گئی کہ غلام میرے گرفتار کرانے کو پولیس کے پاس گیا ہے۔ میں اسی پیچ و تاب میں تھا کہ اسی نے کواڑ کھولے۔ اور ایک مزدور کے ساتھ مکان میں داخل ہوا۔ میں نے مسرت آمیز تعجب سے دیکھا کہ وہ گوشت۔ دیگچی۔ کورے پیالے اور تمام ضروری چیزیں اپنے ساتھ لایا ہے۔ اُس نے یہ تمام سامان میرے سامنے حاضر کئے اور کھڑے ہو کر دست بستہ عرض کی کہ میں ذات کا حجام میری جرأت نہیں کہ اپنے گھر کا پکا ہوا کھانا حضور کی دعوت میں حاضر کروں۔ اسلئے بازار سے سب نئی چیزیں مول لایا ہوں۔ اب حضور جو پسند فرماویں۔ میں نے خود کھانا طیار کیا۔ اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر اُس نے مجھ سے پوچھکر شراب حاضر کی اور کھڑے ہو کر کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک کنارے بیٹھ جاؤں۔ میں نے اجازت دی۔ شراب کا دور چلتا رہا۔ ذرا دیر کے بعد وہ ایک نے اٹھا لایا اور دست بستہ کہا کہ میرا یہ منصب نہیں کہ حضور سے گانے کے لئے عرض کروں۔ لیکن حضور کا فیاض

[1] ابراہیم ربیع الاول ۲۱۰ھ میں گرفتار ہوا ۱۲ منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اخلاق خود میری آرزو پورا کر سکتا ہے۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ تم نے کیونکر معلوم کیا کہ میں اس لطیف فن سے واقف ہوں۔ اُس نے کہا۔ سبحان اللہ کیا حضور چھپائے چھپ سکتے ہیں۔ کیا حضور کا اسم مبارک ابراہیم نہیں ہے؟ کیا بغداد کے تخت نے حضور کے قدموں سے عزت حاصل نہیں کی؟ مامون الرشید نے کس کے لئے لاکھ درہم کا اشتہار دیا ہے؟[۵۱]

یہ سنکر میں حیرت زدہ ہوگیا۔ اور دل میں کہا کہ یہ غلام بھی خدا کی عجیب قدرتوں کا ایک نمونہ ہے۔ میں نے ایسے فیاض میزبان کا رنجیدہ کرنا خلاف انسانیت سمجھا۔ اور نَے کے ساتھ حسب حال کچھ اشعار گائے۔ غلام بدمست ہوگیا۔ مزے میں آکر خود بھی گانا شروع کیا۔ اور اس درد سے گایا کہ در و دیوار بول اُٹھے۔ میں تمام خطرات کو یک لخت بھول گیا۔ اور فرمایش کی کہ کچھ اور گاؤ۔ اُس نے نہایت دلکش آواز میں یہ اشعار گائے:-

تعیرنا انہ قلیل عدیدنا　　فقلت لہا ان الکرام قلیل

وہ ہم کو عیب لگاتی ہے کہ ہمارا شمار کم ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ بڑے لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

وانا لقوم ما نرے القتل سیئۃ　　اذا ما راتہ عامر وسلول

عامر وسلول قتل ہونے کو عیب سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم ایسا نہیں سمجھتے*

ان پُر اثر شعروں نے میرے ہوش و حواس بالکل کھو دیئے۔ اور غفلت زدہ ہوکر سو گیا۔ جاگا تو شام ہو چکی تھی۔ میں نے جیب سے ایک تھیلی نکالی اور غلام کو یہ کہکر دینا چاہا کہ لو خدا حافظ۔ سردست یہ حقیر پیشکش قبول کرو۔ خدا نے اگر وہ دن کیا کہ میری بدقسمتی اقبال مندی سے بدل گئی۔ تو میں تمہارے احسانات کا کافی صلہ دے سکوں۔ غلام نے نہایت رنجیدہ ہوکر کہا۔ افسوس غریب آدمی آپ لوگوں کی نگاہ میں نہایت حقیر

۵۱ اس قصے کو کسی قدر اختلاف کے ساتھ خود یوسف کاتب نے جو ابراہیم کا خاص ندیم تھا اپنی ایک تصنیف میں جو صرف ابراہیم کے حالات میں ہے لکھا ہے۔ دیکھو مروج الذہب مسعودی خلافت مامون۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مخلوق ہے مجھکو حضور کی ذرہ نوازی سے جو عزت ملی کیا میں اُسکو درہم و دینار کے عوض
بیچ سکتا ہوں خدا کی قسم یہ الفاظ دوبارہ سننے کی میں طاقت نہیں رکھتا۔ اور اگر آپ مکرر
فرمائیں گے تو میں اپنی حقیر زندگی کو قربان کر دونگا۔ میں نے ندامت کے ساتھ اپنا بے موقع
عطیہ واپس لیا۔ اور چاہا کہ غلام سے رخصت ہوں لیکن اُس نے عاجزانہ لہجہ میں کہا کہ
میرے آقا آپ یہاں زیادہ امن و آرام کے ساتھ رہ سکیں گے۔ کچھ دنوں اور صبر کیجئے۔ یہ
فتنہ فرو ہولے۔ تو حضور کو اختیار ہے۔ میں چندروز اور اُسکے مکان پر مقیم رہا لیکن
اس خیال سے کہ میرا میزبان میرے مصارف کی وجہ سے گرانبار ہوا جاتا ہے۔ چپکے سے
نکل کھڑا ہوا اور اخفائے حال کیلئے زنانہ لباس پہن لیا۔ تاہم راہ میں ایک فوجی سوار
نے مجھ کو پہچان لیا۔ اور چلا کر لپٹ گیا کہ لینا مامون کا اشتہاری جانے نہ پائے میں
نے پوری قوت سے اُسکو پرے دھکیل دیا۔ وہ ایک گڑھے میں جا پڑا۔ اور بازار کے
آدمی شور و غل سنکر ہر طرف سے دوڑ پڑے۔ میں فرصت پاکر بھاگتا ہوا اُس پار جا پہنچا۔
اور ایک عورت سے جو اپنے مکان کے دروازے پر کھڑی تھی درخواست کی کہ میری جان
بچالے۔ اُس نے نہایت خوشی سے میرا استقبال کیا۔ لیکن بدقسمتی سے یہ نیک دل عورت
اُسی سوار کی جورو نکلی۔ جس نے میرا پردہ فاش کرنا چاہا تھا۔ ذرا دیر کے بعد وہ بیرحم سوار
آپہنچا۔ مکان میں گھسنے کے ساتھ ہی اُسکی نگاہ مجھ پر پڑی۔ اور بیوی کو الگ لے جاکر
ساری داستان سنائی تاہم اُس فیاض عورت نے مجھ کو آکر تسکین دی کہ جب تک میں ہوں
آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ میں تین دن تک اُس کا مہمان رہا۔ لیکن چونکہ شوہر کی جانب
سے اسکو اطمینان نہ تھا۔ چوتھے دن مجھ سے کہا کہ افسوس میں اُسکی حفاظت کا ذمہ
نہیں اٹھا سکتی۔ مجبورانہ وہاں سے بھی نکلنا پڑا۔ اس اضطراب میں مجھکو اپنی ایک کنیز خاص
یاد آئی۔ میں سیدھا اُسکے مکان پر گیا۔ مجھکو دیکھکر باہر نکل آئی۔ اور روتی ہوئی آواز اور
ریائی آنسوؤں سے میرا استقبال کیا۔ تھوڑی دیر تک غمخواری کی باتیں کرتی رہی۔ پھر باہر

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

چلی گئی۔میں نے بغیر کسی تردد کے خیال کیا کہ دعوت کے اہتمام میں جاتی ہے۔لیکن کچھ عرصہ کے بعد جو تحفہ وہ میرے لئے بازار سے لائی۔ وہ پولیس کے خونخوار سپاہی تھے۔میں اسوقت تک زنانہ لباس میں تھا اور اسی ہیئت میں گرفتار ہو کے مامون کے دربار میں حاضر کیا گیا سامنے پہنچا تو دربار کے قاعدے کے موافق سلام کیا۔مامون نے کہا۔خدا تیرا برا کرے۔ میں نے کہا۔امیرالمؤمنین ذرا ٹھیر جا۔میں بے شبہ سزا کا مستحق ہوں۔لیکن تقوے عفو کا باعث ہے میرا گناہ ہر گناہ سے بڑھ کر ہے۔لیکن تمام فیاضیاں تیرے رتبہ سے فروتر ہیں۔اگر تو مجھکو سزا دے تو تجھکو حق ہے۔اگر بخشدے تو نوازش ہے۔پھر میں نے یہ اشعار پڑھے:۔

ذنبی الیك عظیم　　　وانت اعظم منه

میرا گناہ بڑا ہے۔لیکن تو اس سے بالاتر ہے۔

فخذ بحقك اولا　　　فاصفح بحلمك عنه

یا اپنا حق لے۔یا اپنے حلم کی وجہ سے درگذر۔

ان لم اکن فی فعالی　　　من الکرام فکنه

اگر میرے کام شریفانہ نہیں ہیں۔تو آخر تیرے تو ہونے چاہئیں +

میرے عاجزانہ فقرے اور پرتاثیر اشعار مامون کے دل پر قبضہ پاتے جاتے تھے محبت سے میری طرف نگاہ کی۔میں نے چند اور شعر دردناک لہجہ میں پڑھے۔اُسکا دل بھر آیا اور ارکان دولت کی طرف مخاطب ہؤا کہ کیا رائے ہے۔سب نے متفق اللفظ کہا۔ "قتل"۔مگر احمد بن ابی خالد وزیر اعظم نے عام رائے کے خلاف شفاعت کی۔اور کہا۔ تاریخ میں ایسی مثالیں بہت موجود ہیں کہ بغاوت کے جرم پر قتل کا حکم دیا گیا۔لیکن اے امیرالمؤمنین! اگر تو بخشدے تو ہم تیری فیاضی کی نظیر پچھلی تاریخوں میں بھی نہیں دکھا سکیں گے۔مامون نے سر جھکا لیا۔اور شعر پڑھا:۔

قومی ھم قتلوا امیم اخی　　　فاذا رمیتھم یصیبنی سھمی

میرے بھائی امیم کو میری قوم نے قتل کیا۔میں اگر ان پر تیر چلاؤں۔تو مجھ ہی کو لگے گا +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ہیں نے دفعتہً چہرے سے نقاب الٹ دی اور چلا اٹھا کہ "اللہ اکبر - خدا کی قسم! امیرالمؤمنین نے بخشدیا"[1] مامون سجدہ میں گرا - اور دیر تک سربسجدہ رہا - پھر مجھ سے مخاطب ہوا اور کہا کہ چچا جان آپ جانتے ہیں - میں نے کیوں سجدہ کیا - میں نے عرض کیا کہ شاید میری اطاعت پر - مامون نے کہا - نہیں بلکہ اس بات پر کہ خدا نے مجھکو عفو کی توفیق دی - مامون نے پھر میری ساری داستان سُنی - اور غلام - عورت - کنیز کو طلب کر کے غلام کو ہزار دینار سالانہ مقرر کر دیا - عورت کو بھی انعام عطا کیا - لیکن کنیز کو اپنی توقع کے خلاف خیرخواہی کا کچھ صلہ نہ ملا - بلکہ اُلٹی سزا پائی[2] +

مصر و اسکندریہ کی بغاوتیں سنہ ۲۱۰ھ

سنہ ۲۰۶ھ میں عبیداللہ سری مصر کا عامل مقرر ہوا - اگرچہ نہایت رعب داب اور حسن انتظام کے ساتھ حکومت کی مگر امید سے زیادہ کامیابی نے خودسری کا خیال پیدا کر دیا - طاہر کا نامور فرزند عبداللہ اس کے مقابلہ پر مامور ہوا - مصر جب ایک منزل رہ گیا تو اُس نے ایک سردار کو تھوڑی سی فوج دے کر آگے روانہ کیا - کہ پڑاؤ کے لئے کوئی محفوظ مقام معین کر رکھے - عبیداللہ سری نے یہ خبر پا کر دفعتہً سردار پر چھاپہ مارا لیکن اُس نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا - اور ایک قاصد دوڑا دیا کہ عبداللہ کو جا کر خبر کر دے - عبداللہ عین وقت پر پہنچا - عبیداللہ ایسا نادان نہ تھا کہ اب بھی جنگ قائم رکھتا - سیدھا مصر کو واپس گیا - اور شہرپناہ کے دروازے بند کروا دیئے - عبداللہ نے شہر کا محاصرہ کیا - کچھ دن نہیں گذرنے پائے تھے کہ عبیداللہ نے انجام کار پر غور کر کے

---

[1] ابن واضح کاتب عباسی کی تاریخ میں اس فقرہ کو کسی قدر تغیر کے ساتھ مامون ہی کی طرف منسوب کیا ہے - اور لکھا ہے کہ کسی شخص نے ابراہیم کی شفاعت نہیں کی + [2] دیکھو ثمار الاوراق بر حاشیہ مستطرف صفحہ ۱۷۳ الکامل الاثیر - اغانی جلد ۱۸ - ابن خلدون وغیرہ میں ابراہیم کی گرفتاری کے حالات مختلف طریقوں سے بیان کئے گئے ہیں +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

سپر ڈالدی۔ اور عبداللہ کی خدمت میں ایک گرانبہا تحفہ جسکو رشوت کہنا زیادہ بجا ہے
ارسال کیا۔ یہ بیش قیمت تحفہ جس میں ہزاروں لونڈی غلام اور ہر ایک کے ہاتھ میں
ہزار ہزار اشرفیاں تھیں گو وقت صدارات کے وقت بھیجا گیا۔ لیکن عبداللہ نے صاف
انکار کیا۔ اور لکھ بھیجا کہ میں دن کو تیرا ہدیہ قبول کر سکتا تو رات کو بھی مجھکو انکار نہ ہوتا
خط کے اخیر میں قرآن مجید کی یہ پر رعب آیتیں لکھیں " ارجع الیھم فلنأتینھم
بجنود لا قبل لھم لھا + ترجمہ تو اُن کی طرف واپس جا۔ میں ایک ایسا لشکر لے کر
اُن پر آتا ہوں۔ جسکا وہ لوگ سامنا نہیں کر سکتے " اس غضبناک خط نے تلوار سے
بڑھکر کام دیا۔ عبیداللہ نے مجبور ہوکر امان طلب کی۔ مصر سے تو اطمینان ہوا۔ مگر ہنوز
اسکندریہ کا مرحلہ باقی تھا۔ عبیداللہ کے زمانہ بغاوت میں اسپین سے دولت بنی امیّہ
کی ایک فوج آئی اور اسکندریہ پر قابض ہوگئی۔ لیکن عبداللہ کی آمد آمد نے اس کے حواس
کھو دئے۔ اور امن کی طالب ہو کر اسکندریہ سے نکل گئی۔ اب یہ ممالک فتنہ و فساد سے
یک لخت پاک ہو گئے۔ اور ہر طرف امن و امان ہو گیا +

زریق کی بغاوت اور سید بن انس کا مقتول ہونا ۲۱۱ھ

زریق عربی النسل تھا۔ اور ۲۰۹ھ میں آرمینا و آذربایجان کا گورنر مقرر ہوا تھا۔ لیکن باغی
ہو گیا اور اپنی حکومت کے کل علاقے دبا لئے۔ سیّد بن انس جو موصل کا لفٹنٹ تھا چند
بار اُس سے معرکہ آرا ہوا۔ مگر فتح نہ حاصل کر سکا۔ ۲۱۱ھ میں زریق نے ایک فوج کثیر طیار کی
جو کم و بیش چالیس ہزار تھی۔ ایک بہادر شخص مدت سے زریق کے پاس نوکر تھا۔ اور لاکھ درہم
سالانہ فقط اس بات کے پاتا تھا کہ اُس نے سیّد کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا قسم کھائی تھی
کہ جب سیّد کو دیکھ پائیگا۔ تنہا اُسکے قتل کی عزت حاصل کریگا۔ اب زریق نے جو یہ فوج
گراں سیّد کے مقابلہ پر بھیجی تو یہ بہادر شخص بھی ساتھ گیا۔ سیّد لڑائیوں میں ہمیشہ تنہا

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اور رسالوں کے نام ہیں۔ اُن میں سے بعض میں اُس نے یونانی حکما کی غلطیاں ثابت کی ہیں بعض میں حالات جدیدہ کا بیان ہے۔ ایک رسالہ ایک آلہ پر لکھا ہے جس سے تمام اجرام کا بُعد دریافت ہوسکتا ہے۔ ایک اور آلہ کی ترکیب لکھی ہے۔ جس سے تمام معائنات کا بُعد معلوم ہو سکے۔ اس قسم اور جدید آلات پر اُس نے رسالے لکھے ہیں۔ علوم فلسفیہ کے ترجمہ میں اس بات کو بہت بڑا دخل ہے کہ مترجم فن سے مجتہدانہ واقفیت رکھتا ہو۔ اسی بنا پر ابومعشر نے کتاب المذکرات میں لکھا ہے کہ اسلام میں عمدہ مترجم چار شخص گذرے ہیں۔ یعقوب کندی حنین بن اسحٰق ثابت بن قرۃ۔ عمرو بن الفرخان ابطری۔ یعقوب کندی نے ترجمہ کے ساتھ اصل کتاب کی پیچیدگیاں بھی رفع کردیں۔ اور اس وجہ سے اُسکے ترجمے ایک اعتبار سے شرح کی حیثیت رکھتے ہیں + یعقوب کندی کی خاص تصنیفیں جو منطق میں ہیں ایک مدت تک درس میں داخل تھیں۔ اور جب تک ابونصر فارابی کی تصنیفیں نہیں شائع ہوئیں انکا رواج تمام ممالک فارس و خراساں عراق میں قائم رہا۔ یعقوب کے شاگردوں میں سے حسنویہ۔ نفطویہ۔ سلمویہ۔ احمد بن الطیب کو علمی شہرت حاصل ہے۔ احمد بن الطیب علوم فلسفیہ کا بڑا فاضل تھا۔ اُس نے اکثر ارسطو وغیرہ کی تصنیفات کے خلاصے کئے اور شرحیں لکھیں +

مامون کے دربار کا دوسرا مترجم حنین[۱] بن اسحٰق جسکا نشو ونما۔ مامون ہی کے عہد میں ہوا۔ ترجمہ کا نامور ہیرو ہے۔ عربیت کی تکمیل خلیل بن احمد بصری سے کی تھی۔ جو لغات عرب کا پہلا مدوّن اور فن عروض کا موجد ہے۔ یونانی زبان بلادِ روم میں جاکر سیکھی۔ اول اُس نے جبریل بن بختیشوع کی خدمت میں رسائی حاصل کی رفتہ رفتہ دربار خلافت میں۔ مامون نے اُسکو ترجمے کے کام پر مامور کیا۔ اور زر ومال سے مالامال کردیا۔ مشاہرہ کے علاوہ صلہ و انعامات کی کوئی حد نہ تھی۔ مشہور یہ ہے کہ مامون ہر کتاب کے ترجمہ کے عوض کتاب کے برابر سونا تول کر دیتا تھا۔ لیکن حنین نے خود ایک رسالہ میں دینار کی بجائے درہم کی تصریح

[۱] حنین کا مفصل تذکرہ طبقات الاطبا میں ملاحظہ کرنے کے قابل ہے ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کی ہے۔ علامہ ابن ابی اصیبعہ نے کتاب طبقات الاطباء میں جو ۶۴۳ھ میں تالیف ہوئی لکھا ہے کہ میں نے خود حنین کے بہت سے ترجمے دیکھے جو اُسکے کاتب ارزق کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے۔ اور جن پر مامون الرشید کا شاہی طغرا بنا ہوا تھا۔ ابن ابی اصیبعہ کا بیان ہے۔ کہ یہ مترجم کتابیں نہایت جلی خط میں تھیں۔ کاغذ بھی نہایت گندہ تھا۔ اور ہر صفحہ میں صرف چند سطریں تھیں۔ غالباً حنین قصداً کتاب کی ضخامت کو بڑھانا چاہتا تھا۔ کیونکہ کتاب کے برابر تول کر اُسکو چاندی ملتی تھی۔ علامہ موصوف ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اگر اسقدر اور مضبوط کاغذ پر نہ لکھی ہوتیں تو آجتک یہ کتابیں محفوظ نہ رہ سکتی تھیں علامہ ابن ابی اصیبعہ نے حکیم جالینوس کے ذکر میں جالینوس کی ایکسو اکیس کتابوں کے نام اور انکے مضامین لکھے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ قریباً یہ سب کتابیں حنین نے عربی میں ترجمہ کیں حنین نے ایک رسالہ میں خود جالینوس کی تصنیفات کی تفصیل کی ہے اور لکھا ہے کہ میں نے کن مشکلوں سے یہ کتابیں بہم پہنچائیں اور انکے ترجمے کیئے وہ لکھتا ہے کہ کتاب البرہان کی تلاش میں جزیرہ فلسطین۔ مصر۔ اسکندریہ۔ اور تمام ممالک شام میں پھرا۔ لیکن صرف نصف مقالہ دمشق میں دستیاب ہوا۔ جالینوس کی کتابوں کے ترجمے اور مترجمین نے بھی کیئے۔ مثلاً الطاث۔ ابن بکی۔ بطریق ابوسعید عثمان دمشقی۔ موسےٰ بن خالد۔ لیکن حنین کے ترجموں سے اُنکو کچھ نسبت نہیں ہے۔ علامہ ابن ابی اصیبعہ نے موسےٰ بن خالد کے ترجمے خود دیکھے۔ اُنکا بیان ہے کہ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ تعجب ہے کہ حنین خود بھی صاحب تصنیفات تھا۔ طبقات الاطباء میں اُسکی خاص تصنیفات کی فہرست تین صفحوں میں نقل کی ہے۔ جسکو ہم تطویل کے لحاظ سے قلم انداز کرتے ہیں +

حنین کا نامور فرزند اسحٰق اور اُسکا بھانجا جیش۔ ان دونوں نے ترجمہ کے کام کو بہت وسعت دی۔ ارسطو کی اکثر فلسفی تصانیف اسحٰق نے ترجمہ کیں +

قسطا بن لوقا بعلبکی بھی نہایت نامور فاضل اور مختلف زبانوں کا ماہر تھا۔ ابن الندیم

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کا بیان ہے کہ "وہ طب۔ فلسفہ۔ ہندسہ۔ اعداد۔ موسیقی میں مہارت کامل رکھتا تھا۔ یونانی زبان نہایت فصاحت سے بولتا تھا۔ عربیت میں کامل تھا" علامہ ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے۔ کہ اُس نے یونانی کی بہت سی کتابیں عربی میں ترجمہ کیں۔ اور اکثر پہلے ترجموں کی اصلاح کی۔" اُس کے علاوہ وہ خود بھی صاحب تصنیفات تھا + طبقات الاطبا میں اُس کی بہت سی تصنیفات کے نام لکھے ہیں +

خاص مامون کے عہد میں جسقدر کتابیں ترجمہ ہوئیں۔ اور ان پر جو شروح و حواشی لکھے گئے۔ اُن کی فہرست کے لئے ایک مستقل رسالہ درکار[۱] ہے +

مامون جسقدر فلسفہ کے دلچسپ مسائل سے آگاہ ہوتا گیا۔ اُس کے شوق تحصیل کو اور ترقی ہوتی گئی۔ اور زیادہ تر تحقیق و ترجمے پر مائل ہوا +

علم جبر و مقابلہ پر اسلام میں اول جو کتاب لکھی گئی وہ اِسی عہد کے ایک مشہور عالم محمد ابن موسیٰ خوارزمی نے مامون کی فرمایش سے لکھی۔ یہ تصنیف آج بھی موجود ہے اور اس قدر جامع و مرتب ہے کہ گو علمائے اسلام نے جبر و مقابلہ میں سینکڑوں نادر کتابیں لکھیں لیکن اصل مسائل میں اُس سے زیادہ ترقی نہ کر سکے + یونانی کتب حکمت میں اُس نے پڑھا تھا کہ کرۂ زمین کا دور ۲۴ ہزار میل ہے +

مزید تحقیق کے لحاظ سے محمد و احمد و حسن کو جو اُسکے خاص ندیم اور فنون حکمت کی ترقی و اشاعت میں اُس سے بھی کچھ زیادہ سرگرم تھے۔ حکم دیا کہ دربار میں جو ہیئت دان ماہرین فن ہیں۔ اُن کو ساتھ لیں۔ اور کسی ہموار اور وسیع صحرا میں آلات رصدیہ اور اصول حساب کے

---

[۱] تعجب ہے کہ صاحب کشف الظنون نہ صرف مامون الرشید بلکہ خاندان عباسیہ کی مجموعی کوششوں کو بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ علم حکمت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ یونان کی عمدہ اور معظم تصنیفات عربی میں ترجمہ نہیں ہوئیں۔ اور جس قدر ہوئیں ان میں اکثر غلطیاں رہ گئیں + میں اس موقع پر صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ صاحب کشف الظنون کو تاریخ الحکما و طبقات الاطبا لابن ابی اصیبعہ غور سے پڑھنا چاہیے تھا۔ میں کئی سو تصنیفات کے ترجموں کا نشان دے سکتا ہوں +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

استعمال سے کرۂ زمین کی پیمایش کریں سنجار کا مسطح اور وسیع میدان اس تجربے کیلئے نہایت مناسب مقام تھا۔ ان لوگوں نے پہلے ایک جگہ ٹھیر کر آلات رصدیہ کے ذریعے سے قطب شمالی کا ارتفاع معلوم کیا۔ پھر وہاں ایک کھونٹی گاڑ دی۔ اور ایک لمبی رسی اُس میں باندھکر ٹھیک شمال کی سمت چلے۔ رسی جہاں ختم ہوگئی۔ وہاں ایک دوسری کھونٹی گاڑ دی۔ اور اُس میں ایک رسی باندھ کر شمالی سمت کو چلے۔ اور ایک جگہ ٹھیر کر رصد سے دیکھا تو قطب شمالی کا ارتفاع ایک درجہ بڑھ گیا تھا۔ اب جسقدر مسافت طے ہوئی تھی اُسکی مساحت کی تو ۶۶ میل اور دو ثلث میل ٹھیری۔ اس سے نتیجہ نکالا کہ آسمان کے ہر ایک درجہ کے مقابل زمین کی سطح ۶۶ میل اور دو ثلث میل ہے۔ پھر اُسی مقام سے ٹھیک جنوب کی طرف چلے اور اسی طرح رسیاں باندھتے گئے یہاں قطب شمالی کا ارتفاع لیا تو معلوم ہوا کہ ایک درجہ کم ہے۔ اب اسطرح حساب لگایا۔ کہ ایک درجہ کے مقابل زمین کی جو مسافت ٹھیری تھی۔ اُسکو تین سو ساٹھ میں ضرب دیا۔ کیونکہ آسمان کے درجے اسی قدر قرار دیئے گئے ہیں اس حساب سے محیط زمین ۲۴ ہزار میل ٹھیرا[۱]۔

دولت اسلامیہ میں اول جس نے رصد خانہ کی بنیاد ڈالی اور بیش بہا آلات رصدیہ مہیا کئے۔ وہ یہی نامور خلیفہ مامون ہے۔ اس کام کیلئے اُس نے علاوہ اُن لوگوں کے جو دربار میں تھے۔ تمام ممالک محروسہ سے ہیئت و ہندسہ کے ماہرین فن طلب کئے۔ اور ۲۱۴ھ میں بمقام شماسیہ عظیم الشان رصد خانہ قائم کیا۔ جس کے مہتمم یحییٰ بن ابی المنصور راس المنجمین خالد بن عبد الملک مرورودی۔ سند بن علی۔ عباس بن سعید جوہری۔ اور چند ریاضی دان علماء تھے۔ نہایت بے بہا آلات رصدیہ طیار ہوئے۔ اور آفتاب کے میل کا مقدار اس کے مرکزوں کا خروج اوج کے مواضع۔ اور چند سیارات و ثوابت کے حالات دریافت کئے گئے[۲]۔

مامون کے زمانہ تک جس زیچ پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ وہ محمد بن ابراہیم فزاری کی تالیف تھی لیکن نئی تحقیقات کے بعد مامون کے ایک بڑے منجم ابو جعفر محمد بن موسےٰ خوارزمی نے جو زیچ ترتیب

[۱] ابن خلکان۔ ترجمہ محمد بن موسےٰ ۱۲ [۲] کشف الظنون ذکر الرصد ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

دی۔ اُسکی شہرت مقبول نے اوروں کا نام مٹا دیا۔ یہ زیچ دنیا کی تمام مستند زیچوں سے ماخوذ تھی۔ اوساط ہندوستان کی زیچ کے مطابق رکھتے تھے۔ تعدیلین فارس کی تحقیقات کے موافق تھیں۔ اور میل شمس میں بطلیموس کی رائے لی تھی۔ اُسکے ساتھ ترتیب و تقریب کے متعلق خود پسند ایجادیں کی تھیں[۵۱]۔

مامون کے ایک دوسرے منجم حبش حاسب مروزی نے بھی تین زیچیں طیار کیں۔ مگر ان میں جو تحقیقات جدیدہ کے مطابق اور مامون کے نام سے منسوب ہے زیادہ مشہور ہوئی[۵۲]۔

ایشیائی حکومتوں میں کسی چیز کی اشاعت کیلئے صرف یہ بات کافی ہے کہ فرمانروائے وقت اُسکا قدردان ہو۔ لیکن مامون کے عہد میں چند اور باتیں جمع ہو گئی تھیں۔

اُسوقت تک مسلمانوں میں عزم و ثبات کا عام مادہ موجود تھا۔ اور ہر شخص کا دل جوش اور اُمنگ سے لبریز تھا یہ سرگرم طبیعتیں جس طرف رخ کرتی تھیں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتی تھیں اُسکے ساتھ مامون کی پایہ شناسی اور فیاضیوں نے اور بھی حوصلے بڑھا دئیے۔ اور چونکہ مامون خود نہایت محقق اور ماہر فن تھا۔ اور اُسکے دربار میں فروغ پانا کچھ آسان بات نہیں تھی۔ ملک میں کمال کا عام رواج ہو گیا۔

۲۱۰ھ میں جب وہ بغداد پہنچا تو قاضی یحییٰ بن اکثم کو حکم دیا کہ علماء و فضلاء میں سے بیس شخص انتخاب کئے جائیں جو علمی مجلسوں میں شریک ہوا کریں[۵۳]۔ فرامین بھیجکر ہر جگہ سے ادیب۔ فقیہ۔ شاعر۔ متکلم۔ حکیم طلب کئے۔ اور معقول تنخواہیں مقرر کیں[۵۴]۔

اصمعی کو جو ایک اعجوبہ روزگار شخص۔ اور لغات عرب میں قریباً ایک خمس اُسی کی روایت ہے بصرہ سے بلانا چاہا۔ مگر چونکہ اُس نے ضعف اور پیرانہ سالی کا عذر کیا۔ اس لئے حکم دیا۔ کہ نحو اور ادب کے مشکل مسائل جو دربار کے علما حل نہ کر سکیں۔ اصمعی کے پاس جواب کی غرض سے بھیجے جائیں[۵۵]۔ شاہ یونان کو خط لکھا کہ حکیم لیو کو اجازت دی جاوے کہ مجھ کو

[۵۱] دیکھو جامع القصص الہندیہ مطبوعہ فرانس مقام بن ۱۸۳۸ء صفحہ ۱۰۰۔ [۵۲] کشف الظنون ذکر زیچ حبش الحاسبۃ ۱۲ [۵۳] نامۂ دانشوران ناصری صفحہ ۱۱، ۱۲ [۵۴] مروج الذہب مسعودی ذکر خلافت قاہر باللہ ۱۲ [۵۵] ابن خلکان ترجمہ اصمعی ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

یہاں آکر فلسفہ پڑھا جائے جس کے عوض میں صلح دائمی کا وعدہ اور پانچ ٹن سونا دینا منظور کرتا ہوں[۱]
فرانحوی کو جو علم نحو کے ارکان میں شمار کیا گیا ہے۔ حکم دیا کہ نحو میں ایسی جامع کتاب لکھے۔ جو
تمامی اصول پر حاوی اور اہل زبان کے محاورات اور طریق استعمال سے مستنبط ہو۔ اس غرض سے
ایوان شاہی کا ایک کمرہ خالی کیا گیا۔ اور خدام وملازم مقرر ہوئے کہ فرا کو کسی ضرورت کے لئے
کچھ کہنا نہ پڑے۔ صرف نماز کے وقت آدمی اطلاع کرتا تھا۔ کہ "وقت ہوا"۔ بہت سے کاتب
اور ناقلین معین ہوئے کہ جو کچھ فرا بتاتا جائے۔ لکھتے جائیں دو برس کی متصل محنت میں ایک
نہایت بسیط کتاب تیار ہوئی۔ مامون نے حکم دیا کہ اسکی بہت نقلیں لکھوا کر کتب خانوں میں بھیجی جائیں
اس کتاب کا نام کتاب الحدود ہے۔ فرا نے اُسکے بعد کتاب المعانی لکچر کے طور پر لکھوائی۔ راوی کا
بیان ہے کہ جو شائقین فن اُسکے لکھنے کیلئے ہر روز فرا کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ میں نے
ان سب کا شمار کرنا چاہا تو نہ کرسکا۔ لیکن صرف قاضیوں کو گنا تو اسی[۲] تھے +

مامون کے عہد خلافت کی ایک بڑی یادگار یہ ہے کہ فارسی شاعری کی ابتدا اسی زمانے
میں ہوئی۔ گو فارس میں اسلام سے پہلے سخنوری اوج کمال تک پہنچ چکی تھی لیکن فتوحات عرب
کے سیلاب میں وہ دفتر خدا جانے کہاں بہ گئے کہ آج بڑے بڑے وسیع النظر مصنف
تذکروں کے ہزاروں ورق الٹ کر بھی ایک قطعہ یا غزل کا پتہ نہیں دے سکتے۔ فارسی لٹریچر پر
خلافت مامون کا یہ ابدی احسان ہے کہ اس عہد میں اُسکی مردہ شاعری نے دوبارہ جنم لیا۔
مامون کی مادری زبان فارسی تھی۔ اُسکا ابتدائی زمانہ بھی خراسان میں بسر ہوا۔ لیکن دربار میں
صرف عرب کے شعر لئے تھے۔ جو جشن اور خوشی کے موقعوں پر فصیح وبلیغ قصاید لکھکر گرانبہا
صلے حاصل کرتے تھے۔ اس بات نے عباس مروزی ایک ایرانی فاضل کو رشک کے ساتھ
حوصلہ دلایا کہ ملک کی مردہ شاعری کو پھر زندہ کرے۔ مامون کی مدح میں اُس نے ایک
قصیدہ لکھا۔ جس کے چند شعر یہ ہیں:۔

[۱] چیمبرس انسائکلوپیڈیا مطبوعہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۲۴۷ جلد اول ۱۲ [۲] مرآۃ الجنان یافعی۔ ابن خلکان۔ ترجمہ فرا نحوی ۱۲ [۳] دیکھو۔ ترجمہ مجمع الفصحاء۔ ذکر عباس مروزی ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اے رسانیدہ بدولت فرق خود بر فرقدین　گسترانیدہ بفضل وجود در عالم یدین
مر خلافت را تو شایستہ چو مردم دیدہ را　دین یزداں را تو بایستہ چو رُخ را ہر دو عین
کس بدین منوال پیش از من چنیں شعری نگفت　مر زبانِ پارسی راہست با ایں نوع بین
لیک از آں گفتم من ایں مدحت ترا تا ایں لغت　گیرد از مدح وثنائے حضرت تو زیب وزین

حکومت کی تاثیر دیکھو۔ عربی الفاظ نے ہزاروں برس کی خاص اور منجھی ہوئی زبان پر کس قدر جلد قبضہ کر لیا۔ کہ حبِ وطن میں ڈوبا ہوا شاعر۔ اپنے ملک کی زبان کو اُس سے آزاد کرنا چاہتا ہے۔ اور نہیں کر سکتا*

مامون کے عہد میں علم خط نے بھی جو ایشیا کا ایک بڑا جوہر ہے نہایت ترقی حاصل کی اس سے پہلے بھی بہت سے خط ایجاد ہو چکے تھے۔ منصور و مہدی عباسی کے زمانے میں اسحٰق بن حماد مشہور خوشنویس تھا۔ اُسکے شاگردوں نے بارہ قسم کے خط ایجاد کئے تھے لیکن اس وقت تک کسی نے اس فن کے اصول وضوابط نہیں لکھے تھے۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے۔ کہ اُسوقت تک یہ فن کوئی علمی فن نہ تھا۔ سب سے پہلے مامون کے درباریوں میں سے احول محرر نے اُس کے اُصول وقاعدے منضبط کئے۔ مامون کے وزیر اعظم ذوالریاستین نے بھی ایک خط ایجاد کیا۔ جو اُس کی طرف منسوب ہو کر قلم الریاسی کے نام سے مشہور ہے*

مامون کا فضل وکمال۔ علمی مجلسیں۔ اہل علم کی قدردانی

اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ اوپر ہوئے۔ اس وسیع مدت میں ایک تخت نشین بھی ایسا نہیں گذرا جو فضل وکمال کے اعتبار سے مامون کی شان یکتائی کا حریف ہو سکتا۔ افسوس ہے کہ سلطنت کے انتساب نے اُسکو خلفا وسلاطین کے پہلو میں جگہ دی۔ ورنہ شاعری۔ ایام العرب۔ ادب۔ فقہ۔ فلسفہ کونسی بزم ہے۔ جہاں فخر وشرف کے ساتھ اسکا استقبال نہ کیا جاتا۔ قریبًا پانچ برس کی عمر میں وہ مکتب میں بٹھایا گیا۔ علما جو اُس

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کی تعلیم کیلئے مقرر ہوئے۔ ہر ایک یگانہ وقت تھا +

یزیدی۔ جسکو تعلیم کے ساتھ اتالیقی کی خدمت بھی سپرد تھی۔ ایک مشہور مصنف ہے۔ خلیل بصری جو لغات عرب کا پہلا مدون ہے اسکا اُستاد تھا۔ لغت میں کتاب النوادر یزیدی ہی کی تصنیف ہے۔ وہ ۲۰۲ھ تک زندہ رہا اور ہمیشہ مامون اُسکی صحبت سے مستفید ہوتا رہتا تھا۔ مامون کا دوسرا اُستاد کسائی نحو کے مجتہدین میں شمار کیا گیا ہے۔ امام مالکؒ فن حدیث میں مامون کے اُستاد تھے۔ مشہور امام ہیں۔ آج دنیا میں سُنّی مذہب کے لوگ قریباً ایک رُبع اُنہیں کے مقلد اور پیرو ہیں +

مامون کے اساتذہ اور طالب العلمی کے حالات کو اس موقع پر ہم دُہرانا نہیں چاہتے ناظرین کتاب کے حصہ اوّل میں جہاں یہ حالات پڑھ چکے ہیں۔ اُن صفحوں کو ایک بار اور اُٹھا کر دیکھ لیں۔ ذیل کی حکایتوں سے جو نہایت صحیح اور مستند تاریخی شہادتوں سے ثابت ہیں۔ مامون کی جامعیت اور فضل و کمال کا اندازہ ہوسکتا ہے +

ایک دن علما کا مجمع تھا۔ ہر فن کے اہل کمال دربار میں حاضر تھے۔ ایک عورت فریادی آئی کہ میرا بھائی چھ سو اشرفیاں چھوڑ کر قضا کر گیا۔ مگر لوگوں نے ترکہ میں مجھکو ایک ہی اشرفی دلوائی۔ مامون نے ذرا دیر دل ہی دل میں کچھ حساب لگایا۔ دیکھا تو سہام صحیح تھے عورت سے کہا کہ ہاں تجھ کو اتنا ہی ملنا چاہئے۔ اس غیر موقع جواب پر سب کو حیرت ہوئی۔ علماء نے پوچھا۔ امیر المؤمنین! کیونکر؟ مامون نے کہا۔ متوفی کی دو بیٹیاں ہونگی۔ دو ثلث یعنے چار سو اشرفیاں تو اُنکو ملیں۔ ماں بھی ہوگی۔ جسکو سدس یعنے سو اشرفیاں پہنچیں۔ زوجہ کو ثمن یعنی بحصہ ۷۵ ملا ہوگا۔ ۲۵ باقی رہے" مامون نے عورت کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ سچ کہنا۔ تیرے بارہ بھائی ہیں۔ عورت نے تسلیم کیا کہ ہاں۔ مامون نے کہا۔ دو دو اُن کو ملیں۔ ۲۴ ہوئیں۔ ایک باقی رہی وہ تیرا حق ہے +

ایک بار ایک شخص مامون کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ محدث ہوں۔ اور اسی

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

فن میں کل زندگی بسر کردی ہے۔مامون نے کہا اس مسئلے کے متعلق کتنی حدیثیں یاد ہیں؟ وہ ایک بھی نہ بتاسکا۔مامون نے بیسیوں روایتیں بیان کیں اور سندوں کا ایک تار باندھ دیا کہ اس باب میں ہشیم نے یہ کہا ہے۔حجاج نے یہ روایت کی ہے۔ایک دوسرے محدث کا یہ قول ہے" پھر اُس شخص سے ایک دوسرا مسئلہ پوچھا۔وہ اب بھی عاجز رہا۔مامون نے اُسی طرح حدیث کے متعدد طریقے بیان کئے۔اور درباریوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ لوگ تین دن حدیث پڑھکر پھول جاتے ہیں کہ ہم بھی محدث ہیں۔خیر تین درہم اُسکو دلاؤ

ادب وشاعری میں وہ کمال بہم پہنچایا تھا کہ بڑے بڑے ماہرین فن اُس کی اُستادی کا اعتراف کرتے تھے۔قدما اور شعرائے جاہلیت کے علاوہ شعرائے عصر کے مشہور قصائد اور قطعے اسکو نوک زبان یاد تھے۔اور اس باب میں اُس کی شہرت ضرب المثل کی حد تک پہنچ گئی تھی علامہ یزیدی نے ایک بار خلیفہ واثق کی تعریف کی کہ تمام خلفائے عباسیہ میں واثق کے برابر کسی کو عرب کے اشعار نہیں یاد تھے۔لوگوں نے نہایت متعجب ہوکر کہا۔کیا مامون سے بھی زیادہ۔یزیدی نے کہا۔"ہاں"۔مامون نے ادب میں نجوم اور طب اور منطق کو بھی ملا دیا تھا۔لیکن واثق نے ادب کے سوا اور کسی فن کی طرف توجہ بھی نہیں کی"۔مامون کو اس ذوق شوق میں شان سلطنت کا بھی خیال نہ تھا۔خود اُسکی ہجو میں دعبل وغیرہ نے جو لکھا تھا اُس کو حفظ یاد تھا۔اور زبان کی شستگی کے لحاظ سے اُس کی تحسین کرتا تھا۔خدا نے طبیعت ایسی موزون اور طباع عطا کی تھی۔کہ شعرا اُسکی زود فہمی اور نکتہ سنجی پر حیرت زدہ ہوجاتے تھے۔ایک موقع پر جب عمارت بن عقیل نے سو شعروں کا ایک مدحیہ قصیدہ پیش کیا تو ہر شعر پر مصرعہ ثانی کے شروع ہونے سے پہلے مامون بتاتا گیا کہ یہ کافیہ ہے۔اور اس پہلو سے بندھا ہوگا۔عمارت نے حیرت زدہ ہوکر کہا۔خدا گواہ ہے۔اب تک اس قصیدہ کا ایک شعر بھی میں نے ظاہر نہیں کیا ہے۔مامون نے کہا تم کو معلوم ہوگا کہ جب عبداللہ بن عباس کے سامنے ایک شاعر نے اپنا لکھا ہوا قصیدہ پڑھا تو وہ برابر دوسرا

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مصرعہ پڑھتے گئے۔ میں اُنہیں کا فرزند ہوں۔ ایک بار اُس نے محمد بن زیاد اعرابی سے جو مشہور ادیب اور نساب تھا پوچھا کہ ہند کے اس مصرعہ میں نحن بنات طارق (ہم طارق کی بیٹیاں ہیں) طارق سے مراد کون ہے۔ محمد بن زیاد نے بہت خیال دوڑایا۔ مگر ہند کے خاندان میں طارق کسی کا نام نہ تھا۔ آخر عرض کیا حضور میں نہیں بتا سکتا۔ مامون نے کہا۔ یہاں طارق کے معنی ستارہ کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں ہے۔ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ شاعر نے فخریہ اپنے کو ستارہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ محمد نے عرض کیا کہ کوئی سند ارشاد ہو۔ مامون نے کہا میں خود مجتہد الفن اور مجتہد (ہارون الرشید) کا فرزند ہوں۔ یہ کہکر فخر کے جوش میں عنبر کا ایک غلّہ جو ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ محمد کی طرف پھینکا۔ محمد نے اس گرانبہا انعام کو جو ۵ ہزار درہم قیمت رکھتا تھا۔ بڑی خوشی سے قبول کیا۔ اور رخصت ہوا +

مروان بن ابی حفصہ اس زمانہ کا ایک مشہور شاعر تھا۔ ہارون الرشید نے اُسکو ایک قصیدہ پر اسپ خاصہ و خلعت اور پانچ ہزار دینار انعام میں دیئے تھے۔ چونکہ مامون الرشید باپ سے بھی زیادہ فیاض اور پایہ شناس تھا۔ مروان نے اس اُمید پر کچھ مدحیہ اشعار لکھے۔ اور مامون کو سنائے۔ لیکن اس بات سے کہ مامون نے نہ کچھ داد دی نہ اُس کے چہرے سے کچھ قبول کا اثر ظاہر ہوا۔ مروان کو سخت تعجب ہوا۔ دربار سے واپس آکر عمارہ بن عقیل سے کہا۔ کیوں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں تو خیال کرتا ہوں کہ مامون کو سخن فہمی کا مطلق مادہ نہیں ہے۔" (عمارہ) اِیں!! مامون سے زیادہ اور کون نکتہ سنج ہو سکتا ہے (مروان) مگر میں نے تو اس کے سامنے یہ لاجواب شعر پڑھا۔ اور اُسکو ذرا جنبش نہ ہوئی +

اضحی امام الھدی المامون مشتغلا

بالدین والناس بالدنیا مشاغیل

---

۵۱ تاریخ الخلفاء سیوطی ۱۲

۵۲ تاریخ الخلفاء سیوطی ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ترجمہ - لوگ دنیا کے کاروبار میں پھنسے ہیں۔ لیکن امام - رہنما مامون دین میں مشغول ہے (عمارت) سبحان اللہ! اس شعر کی بھی آپ داد چاہتے ہیں۔ مامون نہ ہوا کوئی بڑھیا ہوئی کہ محراب میں بیٹھی تسبیح پھرا رہی ہے۔ اگر مامون (جو بار سلطنت کا حامل ہے) دنیا کا کفیل نہو گا تو اور کون ہوگا - (مروان) اب میں سمجھا کہ میری خطا تھی[۵]

مامون کی خوش بیانی اور برجستہ گوئی کا عموماً لوگ اعتراف کرتے تھے۔ ثمامہ بن اشرس کا قول ہے کہ میں نے جعفر برمکی اور مامون سے زیادہ فصیح و بلیغ کسی کو نہیں دیکھا +

مامون کے خطبے اب بھی موجود ہیں جنکے ہر فقرہ سے شستہ بیانی اور زور طبیعت کی شہادت ملتی ہے اگرچہ اُسوقت خطبوں کا وہ زور شور نہیں رہا تھا۔ جیسا جاہلیت یا آغاز اسلام میں تھا۔ اور خصوصاً پولٹیکل موقع پر تو اُسکی صدا بالکل ناپید ہوگئی تھی۔ تاہم جمعہ اور عیدین میں ابتک فصحا اپنی تیغ زبان کا جوہر دکھاتے تھے۔ لیکن آجکل کی طرح لکھکر آموختہ نہیں سناتے تھے۔ بلکہ جو کچھ کہتے تھے۔ زبانی اور محل کہتے تھے۔ اس قسم کے خطبے جو مامون نے مختلف وقتوں میں پڑھے کتاب العقد لابن عبد ربہ میں بالفاظہا مذکور ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اُنکا نقل کرنا یہاں موزون نہ ہوگا۔ ناظرین میں سے عربی داں کتنے ہیں۔ اور ترجمہ کیا جائے تو وہ بات نہیں رہتی + سخنوری کے لحاظ سے مامون ایک بلند مرتبہ شاعر تھا۔ اُس کے چند شعر جنکی نازک خیالی اور مضامین کی خوبی کا اندازہ کسی قدر ترجمے سے ہو سکتا ہے۔ ہم اس موقع پر نقل کرتے ہیں[۵۲]:-

لسانی کتوم لاسرارکم ودمعی نموم لسرّی مذیع

میری زبان تمہارے رازوں کو چھپاتی ہے لیکن آنسو غماز ہیں اور میرے راز کو فاش کر دیتے ہیں +

فلولا دموعی کتمت الھوے ولولا الھوے لم یکن لی دموع

اگر آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپا سکتا۔ اور اگر عشق نہ ہوتا۔ تو آنسو ہی کیوں ہوتے +

---

[۵] تاریخ الخلفاء سیوطی ۱۲ [۵۲] یہ اشعار فوات الوفیات، و تاریخ الخلفاء و کامل ابن الاثیر و عقد الفرید سے جمع کئے گئے ہیں ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

انا المامون والملك الهمامی ولکنّی بحبك مستهام

میں مامون ہوں اور عظیم الشان بادشاہ ہوں۔ لیکن تیرے عشق میں سرگشتہ ہوں۔

اترضی ان اموت علیك وجدا ویبقی الناس لیس لهم امام

کیا تجھ کو یہ پسند ہے کہ میں تیرے عشق میں مرجاؤں۔ اور دنیا بے امام کے رہ جائے۔

بعثتك مرتادا انصرت بنظرة واغفلتنی حتے اسأتُ بك الظنا

میں نے تجھکو محبوب کی تلاش میں بھیجا۔ تو اُسکے دیدار سے کامیاب ہوا۔ اور مجھے بھول گیا۔ جس سے مجھکو تیری نسبت بدگمانی ہوئی +

فناجیتَ من اهوی وکنت مباعدا فیا لیت شعری من دنوك ما اغنے

میرے محبوب سے تو نے سرگوشی کی اور میں دور تھا۔ ہائے! تیرا قرب (محبوب سے) میرے کس کام آیا؟

فیا لیتنی کنتُ الرسول وکنتَنی فکنت الذی تقصے وکنت الذی ادنے

کاش میں ہی قاصد ہوتا۔ اور تو بجائے میرے ہوتا۔ پس تو محبوب سے دور ہوتا اور میں قریب ہوتا +

اری اثرا منه بعینك بیّنا لقد اخذت عیناك من عینه حسنا

میں تیری آنکھوں میں علانیہ محبوب کا اثر دیکھتا ہوں بے شبہ تیری آنکھوں نے اُسکی آنکھوں سے حسن لے لیا ہے +

قاصد پر رشک کرنا شعرا کا ایک وسیع مضمون ہے۔ اور بہت سے نازک خیالوں نے اُسکے مختلف پہلو نکالے ہیں۔ عرفی نے قاصد سے گذر کر خود پیغام پر رشک کیا ہے اُسکا شعر یہ ہے:۔ **شعر**

بسوئے او نفرستم بپیام ازاں ترسم کہ بر حکایت من مطلع شود پیغام

مگر نکتہ سنج سمجھ سکتا ہے کہ مامون نے اس مضمون کو کس کس طرح پلٹا ہے۔ اور ہر بند شعر میں جدت کے ساتھ بات میں بات نکالی ہے +

ایک بار عید کے دن مامون کے خوان کرم پر بہت سے معزز مہمان جمع تھے۔ تین سو سے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

زاید مختلف اقسام کے کھانے دسترخوان پر چنے گئے۔ مامون ہر ایک کا خاصہ اور اثر بتاتا جاتا تھا کہ بلغمی مزاج کو یہ مفید ہے۔ سوداوی کو وہ نافع ہے۔ جس کو صفرا کا زور ہو۔ وہ اس خاص قسم سے پرہیز کرے۔ جو تقلیل غذا کا عادی ہے وہ یہ کھائے۔ ماموں کی ہمہ دانی پر تمام حاضرین محو حیرت تھے۔ قاضی یحییٰ بن اکثم سے نہ رہا گیا۔ بے ساختہ بول اُٹھے۔ کہ امیر المؤمنین آپ کی کس کس بات کی تعریف کی جائے۔ طب کا ذکر ہو تو آپ جالینوس وقت ہیں نجوم کی بات چھڑے تو ہرمس۔ فقہ کی بحث ہو تو علی مرتضےٰ۔ سخاوت میں حاتم۔ راست بیانی میں ابو ذر۔ وفا میں سموال۔ اس بیجی خوشامد سے بھڑک اٹھا۔ اور کہا کہ "ہاں آدمی کو جو شرف ہے عقل سے ہے۔ ورنہ خون اور گوشت میں کیا خوبی رکھی ہے +

مامون کے بعض دلآویز اقوال اس موقع پر نقل کرنا موزون ہوگا۔ جن سے اُسکے لطیف اور اعلےٰ وفیاضانہ خیالات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اُسکا قول تھا کہ شریف وہ ہے جو بڑوں کو دبا لے۔ اور چھوٹوں سے خود دبے۔ عقلوں کی لڑائی دیکھنے سے دنیا میں کوئی تماشا عمدہ نہیں۔" دلیل سے غالب ہونا میں بہ نسبت زور سے غالب ہونیکے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ آدمی تین قسم کے ہیں بعض ایسے ہیں جنکی ہر وقت ضرورت ہے۔ بعض بمنزلہ دوا کے ہیں کہ خاص وقتوں میں اُنکی ضرورت پڑتی ہے۔ اور بعض تو ایسے ہیں کہ بیماری کیطرح کسی حال میں پسندیدہ نہیں۔" بادشاہ کو لجاجت نہایت نازیبا ہے۔ اور اُس سے زیادہ یہ نازیبا ہے کہ قاضی فریقین کی تسکین نہ کر سکے۔ اور گھبرا جائے۔ اور ان سب سے زیادہ ناموزون بوڑھوں کی ظرافت۔ جوانوں کی کاہلی۔ سپاہی کی بزدلی ہے۔ سب سے عمدہ مجلس وہ ہے جس میں لوگوں کے حالات سے واقفیت ہو۔"

لطیفہ مامون شطرنج کا بڑا شایق تھا۔ مگر اچھی نہیں کھیلتا تھا۔ اکثر کہا کرتا تھا۔ کہ عرصۂ عالم کا بندوبست کرتا ہوں مگر دو بالشت کا انتظام نہیں کر سکتا +

مامون کا ایک مشہور مناظرہ جس میں اُسکا یہ دعوےٰ تھا کہ تمام صحابہ میں حضرت علی

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

افضل ترہیں!! ایک بڑے معرکے کا مناظرہ ہے۔ قاضی یحییٰ بن اکثم اور چالیس بڑے بڑے فقیہ اس دعوے کے مخالف تھے۔ ادہر ماموں تنہا سب کا طرف مقابل تھا۔ مناظرہ کے وقت حاکمی اور محکومی کا پردہ اٹھادیا گیا تھا۔ اور ہر شخص کو گفتگو میں پوری آزادی حاصل تھی صبح سے قریباً دوپہر تک دونو فریق نے دادِ سخن دی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ میدان مامون کے ہاتھ رہا۔ یہ پورا مناظرہ کتاب العقدہ میں مذکور ہے۔ اور حق یہ ہے کہ ماموں کی وسعت نظر جودت ذہن۔ کثرت معلومات حسن بیان۔ زور تقریر کا ایک حیرت انگیز مرقع ہے +

یوں تو مامون کی عام مجلسیں بھی علمی تذکروں سے خالی نہیں ہوتی تھیں لیکن سہ شنبہ کا دن مناظرہ کا مخصوص دن تھا۔ جس کا طریقہ یہ تھا۔ کہ صبح کچھ دن چڑھے ہر مذہب و ملت کے علماء اور ماہرین فن دربار میں حاضر ہوتے۔ ایک پر تکلف ایوان پہلے سے مرتب رہتا تھا۔ سب لوگ نہایت بے تکلفی سے وہاں بیٹھ گئے۔ خادم نے ہر شخص کے سامنے آکر عرض کیا کہ بے تکلفی سے تشریف رکھئے۔ اور چاہئے۔ تو پاؤں سے موزے بھی اتار ڈالئے پھر دستر خوان جو مختلف اقسام کے اطعمہ و اشربہ سے مزین ہوتا تھا۔ بچھایا گیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر سب نے وضو کیا۔ عود و لوبان کی انگیٹھیاں آئیں۔ کپڑے بسائے خوشبو ملی۔ خوب مطیب و معطر ہو کر دار المناظرہ میں حاضر ہوئے۔ اور مامون کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھے۔ مناظرہ شروع ہوا۔ مامون خود ایک فریق بنتا تھا۔ لیکن اس آزادی سے گفتگوئیں ہوتی تھیں۔ کہ گویا کسی شخص کو یہ معلوم ہی نہیں۔ کہ مجلس میں خلیفہ وقت بھی موجود ہے۔ دوپہر تک یہ انجمن قائم رہتی تھی۔ زوال آفتاب کے بعد خاصہ حاضر ہوتا تھا۔ اور لوگ کھا پی کر رخصت ہوتے تھے[1]۔ ان مجلسوں میں بعض وقت اہل مناظرہ اعتدال کی حد سے تجاوز کر جاتے تھے۔ مگر ماموں بڑے حلم و متانت سے برداشت کرتا تھا۔ ایک بار محمد صوفی و علی بن الہیثم بحث کے دو فریق تھے۔ گفتگو جسقدر بڑھی بدمزہ ہوتے گئے یہانتک

[1] مروج الذہب مسعودی۔ خلافۃ المامون ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کہ محمد صولی نے علی کو سخت کہدیا۔ علی نے برافروختہ ہو کر کہا۔" اسوقت تم کسی دوسرے کی زبان سے بول رہے ہو۔ ورنہ اس مجلس سے باہر تم ایک کہتے تو دو سنتے۔" اس بے باکانہ گستاخی سے دفعتہً مامون کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ تاہم اُس نے ضبط کیا اور اُٹھکر زنانہ میں چلا گیا۔ کہ بات کو ٹال جائے۔ جب غصہ فرو ہؤا تو پھر دربار میں آیا[1]+

ایک دن ایک ثنوی المذہب[2] سے نہایت لطیف بحث ہوئی۔ مامون نے اُس سے پوچھا کہ انسان برا کام کرنے کے بعد کبھی شرمندہ بھی ہوسکتا ہے (ثنوی) ہاں کیوں نہیں (مامون) گناہ پر نادم ہونا اچھا ہے یا بُرا؟ (ثنوی) اچھا ہے۔(مامون) جو شخص نادم ہؤا۔ گناہ اُس سے سرزد ہؤا تھا۔ یا کسی دوسرے شخص سے؟ (ثنوی) اُسی سے (مامون) بس تو ایک ہی شخص سے گناہ بھی ہؤا۔ اور ثواب بھی۔ (ثنوی) گھبراکر۔ نہیں میں یہ کہونگا۔ کہ جو نادم ہؤا۔ اُس نے گناہ نہیں کیا تھا۔ (مامون) تو اُسکو اپنے گناہ پر ندامت ہے یا دوسرے کے (ثنوی) آخر لاجواب ہو کر ساکت ہو گیا[3]۔ ایک اور دن مجلس مناظرہ قائم تھی۔ چوبدار نے اطلاع کی کہ ایک اجنبی شخص دروازے پر کھڑا ہے۔ اور حضور سے بحث کرنے کی اجازت چاہتا ہے۔ مامون نے حکم دیا کہ "بلا لو"۔ آیا تو اس ہیئت سے آیا کہ جوتا ہاتھ میں اور پائنچے چڑھے ہوئے۔ صف نعال میں کھڑا ہؤا۔ اور وہیں سے چلّا کر کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ"، مامون نے سلام کا جواب دیا۔ اور اجازت دی۔ کہ قریب آکر بیٹھے۔ مامون سے اُس نے پوچھا کہ خلافت آپ نے بزور حاصل کی ہے۔ یا دنیا کے تمام مسلمانوں نے اتفاق رائے سے آپکو منتخب کیا ہے؟ مامون نے کہا۔" نہ زور سے نہ اتفاق رائے سے۔ بات یہ ہے کہ مجھ سے پہلے جماعت اسلام پر جو حکمران تھا۔ اور عامہ مسلمانان جبراً یا طوعاً اُسکے حلقہ بگوش اطاعت تھے۔ اُس نے میری ولیعہدی کے لئے عام بیعت لی۔ اور اُسوقت جو لوگ اسلامی طاقت کے ارکان مانے جاتے تھے

[1] آغانی جز ۱۴۰ صفحہ ۳۶۔ مطبوعہ مصر ۱۳۸۵ھ ۱۲ [2] ایک فرقہ ہے جو نیکی اور بدی کا جدا جدا خالق مانتا ہے ۱۲ [3] عقد الفرید ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

سب نے معاہدۂ بیعت پر دستخط کئے۔ اُسکے انتقال کے بعد میں نے خیال کیا کہ جس پر دنیا کے تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو وہ تخت نشین ہو لیکن ایسا شخص نہ مل سکا۔ ادہر ملک کے نظم ونسق کیلئے ایک قومی انتظام کی ضرورت تھی۔ ورنہ امن وامان میں خلل آتا۔ اور عظمت اسلامی کے تمام اجزاء متفرق ہوجاتے۔ مجبورانہ سردست میں نے یہ بار اپنے سر لیا اور منتظر بیٹھا ہوں کہ جب دنیا کے تمام مسلمان اتفاق رائے سے ایک شخص کو انتخاب کرلیں۔ تو میں عنان حکومت اُسکے ہاتھ میں دیکر الگ ہوجاؤں۔ میں تم کو اپنا وکیل کرتا ہوں ایسا موقع ہو تو فوراً مجھکو خبر کرنا[1]+

ایک دن مامون نے یحییٰ بن اکثم سے جو قاضی القضاۃ تھے کہا کہ میری خواہش ہے کہ آج محدثانہ حدیث کی روایت کروں۔ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضور سے زیادہ کس کو یہ حق حاصل ہے۔ معمول کے موافق ممبر رکھا گیا۔ اور مامون نے ممبر پر بیٹھکر بڑی قابلیت کے ساتھ درس دیا۔ قریبًا تیس حدیثیں تحقیق وتنقید کے ساتھ روایت کیں لیکن حاضرین کے رُخ سے اُس نے جان لیا کہ لوگ محفوظ نہیں ہوئے۔ ممبر پر سے اترا۔ تو قاضی یحییٰ نے کہا کہ سچ یہ ہے کہ تم لوگوں کو کچھ مزا نہ آیا۔ حقیقت میں اس منصب کے وہی لوگ مستحق ہیں۔ جو اس ذوق میں تن بدن کا خیال نہیں رکھتے اور ممبر پر بھی بیٹھتے ہیں تو اُنکے کپڑے بوسیدہ ہوتے ہیں[2]+ مامون کی راست پسندی کا اکبر شاہ کی خودرائی اور جہل مرکب سے مقابلہ کیا جائے تو ایک عجیب حیرت انگیز تفاوت معلوم ہوتا ہے+

ایک دن دربار میں ایک شخص جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ حاضر کیا گیا۔ حسب معمول بہت سے منجم اور ہیئت دان علماء بھی حاضر تھے۔ مگر کسی کو اُسکے ادعائے نبوت کا حال معلوم نہ تھا۔ مامون نے ستارہ شناسوں کو حکم دیا کہ زائچہ دیکھکر بتائیں کہ یہ شخص سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ سب نے صحن میں جاکر طالع کو دیکھا تو یہ صورت تھی کہ شمس وقمر ایک دقیقہ میں تھے۔ مشتری سنبلہ میں تھا۔ اور اسی کی طرف ناظر تھا۔ زہرہ وعطارد عقرب میں تھے۔ اور عقرب

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کی طرف ناظر تھے۔ اس بنا پر سب نے حکم لگایا کہ مدعی نے جو دعوے کیا ہے صحیح ہوگا۔ لیکن یحیی بن منصور نے ان لوگوں کی رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ مشتری ہبوط میں ہے اور جس برج میں ہے۔ اُس سے کارہ ہے۔ اس بات نے طالع کی سعادت بالکل زائل کر دی ہے۔ دونو فریق قیاسات لگا چکے۔ تو مامون نے کہا "یہ بھی جانتے ہو کہ اس شخص نے کس بات کا دعوٰی کیا ہے۔ یہ نبوت کا مدعی ہے"۔ حاضرین دربار یہ سنکر اُس سے معجزہ کے طالب ہوئے۔ اُس نے ایک انگوٹھی پیش کی۔ کہ میرے سوا جو اسکو پہن لے گا۔ بے اختیار ہنسنا شروع کریگا۔ اور جبتک اُتار نہ ڈالے یہی حالت رہیگی۔ لیکن اگر میں پہن لوں تو کچھ اثر نہ ہوگا۔ اسی طرح اُس نے ایک قلم دکھایا۔ جس سے صرف وہ لکھ سکتا تھا۔ اور دوسرا شخص اُس سے لکھنا چاہتا۔ تو مطلق نہیں چلتا تھا۔ تجربے سے دونو باتیں صحیح نکلیں۔ مامون نے سمجھ لیا کہ کوئی نادر اور علمی شعبدہ ہے۔ اور اگر نبوت کے ادعائے باطل سے وہ باز آئے تو کام کا آدمی ہوگا +

مامون نے اُسکو اپنا ندیم بنا لیا۔ اور اسقدر استمالت اور مراعات کی کہ آخر اُس نے اپنا راز بتا دیا۔ اور انگوٹھی اور قلم میں جو صنعت تھی ظاہر کر دی +

مامون نے ہزار دینار انعام میں دئے اور مقربین میں داخل کر لیا۔ یہ شخص ریاضی اور ہیئت کا بڑا عالم تھا۔ طلسم الخنافس اُسی کی ایجاد ہے جو بغداد کے اکثر گھروں میں موجود تھا +

ایک بار نضر بن شمیل المتوفی سنہ ۲۰۳ھ جو خلیل بصری کے شاگرد۔ اور حدیث۔ فقہ۔ نحو۔ غریب۔ شعر۔ ایام العرب میں استاد وقت تھے۔ مامون کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور چونکہ مامون کی سادہ مزاجی اور بے تکلفی سے واقف تھے کپڑے تک نہیں بدلے اور وہی مدت کا بوسیدہ قمیص و عبا زیب بدن کئے ہوئے ایوان شاہی میں چلے آئے (مامون) کیوں نضر) امیرالمؤمنین سے اس لباس میں ملنے آئے ہو (نضر) مرو کی سخت گرمی کی انہیں کپڑوں سے حفاظت ہوتی ہے (مامون) یہ تو بہانے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ تم کفایت شعاری پہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مرتے ہو۔ اس کے بعد علم حدیث کا تذکرہ شروع ہوا +

مامون نے اپنی سند سے ایک حدیث روایت کی۔ مگر "سداد" کے لفظ کو جو اس حدیث میں تھا۔ فتح سے پڑھ گیا۔ نضر نے اس غلطی پر اُسکو متنبہ کرنا چاہا تو اسی حدیث کو اپنی روایت سے بیان کیا۔ اور سداد کو بکسر پڑھا۔ مامون تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ دفعۃً سنبھل بیٹھا اور کہا کیوں کیا سداد بفتحہ غلط ہے" (نضر) ہاں ہشیم آپ کے اُستاد نے آپ کو غلط بتایا۔ (مامون) کیا دونو کے معنے مختلف ہیں (نضر) سَداد بالفتح کے معنے راست روی کے ہیں۔ سِداد بالکسر اُس کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز روکی جائے (مامون) کوئی سند بتا سکتے ہو؟۔

(نضر) عربی کا یہ شعر موجود ہے :۔

اضاعونی وای فتی اضاعوا   لیوم کریمۃ وسِداد ثغر

مامون نے سر نیچے کر لیا اور کہا کہ خدا اُسکا برا کرے جس کو فن ادب نہیں آتا۔ پھر نضر سے مختلف مضامین کے اشعار سُنے اور رخصت ہونیکے وقت وزیر اعظم **فضل** کے پاس رقعہ لکھدیا کہ پچاس ہزار درہم نضر کو عطا کئے جائیں۔ نضر یہ رقعہ خود لیکر فضل کے پاس گئے۔ فضل نے رقعہ پڑھکر کہا۔ تم نے امیر المؤمنین کی غلطی ثابت کی۔ نضر نے کہا نہیں غلطی تو ہشیم نے کی۔ امیر المؤمنین پر کیا الزام ہے۔ فضل نے پچاس ہزار پر تیس ہزار اور اپنی طرف سے مزید گئے۔ اسی طرح ایک غلطی بتانے کے صلے میں۔ نضر نے اسی ہزار درہم حاصل کئے۔[له]

کلثوم عتابی جسکو اپنے علم وفضل پر بڑا ناز تھا۔ اور بجا بھی تھا۔ مامون کی پایہ شناسی کا شہرہ سنکر بغداد پہنچا۔ اور دربار میں حاضر ہوا۔ مامون نے مزاج پرسی کی۔ اور حالات پوچھے۔ کلثوم نے اس فصاحت اور برجستگی سے گفتگو کی کہ مامون بھی حیرت میں رہگیا۔ اور حکم دیا کہ ہزار دینار اُسکے سامنے لا کر رکھدیں۔ لیکن چونکہ حاضر جوابی اور نکتہ سنجی کا امتحان ہنوز باقی تھا۔ مامون نے اسحٰق موصلی کی طرف اشارہ کیا کہ کلثوم کو اس فن میں آزمائے۔ اسحٰق نے سامنے آکر مناظرانہ گفتگو شروع کی۔ اور اعتراضات کا تار باندھ دیا۔ کلثوم بالکل حیرت زدہ ہوگیا کہ

له تاریخ الخلفاء سیوطی ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اس بلا کا ذہین کون شخص ہو سکتا ہے۔ دربار کے قاعدے کے موافق پہلے اُس نے مامون سے اجازت طلب کی پھر اسحٰق کی طرف متوجہ ہوا کہ "آپ کا نام و نصب کیا ہے"؟ (اسحاق) نسبًا آدمی ہوں اور میرا نام کل بصل ہے" (کلثوم) نسب تو خیر ظاہر ہے۔ مگر نام نئے ڈھنگ کا ہے (اسحٰق) "کل بصل" "کلثوم" سے زیادہ تعجب انگیز نہیں ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ لہسن سے پیاز بہرحال اچھی[۱۵] ہے۔ اس لطیفہ پر کلثوم بھی پھڑک گیا۔ اور مامون نے کلثوم کا انعام مضاعف کردیا۔ اور حکم دیا کہ اسحٰق کو بھی اسیقدر صلہ عطا کیا جائے +

مامون کا دربار اگرچہ نامور شعرا سے معمور[۵۲] تھا۔ جو وقتاً فوقتاً قصیدے اور قطعے لکھکر گرانبہا صلے حاصل کرتے تھے۔ لیکن عام ایشیائی فرمانرواؤں کی طرح وہ اپنی مدح کی دلاویز صداؤں سے جی خوش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ اس فیاضی سے اُسکو زیادہ تر علم و ادب کی ترقی مقصود تھی۔ تشبیب اور عام مضامین کے متعلق جو اشعار ہوتے تھے۔ اُن کو نہایت ذوق سے سنتا تھا۔ لیکن خاص مدحیہ اشعار دو تین سے زیادہ سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ اور یہ کہکر شاعر کو روک دیتا تھا۔ کہ بس میری قدر افزائی کیلیئے اتنا[۵۳] کافی ہے +

اہل علم کے ساتھ مامون کی معاشرت بالکل دوستانہ تھی۔ اہل کمال کا عموماً وہ نہایت ادب کرتا تھا۔ اور اُسکی شاہانہ فیاضیاں اور لوگوں کیلیئے بالکل بے روک تھیں۔ علامہ **واقدی** نے جو فن سیر کے امام ہیں۔ ایک بار مامون کو خط لکھا۔ جس میں ناداری کی شکایت کی۔ اور لوگوں کا جس قدر قرضہ چڑھ گیا تھا۔ اُس کی تعداد لکھی تھی۔ مامون نے جواب میں یہ الفاظ لکھے "آپ میں دو عادتیں ہیں۔ حیا و سخاوت۔ سخاوت نے آپ کے ہاتھ کھولدیئے ہیں کہ جو کچھ تھا آپ نے سب اُڑا ڈالا۔ حیا کا یہ اثر ہے کہ آپ نے اپنی پوری حاجت نہیں ظاہر کی۔ میں نے حکم دے دیا ہے۔ تعداد مطلوبہ کا مضاعف آپکی خدمت میں پہنچ جاویگا۔ اگر آپ کی اصلی ضرورت کیلیئے یہ تعداد پوری نہ اترے تو خود آپ کی کوتہ قلمی کا

[۵۱] عربی میں لہسن کو ثوم اور پیاز کو بصل کہتے ہیں ۱۲ [۵۲] مروج الذہب مسعودی۔ خلافت مامون ۱۲

[۵۳] آغانی۔ ترجمہ اولاد ابو محمد یزیدی ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

قصور ہے۔ اور اگر کافی ہو جائے تو آئندہ بھی آپ جس قدر چاہیں فراخ دستی سے صرف کریں۔
خدا کے خزانہ میں کچھ کمی نہیں ہے۔ آپ نے خود مجھسے حدیث روایت کی تھی کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا تھا۔ کہ رزق کی کنجیاں عرش پر ہیں۔ خدا بندوں کیلئے اُن کے
خرچ کے موافق رزق دیتا ہے۔ زیادہ ہو تو زیادہ اور کم ہو تو کم"۔ علامہ واقدی کو یہ حدیث
یاد نہیں رہی تھی۔ وہ صلہ سے زیادہ اس بات پر خوش ہوئے کہ مامون کے یاد دلانے سے
اُن کو ایک بھولی ہوئی حدیث یاد آگئی[1]

مامون کے دو فرزند فرّا نحوی سے تعلیم پاتے تھے۔ ایک بار وہ کسی کام کیلئے
مسندِ درس سے اُٹھا۔ دونو شہزادے دوڑے کہ جوتیاں سیدھی کرکے آگے رکھدیں
مگر چونکہ دونو ساتھ پہنچے اس پر نزاع ہوئی کہ اس شرف کے ساتھ اختصاص کس کو ہو
آخر دونوں نے فیصلہ کرلیا اور ہر ایک نے ایک جوتی سامنے لاکر رکھی ÷

مامون نے ایک ایک چیز پر پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے۔ فوراً اطلاع ہوئی۔ اور فرا
کو طلب کیا گیا۔ مامون نے اُس سے مخاطب ہوکر کہا۔ آج دنیا میں سب سے زیادہ معزز کون
ہے؟ (فرا) امیر المؤمنین سے زیادہ معزز کون ہوسکتا ہے (مامون) وہ جسکی جوتیاں سیدھی
کرنے پر امیر المؤمنین کے لخت جگر بھی آپس میں جھگڑا کریں۔ (فرا) میں خود شہزادوں کو روکنا چاہتا
تھا۔ مگر پھر خیال ہوا کہ ان کو اس شرف سے کیوں باز رکھوں۔ عبداللہ بن عباس نے بھی
حسین علیہ السلام کے رکاب تھامی تھی اور جب حاضرین میں سے کسی نے اعتراض کیا۔ کہ
آپ تو عمر میں اُن سے بہت بڑے ہیں تو اُنھوں نے ڈانٹا کہ "اے جاہل چپ رہ تو اُن کی قدر
کیا جان سکتا ہے"۔ (مامون) اگر تم اُن کو روکتے تو میں تم سے نہایت آزردہ ہوتا۔ اس بات
نے اُنکی عزت کچھ کم نہیں کی۔ بلکہ اصالت کے جوہر دکھا دئے۔ بادشاہ۔ باپ۔ اُستاد
کی اطاعت ذلت میں داخل نہیں ہے۔ یہ کہکر لڑکوں کو سعادت مندی اور فرا کو حسنِ
تعلیم کے صلے میں دس دس ہزار درہم عطا کئے[2]

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مامون کے عام اخلاق و عادات شاہانہ شان و شوکت عیش و طرب کے جلسے

مامون کی نسبت مورخین کے متفقہ الفاظ یہ ہیں۔ تمام خلفائے بنی العباس میں کوئی تخت نشین دانائی۔ عزم۔ بردباری۔ علم رائے۔ تدبیر۔ ہیبت۔ شجاعت۔ عالی حوصلگی۔ فیاضی میں اُس سے افضل نہیں گذرا۔ مامون کا ادعا کچھ بیجا نہیں تھا۔ کہ "معاویہ کو عمرو بن العاص کا بل تھا۔ عبدالملک کو حجاج کا۔ اور مجھکو خود اپنا"

ہارون الرشید اکثر کہا کرتا تھا کہ مَیں مامون میں منصور کا حزم۔ مہدی کی خدا پرستی۔ ہادی کی شان و شوکت پاتا ہوں۔ ان باتوں پر اگر اُس کے عفو و انکسار۔ بے تکلفی۔ سادہ مزاجی کی صفتیں بڑھائی جائیں تو افضلیت کا دائرہ جسکو مورخین نے بنی العباس تک محدود کیا تھا۔ تمام سلاطین اسلام پر محیط ہو جاتا ہے +

مامون کا قول تھا کہ مجھکو "عفو میں ایسا مزا آتا ہے کہ اُس پر ثواب ملنے کی توقع نہیں"

عبداللہ بن طاہر کا بیان ہے کہ ایک بار مامون کی خدمت میں مَیں حاضر تھا۔ اُس نے غلام کو آواز دی۔ مگر صدائے برنخاست۔ پھر پکارا۔ تو ایک ترکی غلام حاضر ہوا۔ اور آتے ہی بڑبڑانے لگا۔ کہ کیا غلام کھاتے پیتے نہیں۔ جب ذرا کسی کام کیلئے باہر گئے تو آپ "یا غلام یا غلام" چلانے لگتے ہیں۔ آخر یا غلام کی کوئی حد بھی ہے +

مامون نے سر جھکا لیا۔ اور دیر تک سر بگریباں رہا۔ مَیں نے سمجھا کہ بس اب غلام کی خیر نہیں۔ مامون میری طرف مخاطب ہوا۔ اور کہا کہ نیک مزاجی میں یہ بڑی آفت ہے کہ نوکر اور غلام شریر اور بدخو ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اُنکے نیک خو کرنے کے لیئے مَیں بدمزاج بنوں +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ایک دن دجلہ کے کنارے بیٹھا تھا۔ ارکان دولت دست البستہ کھڑے تھے سامنے پردہ پڑا ہوا تھا۔ ایک ملاح یہ کہتا ہوا جاتا تھا۔ کہ "ماموں جس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ کیا ہماری آنکھ میں عزت حاصل کر سکتا ہے" مامون یہ سنکر مسکرا دیا۔ اور ارکان دولت کی طرف مخاطب ہو کر کہا "کیوں صاحبو آپ ایسی بھی کوئی تدبیر بتا سکتے ہیں کہ میں اس جلیل القدر آدمی کی نظروں میں موقر ہو سکوں"[۵۱] +

ناظرین کو غالباً اس بات سے تعجب ہوگا کہ اس غیر معتدل رحم پر جو بظاہر شان خلافت کے شایاں نہ تھا۔ مامون کو ناز تھا۔ وہ فخر سے کہتا تھا کہ خواص و خدام اکثر اپنے جلسوں میں بیٹھکر مجھکو گالیاں دیتے ہیں اور میں خود اپنے کانوں سے سنکر دانستہ اغماض کرتا ہوں[۵۲] +

حسین بن ضحاک ایک شاعر نے جو امین کا ندیم تھا۔ امین کے قتل کا نہایت جانگداز مرثیہ لکھا جس میں مامون کو بہت کچھ برا بھلا کہ کر دلکے پھپولے توڑے تھے۔ مامون نے یہ اشعار سنے تو صرف یہ حکم دیا کہ شاعروں کے ساتھ دربار میں نہ آئے۔ چند روز کے بعد پھر بلایا۔ اور کہا "سچ کہنا بھائی امین کے قتل اور بغداد کی فتح کے دن تو نے کسی ہاشمی عورت کو مارے جاتے اور ذلیل ہوتے دیکھا تھا۔ حسین نے کہا کسی کو نہیں۔ مامون نے اُس کے الزام دینے کو اُس کے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔ جس میں اُس نے نہایت درد انگیز لفظوں میں یہ سماں کھینچا تھا کہ **بغداد** تباہ کیا جا رہا ہے۔ اور آل ہاشم کی نازک اور گل اندام عورتیں غارت گروں کے بیرحم ہاتھ سے اپنے ناموس کو نہیں بچا سکتیں"۔ حسین نے کہا "اے امیر المؤمنین! یہ ایک جوش تھا۔ جس کو میں دبا نہ سکا امین کے غم میں صحیح اور غلط کی کس کو تمیز تھی۔ خلیفہ مرحوم کا ماتم جن لفظوں میں ہو سکا ادا ہوا اگر تو مواخذہ کرے تو تجھکو حق ہے اور بخشدے تو تیری فیاضی ہے"[۵۳] مامون کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور حکم دیا کہ اُسکی تنخواہ بحال کر دی جائے۔ ایک بار اسی حسین نے

---

[۵۱] تاریخ الخلفاء سیوطی ۱۲ [۵۲] تاریخ الخلفاء سیوطی [۵۳] کامل ابن الاثیر۔ فتح بغداد ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ایک قصیدہ لکھکر حاجب کو دیا کہ مامون کی خدمت میں پیش کرے قصیدہ شاعری کے لحاظ سے نہایت عمدہ تھا۔ مامون نے سخنوری کی داد دی۔ مگر حاجب سے کہا کہ اُسی حسین کا یہ بھی شعر ہے۔ **شعر**

لاتفرح المامون بالملک بعدہ ولا زال فی الدنیا طریداً مشردا

ترجمہ:۔ خدا کرے مامون اُسکے بعد کبھی سلطنت سے لذت نہ اُٹھاوے اور ہمیشہ دنیا میں خوار اور مردود رہے "مامون نے یہ شعر پڑھکر حاجب سے کہا کہ " مدح و ذم مل کر برابر ہوگئی۔ اب شاعر کو صلہ کا کوئی حق نہیں " حاجب نے عرض کیا پھر حضور کی وہ عفو کی عادت کیا ہوئی۔ مامون نے کہا۔ ہاں یہ صحیح۔ اچھا مناسب انعام دیا جائے۔ جس زمانہ میں امین بغداد میں محصور تھا۔ کوثر اُسکا پیارا غلام ایک دن لڑائی کی سیر دیکھنے کو نکلا۔ اتفاق سے ایک پتھر چہرہ پر آکر لگا۔ اور خون جاری ہُوا۔ امین اپنے ہاتھ سے خون پونچھتا جاتا تھا۔ اور یہ اشعار جو اُسوقت اُسکی زبان سے بے اختیار نکلے تھے۔ پڑھتا جاتا تھا:۔

ضربوہ قرۃ عینی ومن اجلی ضربوہ

اخذ اللہ یقینی من انا من احرقوہ

ترجمہ۔ لوگوں نے میرے قرۃ العین کو مارا۔ اور میری ضد کی وجہ سے مارا + جن لوگوں نے میرے دل کو جلایا۔ خدا اُن لوگوں سے میرے دل کا بدلا لے +

چونکہ غمزدہ دل نے یاری نہ دی۔ اس سے زیادہ وہ نہ کہہ سکا۔ اور عبداللہ ایک شاعر کو حکم دیا کہ ان اشعار کو پورا کرے۔ عبداللہ نے چند شعر لکھے جنکے اخیر شعر یہ ہیں:۔

من رای الناس لہ فضل علیھم حسدوہ

مثل ما حسد القائم بالملک اخوہ

ترجمہ۔ لوگ جس کو صاحب فضل دیکھتے ہیں۔ اس پر حسد کرتے ہیں + جس طرح خلیفہ وقت پر اُسکے بھائی (مامون) نے حسد کیا +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

امین کے قتل کے بعد یہی شاعر مامون کے دربار میں حاضر ہوا کہ مدح سنا کر انعام لے مامون نے اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ ہاں وہ کیا شعر ہے؛ - مثل ما حسد القائم بالملک اخوہ + شاعر نے اُس کی معذرت میں چند اشعار برجستہ پڑھے - مامون نے پچھلے جرم کا کچھ خیال نہ کیا - اور دس ہزار انعام دلائے[۱۵] +

مامون کا دعوے تھا کہ بڑے سے بڑا جرم بھی میرے حلم کو متزلزل نہیں کر سکتا - ایک شخص سے جو متعدد بار نافرمانیاں کرچکا تھا اُس نے کہا کہ تو جس قدر گناہ کرتا جائے گا میں بخشتا جاؤنگا - یہانتک کہ آخر عفو تجھکو تھکا کر درست کر دیگا[۹۲] - مامون کی اس رحم دلی پر لوگوں کو اسقدر بھروسہ ہو گیا تھا کہ بے تکلف اُسکے سامنے اپنی خطاؤں کا اعتراف کر دیتے تھے - عبدالملک جسکی شکایت کی بہت سی عرضیاں گذر چکی تھیں - مامون نے اُسکو بلا کر پوچھا کہ اصل بات کیا ہے؛ عبدالملک نے مطلقاً انکار کیا - مامون نے کہا مگر مجھکو تو اُسکے خلاف خبریں پہنچی ہیں - عبدالملک نے عرض کیا - امیرالمؤمنین! اگر کوئی بات ہوتی تو میں خود اقرار کر دیتا - حضور کا عفو ہر حالت میں میری حمایت کے لئے سپر بن سکتا تھا - پھر میں سچائی کی دولت کو دانستہ کیوں کھوتا[۹۳] + مامون اگرچہ ملک کے ایک ایک جزئیات سے خبر رکھتا تھا - اور اس شوق میں ہزاروں لاکھوں روپے صرف کر دیتا تھا - مگر غمازوں کا جانی دشمن تھا - اس باب میں اُسکے مقولے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں - اُسکے سامنے جب غمازوں کا ذکر آتا تھا تو اکثر کہا کرتا تھا کہ "ان لوگوں کی نسبت تم کیا خیال کر سکتے ہو جنکو خدا نے سچ کہنے پر بھی لعنت کی ہے[۹۴]" + اُسکا قول تھا کہ جس شخص نے کسی کی شکایت کر کے اپنی عزت میری آنکھوں میں گھٹا دی - پھر کسی طرح اُسکی تلافی نہیں کر سکتا +

مامون اگرچہ بڑی عظمت وشان کا بادشاہ تھا - اور ناموری کے دفتر میں عام

[۱۵] تاریخ الخلفاء ۱۲ [۹۲] تاریخ الخلفاء ۱۲ [۹۳] عقد الفرید ۱۲ [۹۴] عقد الفرید ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مورخین نے اُس کے جاہ وجلال کی داستانیں جلی خط سے لکھی ہیں۔ مگر ہمارے خیال میں
جو چیز اُس کی تاریخ زندگی کو نہایت مزین اور پر اثر بنا دیتی ہے۔ وہ اُسکی سادہ مزاجی اور بے
تکلفی ہے۔ ایک ایسا شہنشاہ جو تخت حکومت پر بیٹھکر کل اسلامی دنیا کا ذمہ دار بن جاتا
ہے۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ عام دوستوں سے ملنے جلنے میں شان سلطنت کا لحاظ
رکھنا پسند نہیں کرتا۔ اکثر اہل علم وارباب کمال راتوں کو اُسکے مہمان ہوتے تھے۔ اور اُس
کے بستر سے بستر لگا کر سوتے تھے۔ مگر اس کا عام برتاؤ ایسا ہی ہوتا تھا۔ جیسا کہ ایک
سادہ خالص دوست کا دوست کے ساتھ ہوتا ہے۔ **قاضی یحییٰ** ایک رات اُس کے مہمان
تھے۔ اتفاقاً آدھی رات کے بعد اُنکی آنکھ کھل گئی۔ اور پیاس معلوم ہوئی۔ چونکہ چہرہ سے
بیتابی کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ مامون نے پوچھا خیر ہے۔ قاضی صاحب نے پیاس کی شکایت
کی۔ مامون خود چلا گیا۔ اور دوسرے کمرے سے پانی کی صراحی اٹھا لایا۔ قاضی صاحب نے
گھبرا کر کہا۔ حضور نے خدام کو ارشاد کیا ہوتا۔ مامون نے کہا نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ **سید القوم خادمہم** راتوں کو خدام سو جاتے
تھے۔ تو خود اُٹھکر چراغ اور شمعیں درست کر دیا کرتا تھا +

ایک بار باغ کی سیر کو گیا۔ قاضی یحییٰ بھی ساتھ تھے۔ مامون اُنکے ہاتھ میں ہاتھ دیکر
ٹہلنے لگا۔ جانے کے وقت دھوپ کا رخ قاضی صاحب کی طرف تھا۔ اُدھر سے واپس
آتے وقت مامون کی طرف بدل گیا۔ قاضی صاحب نے چاہا کہ وہ پہلو خود لے لیں تاکہ
مامون سایہ میں آجائے۔ لیکن اُس نے گوارا نہ کیا۔ اور کہا کہ یہ انصاف سے بعید ہے
پہلے میں سایہ میں تھا۔ اب واپسی کے وقت تمہارا حق ہے"۔ مامون کی سادہ مزاجی کچھ عزلی
النسل ہونیکی حیثیت سے نہ تھی۔ بے شبہ **عباسی** خاندان عرب کا ایک مشہور اور ممتاز
خاندان تھا۔ لیکن قریباً سو برس سے شاہنشاہی کا چتر اُس پر سایہ فگن تھا۔ اتنی مدت
میں نسل اور سرزمین کی سادہ خاصیتیں بالکل شاہانہ آداب و تکلفات سے بدل گئی تھیں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مہدی سے پہلے تو درباریوں کو خلیفہ کا دیدار بھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔ سریر خلافت کے آگے قریباً بیس ہاتھ کے فاصلہ پر ایک مکلف پردہ پڑا ہوتا تھا۔ اور درباری اُس سے ذرا فاصلہ پر دست بستہ کھڑے ہوتے تھے۔ خلیفہ وقت پردے کی اوٹ میں بیٹھکر تمام احکام صادر کرتا تھا۔ گو خلیفہ مہدی نے سلطنت کے چہرے سے یہ نقاب اُٹھا دیا تھا مگر اور بہت سے تکلفات کے حجاب باقی تھے +

مامون کے عہد تک تمام دربار اب تک اسی قسم کے آئین و آداب کا پابند تھا۔ مامون کو ایک بار چھینک آئی۔ حاضرین میں سے کسی نے سنت نبوی کے طریقے پر یرحمک اللہ نہیں کہا۔ مامون نے سبب پوچھا۔ درباریوں نے عرض کیا کہ آداب شاہی مانع تھا مامون نے کہا کہ میں اُن بادشاہوں میں نہیں ہوں جو دعا سے عار رکھتے ہیں۔ چونکہ مامون اس قسم کے بیہودہ آداب و مراسم کو ناپسند کرتا تھا۔ اہل دربار نے بھی تکلف کی قید سے آزادی حاصل کی + تاریخ الخلفاء

باایںہمہ مامون کی سادہ روی سے یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ شاہانہ جاہ و حشم یا مسرفانہ مصارف میں کچھ تنزل ہوا تھا۔ دس ہزار درہم روزانہ صرف اُس کے طعام خاصہ کا صرف تھا۔ ایک یورپین مصنف نے خلفائے راشدین کی سادہ طرز زندگی کا اس عہد سے ایک عجیب صورت میں مقابلہ کیا ہے +

وہ لکھتا ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے شام کا سفر کیا تو ان کا کل ضروری اسباب و سفر کھانے کا سامان ایک اونٹ پر رکھا گیا۔ اور جب مامون شکار کو نکلا تو اُس کے ضروری اور معمولی ساز و سامان کیلئے تین سو اونٹ بھی کافی نہ ہوئے" دولت بنی امیہ کے عہد سے جو اس انقلاب کا پہلا دیباچہ تھا۔ اتنی ہی قلیل مدت تک طرز معاشرت میں اسقدر عظیم الشان تبدیلیاں ہوگئیں کہ کسی طرح قیاس میں نہیں آسکتیں +

زبیدہ خاتون (مامون کی سوتیلی ماں تھی) کی ایجاد پسند طبیعت نے زیب و زینت

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کے متن پر بہت سے حاشئے اضافہ کئے جو نہایت ذوق اور مسرت سے قبول کئے گئے۔ اور تمام امرا و عمائد میں رواج عام پا گئے۔ عنبر کی شمعیں پہلے پہل اُسی کے شبستان عیش میں جلائی گئیں۔ جواہر کی مرصع جوتیاں اسی کی ایجادات سے ہیں۔ چاندی آبنوس صندل کے قبّے اول اُسی نے تیار کرائے۔ اور اُنکو دیبا و سمور اور مختلف رنگ کے حریر سے آراستہ کیا۔ کپڑوں کی ساخت میں یہ ترقی ہوئی کہ زبیدہ کے استعمال کیلئے ایک ایک تھان پچاس پچاس ہزار اشرفی کی قیمت کا تیار ہوتا تھا[۵۱]

مامون کی ایک شادی کی تقریب جس شان و شوکت سے ادا ہوئی وہ اس عہد کی مسرفانہ فیاضی اور حشمت و دولت کا سب سے بڑھا ہوا نمونہ ہے +

عربی مورخوں کا دعوےٰ ہے کہ گذشتہ اور موجودہ زمانہ کوئی نظیر نہیں لا سکتا۔ ہماری محدود واقفیت بیں ابتک کسی نے اس فخریہ ادعاء پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کی ہے یہ خوش قسمت لڑکی جس سے مامون کا نکاح ہوا حسن بن سہل کی بیٹی تھی۔ جو فضل کے مرنے پر وزیر اعظم مقرر ہوا تھا۔ اس لڑکی کا نام **بوران** تھا۔ اور نہایت قابلہ اور تعلیم یافتہ تھی[۵۲]۔ مامون مع خاندان شاہی اور ارکان دولت و کل فوج و تمام افسران ملکی۔ و خدام حسن کا مہمان ہوا۔ اور برابر ۱۹ دن تک اس عظیم الشان بارات کی ایسے فیاضانہ حوصلے سے مہمانداری کی گئی کہ ادنےٰ سے ادنےٰ آدمی نے بھی چند روزوں کیلئے امیرانہ زندگی بسر کر لی۔ خاندان ہاشم و افسران فوج اور تمام عہدہ داران سلطنت پر مشک و عنبر کی ہزاروں گولیاں نثار کی گئیں۔ جن پر کاغذ لپٹے ہوئے تھے۔ اور ہر کاغذ پر نقد۔ لونڈی۔ غلام۔ املاک خلعت۔ اسپ۔ خاصہ۔ جاگیر وغیرہ کی ایک خاص تعداد لکھی ہوئی تھی +

نثار کی عام لوٹ میں یہ فیاضانہ حکم تھا۔ کہ جس کے حصہ میں جو گولی آئے اُس میں جو کچھ لکھا ہو۔ اسی وقت وکیل المخزن سے دلا دیا جائے۔ عام آدمیوں پر مشک و عنبر کی گولیاں

---

[۵۱] مروج الذہب مسعودی ذکر خلافت قاہر باللہ ۱۲ [۵۲] تاریخوں میں بوران کا ترجمہ تفصیلاً مذکور ہے تذکرۃ الخواتین میں جو زمانہ حال کی ایک معمولی تالیف ہے لکھا ہے کہ بورانی اسی بوران کی طرف منسوب ہے ۱۲ منہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اور درہم و دینار نثار کئے گئے۔ مامون کے لئے ایک نہایت مکلف فرش بچھایا گیا۔ جو سونے کے تاروں سے بنایا گیا تھا۔ اور گوہر و یاقوت سے مرصع تھا۔ مامون جب اُس پر جلوہ فرما ہوا تو بیش قیمت موتی اُسکے قدم پر نثار کئے گئے۔ جو زریں فرش پر بکھر کر نہایت دلاویز سماں دکھاتے تھے۔ مامون نے ابونواس کا یہ مشہور شعر پڑھا اور کہا کہ ابونواس نے جو لکھا۔ گویا یہ سماں اپنی آنکھوں سے دیکھکر لکھا :-

کان صغریٰ و کبریٰ من فواقعہا حصباء درّ علی ارض من الذھب

جام شراب کے چھوٹے بڑے بلبلے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا سونے کی زمین پر موتیوں کے دانے ہیں +

زفاف کی شب جب نوشہ اور دلہن ساتھ بیٹھے تو بوران کی دادی نے ہزار بیش بہا موتی دولہا پر نچھاور کئے۔ اس تقریب کے تمام مصارف کا تخمینہ پانچ کروڑ درہم کیا گیا ہے[۵۱] +

عرب کے مورخوں نے مامون کی سخاوت و دریا دلی کا ذکر فخر اور جوش کے ساتھ کیا ہے۔ اور چونکہ مامون کے اصلی و عملی کارنامے اس قسم کی حیرت انگیز فیاضیوں سے معمور ہیں اُن کو ایشیائی عبارت آرائی کی ضرورت نہیں پڑی۔ ان صفات کے متعلق جس قدر مبالغہ کیا جاسکتا ہے خوش قسمتی سے وہ مامون کے اصلی واقعات ہیں۔ گبن صاحب لکھتے ہیں+

مامون کی فیاضی کی تعریف اُسکے ارکان دولت نے ضرور کی ہوگی۔ جس نے رکاب سے پاؤں نکالنے کے بیشتر ایک ضلع کی آمدنی کے چار خمس چوبیس لاکھ چار ہزار[۵۲] دینار رکھے دیدئے یہ ایک جزئی مثال ہے شعراء اور اہل فن کو ہزاروں لاکھوں درہم و دینار عطا کر دینا مامون کا ایک معمولی کام تھا۔ محمدؐ بن وہیب کے ایک مدحیہ قصیدہ کے صلے میں حکم دیا کہ فی شعر ایک ہزار دلا دئے جائیں۔ یہ کل پچاس شعر تھے اور پچاس ہزار درہم اُسی وقت اُسکو دلا دیے گئے[۵۳] +

---

۵۱ اس شادی کا ذکر پوری تفصیل سے علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں کیا ہے ابوالفدا۔ ابن الاثیر ابن خلکان (ترجمہ بوران میں) اور دوسرے مورخوں نے بھی یہ حالات اجمالاً و تفصیلاً لکھے ہیں +

۵۲ آج کل کے حساب سے ایک کروڑ بیس ہزار روپے صرف ہوئے +

۵۳ آغانی ترجمہ محمدؐ بن وہیب +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

بوران کے نکاح میں ایک مفلس آدمی نے نمک اور اشنان کی دو تھیلیاں نذر بھیجیں اور خط لکھا کہ اگرچہ "ناداری ہمت کو دبا دیتی ہے۔ مگر میں نے یہ پسند نہ کیا۔ کہ اہل کرم کی فہرست بند کر دی جائے اور میرا نام اس میں نہ ہو۔ نمک کی برکت اور اشنان کی نطافت اس بات کیلئے کافی ہے کہ میں اُسکو حضور کی نذر کیلئے انتخاب کروں"۔ مامون نے حکم دیا۔ کہ دونو تھیلیاں اشرفیوں سے بھر کر اُس کو واپس دی جائیں۔ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اور ہم کو نئے تعلیم یافتہ نوجوان کی طرح جو ایشیائی روایتوں کو عموماً بے اعتباری کی نگاہ سے دیکھتے ہیں +

واقعات سے انکار کرنا نہیں چاہئے۔ یہ ایک بڑی غلطی ہے کہ ہم آج موجودہ طرز سلطنت کو پچھلی ایشیائی حکومتوں کے اندازہ کرنے کا پیمانہ بتائیں +

آج کے تعلیم یافتہ اس قسم کی روایتوں کو جو تاریخوں میں مذکور ہیں عموماً مبالغہ پر محمول کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ملکی اور فوجی مصارف سے بچ کر اتنا روپیہ کہاں سے آسکتا ہے کہ ان بے انتہا فیاضیوں کیلئے کافی ہو۔ لیکن یہی ان کی غلطی ہے کہ پچھلی ایشیائی سلطنتوں کے ملکی اور فوجی مصارف کو وہ آج پر قیاس کرتے ہیں۔ حالانکہ اُس وقت نہ اتنے مختلف صیغے اور عہدے تھے۔ نہ اتنی کثیر تنخواہیں۔ اسلئے خزانہ عامرہ کا بڑا حصہ ان فیاضیوں میں صرف ہوتا تھا۔ جس کو آج ہم فضول اور لغو بتاتے ہیں۔ یہ باتیں ہم کو بعض عمدہ تاریخی نتائج کی طرف رہبری کرتی ہیں۔ ہم اُس عبرت انگیز انقلاب کو حیرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو دو ہی صدی میں اسلامی جانشینوں کے طریق حکومت میں ہو گیا۔ حضرت عمرؓ ایک بار ممبر پر کھڑے ہوئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "سنو اور مانو"۔ یہ صدا اپنی پوری رفتار طے نہیں کر چکی تھی۔ کہ حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور بلند لہجہ میں کہا۔ "لا سمعا و لا طاعۃ"۔ یعنی نہ سنیں گے اور نہ مانیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "آخر کیوں"؟ اس نے کہا "یہی چادریں جو تمام مسلمانوں کو تقسیم کی گئیں اس میں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تمہارا حصہ ایک سے زیادہ نہ تھا۔ مگر تمہارے بدن پر جو پیراہن ہے اور اسی چادر کو کاٹ کر بنایا گیا ہے۔ یہ یقیناً ایک چادر سے زیادہ میں بنا ہوگا۔ تم کو اس ترجیح کا کیا حق تھا" حضرت عمرؓ نے اپنے فرزند عبداللہؓ کے ذریعے سے اس اعتراض کا جواب دیا۔ جنہوں نے کھڑے ہو کر شہادت دی کہ "جسقدر کپڑا گھٹ گیا تھا وہ میں نے اپنے حصے کی چادر سے پورا کر دیا۔ وہ شخص یہ کہکر بیٹھ گیا کہ "ہاں اب سنیں گے اور مانیں گے + (بحوالہ اعمدہ/ لزمانی)

اسکے ساتھ اب مامون کے عہد کا مقابلہ کرو کہ اس کے غیر معتدل اصرافات پر کروڑوں مسلمانوں میں سے ایک بھی نکتہ چینی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کل بیت المال (پبلک فنڈ) ایک شخص کے ہاتھ میں دیدیا گیا ہے اور وہ جسطرح چاہے اُس پر آزادانہ تصرف کر سکتا ہے اس قسم کے بیقاعدہ مصارف سے ہم یہ بات بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ ملکی عہدے کم تھے اور جس قدر تھے اُنکی تنخواہیں بیش قرار نہ تھیں +

ہمارے ناظرین جنہوں نے مامون کو کبھی فقہ و حدیث کا تذکرہ کرتے دیکھا ہے کبھی اہل کمال کے ساتھ اُسکی عالمانہ بحثیں سنی ہیں۔ نہایت تعجب سے دیکھیں گے۔ کہ بزم عیش میں وہ رندانہ وضع سے بیٹھا ہے۔ بے تکلف اور رنگین طبع احباب جمع ہیں پری پیکر نازنینوں کا جھرمٹ ہے۔ دور شراب چل رہا ہے۔ ساز چھیڑا جا رہا ہے۔ گل اندام کنیزیں نغمہ سرا ہیں۔ یاران باصفا بدمست ہوتے جاتے ہیں۔ آغاز خلافت میں بیس مہینے تک مامون نغمہ و سرود سے بالکل محترز رہا۔ چند روزوں کے بعد شوق پیدا ہوا مگر اتنا ہی کہ احتیاط کے ساتھ کبھی کبھی سن لیتا تھا۔ یہ حالت بھی چار برس تک قائم رہی۔ پھر تو ایسی چاٹ پڑ گئی کہ ایک دن ان صحبتوں کے بغیر بسر نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اگر انصاف سے دیکھئے تو اُس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ آزادی۔ حوصلہ مندی۔ لطافت طبع۔ جوش

لہ علامہ ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں نہایت سختی کے ساتھ مامون وغیرہ کی بادہ نوشی سے انکار کیا ہے لیکن تاریخی سند کوئی پیش نہ کر سکے۔ صرف حسن ظن پر تقریر کو طول دیا ہے۔ تاہم نبیذ کا پینا تسلیم کرتے ہیں۔ ابن خلدون کے تسلیم کرنیوالے مجاز ہیں کہ ہماری کتاب میں مامون کی نسبت جہاں شراب کا ذکر آئے وہاں بجائے شراب کے نبیذ پڑھیں +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

شباب - ہمیشہ زہد کی حکومت سے باغی رہتے آئے ہیں - مامون کی تخصیص نہیں اُسوقت اسلامی سوسائٹیاں عموماً اس رنگ میں ڈوبی ہوئی تھیں - مسلمانوں کو اس عہد میں امن فراغ - اطمینان - زر و مال سب کچھ میسر تھا - پھر کیا چیز تھی جو اُنکو زندگی کے پر لطف تقاضے سے روک سکتی - ایک مذہب البتہ روک ہو سکتا تھا - لیکن جدت پسند طبیعتیں اُسکو بھی کھینچ تان کر اپنے ڈھب کا بنا لیتی تھیں - شراب کی جگہ نبیذ (کھجور کی تاری) موجود تھی - جسکو عموماً عراق کے مذہبی پیشواؤں سے حلت کی سند مل چکی تھی +

لونڈیوں کی عام اجازت نے عیاشی کے سب حوصلے پورے کر دیئے تھے - نغمہ و سرود تو قابلیت علمی کے بڑے جزو سمجھے جاتے تھے +

بنو اُمیہ اور عباسیہ میں ایک بھی خلیفہ ایسا نہیں گذرا جو اس فن شریف میں تناسب دستگاہ نہ رکھتا ہو - بڑے بڑے مذہبی علما بھی اس چاٹ سے خالی نہ تھے - حضرت عمر ابن عبد العزیز سے زاہد خشک بھی تو فن نغمہ میں بہت سے سروں کے موجد[ؒ] ہیں - مامون کے دربار میں مغنیوں کا ایک بڑا گروہ موجود تھا - جنھوں نے علمی اصول و قواعد کے موافق موسیقی کو معراج کمال تک پہنچا دیا - اور جن میں سے مخارق - علویہ - عمرو بن بانہ - عقید یحیی مکی - سوسن - زلزل - زرزور - اس فن کے ارکان تسلیم کئے گئے ہیں - لیکن اسحق موصلی کی شہرت مقبول کے آگے کسی کو فروغ نہ ہو سکا - اسحق کا باپ ابراہیم - موسیقی کا ایک مشہور اُستاد تھا - اور ہارون الرشید کے دربار میں اپنی خدمت پر دس ہزار درہم ماہوار کا نوکر تھا - اسحق نے فن ادب - انساب - روایات - فقہ - نحو میں مجتہدانہ کمال پیدا کیا تھا - یہ عبرت کی جگہ ہے کہ موسیقی کے انتساب نے تمام معزز خطابوں سے محروم کر کے اُس کو مغنی کا حقیر لقب دلایا - جس کی شہرت کو وہ کسی طرح دبا نہ سکا - وہ اس نسبت سے نہایت نفرت کرتا تھا - مگر قبول عام پر کس کا زور ہے - مامون کو بھی اس بات کا

[ؒ] صاحب آغانی نے جہاں خلفا کی ایجادات موسیقی کا ذکر کیا ہے - حضرت عمر ابن عبد العزیز کا نام بھی لیا ہے ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

افسوس رہا کہ اسحٰق منصب قضا کے قابل تھا۔ لیکن قوالی کی بدنامی نے اس بلند درجہ پر پہنچنے نہ دیا۔ تاہم اُسکی عظمت کا اتنا پاس تھا۔ کہ دربار میں اُسکو ندیموں کے زمرے میں جگہ ملتی تھی۔ اس پر بھی مانع نہ ہُوا۔ اور مامون سے درخواست کی کہ دراعہ اور سیاہ طیلسان پہن کر جمعہ کے دن مقصورہ[۱] میں داخل ہو سکے۔ مامون نے مسکرا کر کہا "اسحٰق" یہ نہیں۔ لیکن میں تمہاری درخواست لاکھ درہم پر خرید لیتا ہوں"۔ یہ کہکر حکم دیا کہ لاکھ درہم اُس کے گھر پہنچا دئے جائیں

اسحٰق کا بیان ہے کہ تحصیل کے زمانہ میں مدتوں میرا یہ روزانہ معمول رہا کہ صبح تڑکے ہشیم کی خدمت میں پہنچکر حدیثیں سُنیں۔ پھر کسائی۔ یا فرّا کے پاس جا کر قرآن کا سبق پڑھا۔ اس سے فارغ ہو کر زلزل سے عود بجانے کی مشق کی۔ پھر شہدہ سے دو تین راگ سیکھے۔ سب سے آخر اصمعی اور ابو عبیدہ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ کچھ اشعار سنائے۔ کچھ ادب کے مسائل تحقیق کئے۔ شام کو گھر واپس آیا۔ تو جو کچھ دن بھر سیکھا تھا۔ سب پدر بزرگوار کو سنا دیا۔ اُسی کا بیان ہے کہ میں نے ایک لاکھ درہم مختلف وقتوں میں زلزل کے نذر کئے۔ تب عود بجانا آیا۔ خلیفہ معتصم باللہ اکثر کہتا تھا "اسحٰق جب گاتا ہے تو مجھے جوش مسرت میں یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ میری سلطنت میں کوئی نیک اضافہ ہوگیا"۔

اسحٰق نے موسیقی کے جو اصول و قواعد اپنی تصنیف میں لکھے ہیں وہ یونانی حکما کی تحقیقات سے عموماً مطابق ہیں۔ حالانکہ یہ بات تاریخی شہادتوں سے ثابت ہو گئی ہے کہ اُسکو نہ یونانی زبان آتی تھی نہ ان کتابوں کے ترجمے اُس کی نگاہ سے گذرتے تھے اس بات پر تمام اہل فن کو حیرت ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس فن کی تدوین اور ترتیب میں اُس نے فیثا غورث سے کچھ کم کام نہیں کیا[۲]۔

[۱] جامع مسجد میں جہاں بادشاہ نماز ادا کرتا تھا۔ وہ ایک کنگرہ ہوتا تھا۔ اُسکو عربی میں مقصورہ کہتے ہیں ۱۲

[۲] اسحٰق و ابراہیم کا نہایت مفصل تذکرہ آغانی میں ملے گا۔

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ان مغنیوں کے سوا ایک اور طائفہ تھا جس سے مامون کے جلسوں کی زیب و زینت تھی۔ روم و ایشیائے کوچک کی گل اندام نازنینیں جو لڑائی کی لوٹ میں پکڑی آتی تھیں۔ دلال اُن کو سستے داموں پر خرید لیتے تھے۔ اور موسیقی۔ شاعری۔ ایام العرب۔ ادب خوشنویسی۔ ظرافت۔ حاضر جوابی کی تعلیم دلاتے تھے۔ ان فنوں میں کامل ہو کر وہ نہایت گراں قیمتوں پر بازار میں بکتی تھیں۔ مامون کے شبستان عیش میں ان حوروشوں کا ایک بڑا جھرمٹ رہتا تھا۔ جنکی خریداری اور تربیت نے خزانہ عامرہ کو اکثر زیر بار کر دیا تھا۔ ایک بار ایک لونڈی بکنے آئی۔ جس کے فضل و کمال فصاحت۔ ادبیت۔ سخن سنجی کی قیمت بیچنے والے نے دو ہزار دینار طلب کی۔ مامون نے کہا میں ایک شعر پڑھتا ہوں۔ اگر یہ فی البدیہہ اُس کے جواب میں دوسرا شعر کہے تو اصل قیمت سے کچھ زیادہ دیتا ہوں۔ شعر یہ تھا:-

ماتقولین فیمن شفہ ادق　　من جھد حبك حتے صار حیرانا

کنیز نے برجستہ پڑھا:-

اذا وجدنا محبا قد اضربہ　　داء الصبابۃ اولناہ احسانا

عُریب ایک کنیز جوہر علم و فن میں یکتائے روزگار تھی۔ اور لاکھ درہم اُس کی خریداری میں صرف کئے گئے تھے۔ مامون کی محبوبہ خاص تھی۔ اُس نے ہزار راگ ایجاد کئے تھے۔ جن میں سے بعض کا تتبع ابراہیم بھی بمشکل کر سکتا تھا۔ عُریب کی قابلیت اور کمالات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خلیفہ المعتز باللہ عباسی نے جو فن بدیع کا موجد اور عرب کے شعرا کا خاتم ہے۔ عُریب کے حالات میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ ایک بار عُریب نے مامون سے رنجیدہ ہو کر ملنا چھوڑ دیا۔ قاضی احمد بن ابی داؤد سے مامون نے التجا کی کہ آپ بیچ میں پڑ کر صلح کرا دیجئے۔ عُریب نے سنا تو پردہ سے بول اُٹھی کہ:-

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

نخلط الھجر بالوصال و لا یدخل فی الصلح بیننا احد

"یعنی وصال میں ہم ہجر کو ملا دیتے ہیں۔ لیکن صلح کرانیکے لئے ہمارے بیچ میں کوئی غیر شخص نہیں پڑ سکتا" مامون کی ایک دوسری کنیز جس کا نام بذل تھا۔ فن موسیقی کے مشہور اُستادوں میں تسلیم کی گئی ہے۔ علی بن ھشام نے اُسکی ایک تصنیف کا جو سات ہزار راگوں پر مشتمل ہے۔ دس ہزار درہم صلہ دیا تھا۔ علامہ ابوالفرج اصفہانی نے عُریب و بذل کے دلآویز حالات کیلئے اپنی بینظیر کتاب الاغانی کے بیسیوں صفحے نذر کئے ہیں۔ رنگین طبع ناظرین کو اگر زیادہ دلچسپی ہو تو اُس کے صفحے پیش نظر رکھیں۔ اس عہد میں تعلیم یافتہ کنیزیں عموماً امرا و خوشحال لوگوں کے حرم میں داخل تھیں۔ اور چونکہ اُن کے حقوق اور معاشرت عملی طور سے ہر خاندان میں اصلی ازواج کے برابر بلکہ بڑھکر تھے۔ اسلئے عورتوں کی تعلیم اور آزادی کا مسئلہ بہت کچھ اُنکی بدولت حل ہو گیا تھا +

مامون کے عیش و طرب کے جلسوں میں گو عیاشانہ رنگینی پائی جاتی ہے مگر انصاف یہ ہے کہ یہ جلسے علمی مذاق سے بالکل خالی بھی نہ تھے۔ اس قسم کے جلسے جو شاعرانہ جذبات کو پورے جوش کے ساتھ اُبھار دیتے ہیں۔ اگر متانت و تہذیب کے ساتھ ہوں تو لٹریچر پر نہایت وسیع اور عمدہ اثر پیدا کرتے ہیں۔ مامون خود سخن سنج۔ اور موسیقی کا بڑا ماہر تھا۔ یاران مجلس بھی عموماً نازک خیال اور نکتہ شناس تھے۔ بات بات پر شاعرانہ لطیفے ایجاد ہوتے۔ کبھی موسیقی کی بحث چھڑ جاتی۔ کسی وقت مامون کے فی البدیہہ مصرعوں یا شعروں پر شعرا کی طبع آزمائیوں کا امتحان ہوتا۔ ایک بزم عیش آراستہ تھی۔ بادہ و جام کا دور تھا۔ بیس عیسائی کنیزیں دیبائے رومی کے لباس پہنے۔ گردنوں میں سونے کی صلیبیں۔ کمر میں زریں زنار۔ ہاتھوں میں گلدستے لئے ہوئے۔ بزم میں جلوہ آرا تھیں۔ یہ سماں ایسا نہ تھا۔ کہ مامون دل پر قابو رکھ سکتا۔ بیساختہ چند اشعار زبان سے نکلے۔ اور احمد بن صدقہ ایک مغنی کو بلا کر اُن شعروں کے گانے کی فرمائش کی۔ احمد کی

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

نغمہ سرائی کے ساتھ کنیزیں ناچنے کھڑی ہوگئیں۔ ان کی مخمور آنکھیں اور جام شراب مامون کے بدمست کرنے میں یکساں کام دے رہے تھے۔ وہ بالکل سرشار ہوگیا اور حکم دیا کہ ان نازنینوں کے قدم پر تین ہزار اشرفیاں نثار کی جاویں۔ مامون کا چچا ابراہیم جسکے ادعائے خلافت کا حال پہلے حصہ میں گذر چکا ہے۔ اور جو موسیقی کا بڑا اُستاد اور اس فن میں اسحٰق موصلی کی ہمسری کا دعوٰے رکھتا تھا۔ ایک دن بزم عیش میں حاضر تھا۔ مامون کے دائیں بائیں بیس حوروش کنیزیں ایک سر میں عود چھیڑ رہی تھیں۔ اسحٰق بھی حاضر ہوا۔ اور آنے کے ساتھ ٹھٹک سا گیا (مامون) کیوں اسحٰق! کوئی بے اصول آواز کان میں آرہی ہے؟ (اسحٰق) حضور ہاں! (مامون ابراہیم کی طرف مخاطب ہوکر) تم اس سوال کا جواب کیا دیتے ہو! (ابراہیم) نہیں۔ مامون نے اسحٰق کی طرف دیکھا۔ اُس نے کہا "اب میں تعین بتا دیتا ہوں کہ اس صف میں کس کی تار پر غلط مضراب پڑ رہا ہے" ابراہیم نے اس طرف کان لگا کر سنا۔ مگر پھر بھی تمیز نہ ہوئی۔ اسحٰق نے ایک خاص کنیز کی طرف اشارہ کیا کہ وہ تنہا بجائے اور سب ہاتھ روک لیں۔ اب ابراہیم بھی سمجھ گیا۔ اور اپنی ناواقفیت پر نادم ہوا۔ مامون نے کہا "ابراہیم اسی تاروں کی یکساں اور مشتبہ گونج میں ایک غلط صدا جس کے کان میں کھٹک جائے اور اُسکو بہ تعین بتا دے۔ تم اسکی ہمسری کا کیونکر دعوٰے کرسکتے ہو" شاید یہ پہلا دن تھا کہ ابراہیم نے صریح لفظوں میں اسحاق کی فضیلت کو تسلیم کرلیا۔ ایک دن معتصم باللہ نے مامون کی دعوت کی۔ مکان جو دعوت کے لئے سجایا گیا تھا۔ اُس کی چھت میں جا بجا روشندانوں میں شیشے لگے تھے۔ مجلس میں احمد یزیدی اور سیما ترکی بھی موجود تھا۔ جو معتصم کا پیارا غلام اور حسن و جمال میں یگانہ روزگار تھا۔ آفتاب کا عکس شیشوں سے ہوکر سیما کے چہرے پر پڑا۔ تو عجیب کیفیت پیدا ہوئی۔ مامون بلیساختہ پکار اُٹھا کہ "دیکھنا! آفتاب کا عکس سیما کے چہرے پر پڑ کر کیا سماں دکھلا رہا ہے۔ پھر ایک شعر پڑھا کہ اسی وقت موزون ہوا

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تھا۔ جس کا پہلا مصرع یہ ہے "قد طلعت شمس علی شمس" یعنی آفتاب پر آفتاب چمک رہا ہے" اگرچہ یہ ایک برجستہ لطیفہ تھا تاہم معتصم کو رشک ہوا۔ مامون نے تسکین کردی کہ "رقابت مقصود نہیں۔ صرف یہ ایک فوری اثر کا اظہار تھا"۔

مامون کا مذہب

مامون مذہب کے لحاظ سے اس شعر کا مصداق ہے:۔

کس کی ملت میں گنوں آپکو بتلا اے شوخ   توکہے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو

سُنی مؤرخ اس کے محاسن وفضائل کا علانیہ اعتراف کرکے بڑی حسرت سے لکھتے ہیں۔ کہ "افسوس شیعی تھا" شیعہ سخت ناراض ہیں کہ اُسکا تشیع بالکل فریب تھا جسکے ذریعہ سے اس نے حضرت علی رضا علیہ السلام پر قابو حاصل کیا۔ اور پھر زہر دلوادیا۔ معتزلہ کی تاریخیں موجود نہیں۔ ورنہ یہ دیکھنا تھا کہ اس مقدس فرقہ نے اُس کو کس لقب سے یاد کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ مامون کے زمانہ تک ان فرقوں میں وہ حد فاصل نہیں قائم ہوئی تھی۔ جواب ہے۔ سُنی۔ شیعہ۔ معتزلہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ سنیوں کے بڑے بڑے پیشوائے مذہبی (امام بخاری وغیرہ) شیعوں سے حدیثیں روایت کرتے تھے +

بزرگان سلف میں سینکڑوں ایسے گذرے ہیں کہ اگر اُنکے مجموعہ عقائد کا شیرازہ کھولدیا جائے تو شیعہ۔ سُنی۔ معتزلی۔ قدریہ ہر ایک کے ہاتھ میں اسکا کچھ حصہ آئے گا۔ عقاید کے لحاظ سے مامون معجون مرکب تھا۔ قرآن کے حادث ہونیکا قائل تھا۔ عام منادی کرادی تھی کہ جو شخص امیر معاویہ کو اچھا کہے وہ دائرہ اطاعت سے باہر ہے۔ حضرت علی کو تمام صحابہ سے افضل سمجھتا تھا۔ لیکن اور خلفا سے بھی بداعتقاد نہ تھا۔ اُس نے ایک نظم میں حضرت عثمان وعائشہ کی نسبت بھی اپنا راسخ اعتقاد ظاہر

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

گیا ہے۔ اُسکے یہ خیالات جن کو اب مذہبی اعتقادات کا لقب دیا جاتا ہے۔ مختلف زبانوں کی تعلیم و معاشرت کے نتائج تھے۔ خاندان برامکہ کی صحبت نے جو اُسکی ابتدائی تعلیم و تربیت کے راہنما تھے۔ اُس کو شیعہ پن کے خیالات سکھائے۔ بڑا ہوا تو بھی یہی صحبت رہی فضل بن سہل جو پایہ تخت کے وزیر اور حکومت کے ارکان اعظم تھے۔ مامون پر ایسے محیط تھے کہ وہ انہیں کی آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ اور اُنہیں کے کانوں سے سُنتا تھا۔ یہ دونو شیعے تھے۔ اور ان کے اقتدار نے کل دربار پر اپنا رنگ جما لیا تھا اخیر میں معتزلی اپنے فضل و کمال کی وجہ سے باریاب ہوئے۔ مامون کی قابل طبیعت نے اُن کے عقاید کو بھی خیر مقدم کہا۔ اس دو طرفہ کشمکش میں سُنیت کا جس قدر حصہ باقی رہ گیا۔ وہ صرف خاندان کا قدرتی اثر تھا۔ مامون کے دربار میں ہندو۔ عیسائی۔ یہودی۔ مجوسی ہر ایک مذہب کے عالم اور فاضل تھے۔ وہ سب سے نہایت فیاضانہ مراعات رکھتا تھا۔ اور کسی کے عقاید اور مذہبی خیالات سے اُسکو بحث نہ تھی۔ لیکن تعجب اور افسوس ہے کہ خود اُسکے ہم مذہبوں کو ہمیشہ اُسکے تعصبات سے گزند پہنچتا تھا۔ شیعہ پن کے جوش میں ایک بار منادی کرا دی کہ متعہ عموماً جائز سمجھا جائے۔ اگر یہ حکم ذاتی رائے کی صورت میں ہوتا۔ تو شاید کسی کو خیال بھی نہ ہوتا۔ لیکن ایک عام منادی فرمان شاہی کے ہمزبان تھی اور اگر قاضی یحییٰ کے منطقی استدلال سے مامون عاجز نہ آجاتا تو شاید سُنیوں کی قسمت بدل گئی ہوتی۔ مامون اُسوقت دمشق میں تھا۔ دربار کے تمام علما بھی ساتھ تھے۔ اس وحشت انگیز منادی نے گو تمام شہر کو برہم کر دیا۔ لیکن حکومت کی آواز کو کون دبا سکتا تھا جو لوگ مامون کے مزاجدان تھے۔ سمجھ چکے تھے کہ اس پر خطر موقع پر اگر کوئی شخص اپنی جرأت کا امتحان لے سکتا ہے۔ تو وہ صرف قاضی یحییٰ ہیں۔ درباریوں میں سے دو شخص اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ پہلے سے تیار بیٹھے تھے۔ ان لوگوں سے کہا۔ کہ دربار میں چلئے۔ میں بھی ذرا دیر میں آتا ہوں۔ یہ لوگ پہنچے تو مامون حضرت عمرؓ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کا یہ قول پڑھ رہا تھا" دو متعے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں تھے مَیں اُن کو حرام کرتا ہوں"۔ ہر لفظ پر اُس کا چہرہ غصہ سے متغیر ہوا جاتا تھا۔ اور جب ایک پُرغیظ لہجہ میں یہ روایت ختم کر چکا تو نہایت طیش میں آکر کہا اے جعل جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جائز تھی۔ تو کون ہے کہ اُس کو حرام کرے"۔ مامون کو اس طرح برافروختہ دیکھکر سب سہم گئے۔ اتنے میں قاضی یحییٰ پہنچے۔ اور گو خود کچھ نہیں کہا۔ لیکن ان کا مغموم چہرہ اُنکے دلی خیالات کو صاف ادا کر رہا تھا۔ مامون نے اُن کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ کیوں آپ کا چہرہ کیوں متغیر ہے ؟

(قاضی یحییٰ) اسلام میں ایک نیا رخنہ پڑا۔

(مامون) وہ کیا ؟ (قاضی یحییٰ) زنا حلال کر دیا گیا +

(ماموں) یہ کیونکر ؟ (قاضی یحییٰ) متعہ زنا ہی تو ہے +

(ماموں) کس دلیل سے ؟ (قاضی یحییٰ) قرآن مجید کی اس آیت میں اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔ صرف دو قسم کی عورتوں سے تمتع جائز کیا گیا ہے۔ جورو۔ لونڈی۔ کیا ممتوعہ عورت لونڈی ہے ؟ (مامون) نہیں (قاضی یحییٰ) پھر کیا زوجہ شرعی ہے۔ کیا اُسکو میراث ملسکتی ہے ؟ قاضی یحییٰ نے ایک حدیث بھی متعہ کی حرمت میں پڑھی۔ مامون کو اپنی خودرائی پر نہایت افسوس ہوا۔ اور اسی وقت حکم دیا کہ پہلا حکم منسوخ کر دیا گیا[۱] +

۱؎ دیکھو تاریخ ابن خلکان حالات قاضی یحییٰ ابن اکثم

مامون اس بات میں بے شبہ نہایت تعریف کا مستحق ہے کہ وہ اعلےٰ درجہ کی فلسفیانہ تعلیم وخیالات کے ساتھ مذہبی عقاید میں نہایت راسخ الاعتقاد تھا۔ فرائض اور اعمال کا سخت پابند تھا۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس کو جو سچی ارادت تھی عاشقانہ وارفتگی کی حد تک پہنچ گئی تھی۔ شام کے سفر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ملا تو آنکھوں سے لگایا۔ اور جوش محبت کی ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

بار بار آنکھوں سے لگاتا تھا۔ اور روتا جاتا تھا۔ مذہبی جوش ایک بڑی طاقت ہے۔ اور ہمیشہ دنیا میں اس سے عجیب عجیب اثر ظاہر ہوئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مامون نے اس قوت سے کوئی عمدہ کام نہیں لیا۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ جس چیز نے اُسکی تمام خوبیاں غارت کر دیں وہ یہی مذہبی جنون تھا۔ فلسفہ کی اثر نے اُسکو چند عقائد میں معتزلی المذہب بنا دیا تھا جس میں سے قرآن کے حادث ہونے کا مسئلہ اس رسوخ کے ساتھ اُس کے دل میں بیٹھ گیا کہ اُس کے نزدیک اس مسئلہ سے انکار کرنا۔ گویا اصل توحید سے انکار تھا۔

سنہ ۲۱۸ھ میں جب وہ شام کے اضلاع میں مقیم تھا۔ تو اسحٰق خزاعی گورنر بغداد کو ایک فرمان بھیجا۔ جس کا مختصراً مضمون یہ تھا۔ "امیر المؤمنین کو معلوم ہوا ہے کہ عموماً تمام مسلمان جو شریعت کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے قرآن کے قِدم کے قائل ہیں۔ حالانکہ خود قرآن کی متعدد آیتوں سے اِس کے خلاف ثابت ہے۔ یہ لوگ بدترین امم اور ابلیس کی زبان ہیں بغداد کے تمام قاضیوں کو جمع کر کے یہ فرمان سنا دیا جائے۔ اور جس کو انکار ہو۔ وہ ساقط العدالت مشہور کر دیا جائے" مامون کو اس پر بھی تسلی نہیں ہوئی۔ سات بڑے بڑے عالموں کو جو مذہباً بہت بڑا اقتدار رکھتے تھے اپنے پاس طلب کیا۔ اور رد و رد گفتگو کی یہ سب لوگ اس مسئلہ میں مامون کے خلاف تھے۔ مگر تلوار کے ڈر سے وہ کہ آئے۔ جو اُن کا دل نہیں کہتا تھا۔ جب یہ لوگ بھی مامون کے ہمزبان بن گئے۔ تو اُس نے اسحٰق کے نام ایک دوسرا فرمان بھیجا کہ ممالک اسلامیہ کے تمام علماء اور مذہبی پیشواؤں کا اظہار لیا جائے۔ اس حکم کی پوری پوری تعمیل ہوئی۔ اور سب کے اظہار اُنکے خاص الفاظ میں قلمبند ہوکر مامون کے پاس بھیج دیئے گئے۔ اس کے جواب میں مامون نے جو کچھ لکھا وہ اُسکے جنون مذہبی کا ہذیان تھا۔ تمام محدثین اور فقہا میں سے ایک بھی نہیں بچا۔ جس پر رشوت۔ چوری۔ دروغگوئی۔ بے علمی۔ حماقت شعاری کا الزام نہیں لگایا تھا۔ فرمان میں یہ چنگیزی حکم بھی تھا کہ جو لوگ اس عقیدے سے باز نہ آئیں پابزنجیر روانہ کئے جائیں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تاکہ میں خود اپنے سامنے اتمام حجت کرکے اُن کی موت وحیات کا فیصلہ کردوں ؛ اسحٰق یہ فرمان مجمع عام میں پڑھکر سنایا جس کی ہیبت نے بڑے بڑے ثابت قدموں کے عزم کو متزلزل کردیا۔ اور سب کے سب سچائی اور آزادی کو خیرباد کہکر مامون کے ہمزبان ہو گئے۔ علامۂ قواریری وسجادہ البتہ کسی قدر مستقل رہے۔ مگر جب پاؤں میں بیڑیاں ڈالدی گئیں اور ایک رات اسی سختی میں گذری تو ثابت ہوگیا کہ اُن لوگوں کو اپنے عزم واستقلال کی نسبت جو حسن ظن تھا وہ صحیح نہ تھا۔ صرف امام حنبل و محمد بن نوح اس معرکہ میں ثابت قدم رہے۔ جس کے صلے میں پابزنجیر ہوکر طوس روانہ کئے گئے +

مامون کو پھر معلوم ہوُا کہ جن لوگوں نے اس مسئلہ کو تسلیم کرلیا تھا۔ تقیہ کیا تھا۔ وہ نہایت برافروختہ ہوُا۔ اور ان لوگوں کی نسبت حکم دیا کہ آستانہ دولت پر حاضر کئے جائیں۔ ایک جم غفیر جس میں ابوحسان زیادی۔ نضر بن شمیل۔ قواریری۔ ابونصر تمار علی بن مقاتل۔ بشر بن الولید وغیرہ شامل تھے۔ پولیس کی حراست میں شام کو روانہ کیا گیا۔ یہ لوگ رقہ تک پہنچ چکے تھے کہ مامون کے مرنے کی خبر آئی۔ جس کا اثر عام مسلمانوں پر جو کچھ ہوُا ہو۔ لیکن ان بیکسوں کے لئے تو یہ ایک نہایت جانفزا مژدہ تھا[۱] +

تمام خلفائے بنی العباس کے برخلاف مامون آل علی سے نہایت محبت رکھتا تھا۔ باغ فدک سادات کو واپس دے دیا تھا۔ آل ہاشم کو عموماً بڑے بڑے ملکی عہدے دئے۔ اِس عزیزانہ مراعات کو خاندان عباس رشک کی نگاہ سے دیکھتا تھا یحییٰ بن حسین نے (علویئن میں سے تھے) جب انتقال کیا۔ تو مامون کو اُن کے مرنے کا ایسا صدمہ ہوُا۔ کہ شاید کبھی نہ ہوُا تھا۔ خود ان کے جنازہ پر حاضر ہوُا۔ اور دیر تک رنج وغم کی وہ حالت اُس پر طاری رہی کہ لوگ دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ اس واقعہ کے

[۱] یہ تمام واقعات کامل ابن الاثیر اور تاریخ الخلفا میں زیادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مجھ سے لی جائے میں حاضر ہوں۔ لیکن وزارت کے لقب سے معاف رکھا جاؤں۔ مامون نے چونکہ اُسکی لیاقت کا صحیح اندازہ کر لیا تھا۔ یہ درخواست قبول نہ کی اور خلعت وزارت عطا کیا۔ احمد نے نہایت لیاقت اور عظمت وشان کے ساتھ وزارت کی۔ مامون بھی اُسکی نہایت عزت کرتا تھا۔ ایک بار کسی نے عرضی دی کہ وزیر اعظم احمد کھانے کا بہت شائق ہے۔ اور جسکی دعوت کھا لیتا ہے۔ مقدمات میں خلاف انصاف اُس کی طرفداری کرتا ہے۔ مامون نے اس شکایت پر اگر کچھ لحاظ کیا۔ تو یہ کیا کہ تنخواہ کے علاوہ ہزار درہم روزانہ احمد کے دسترخوان کے لئے مقرر کر دیئے۔ احمد کی وزارت ختم ہونے کے ساتھ مامون کی خلافت کا زمانہ بھی قریباً ختم ہوتا ہے۔ باقی اور لوگ جو برائے نام وزیر کہلائے۔ اُنکی چند روزہ اور گمنام وزارت کوئی تاریخی اثر نہیں رکھتی۔ اور اس لئے اُنکے حالات سے اگر ہم قطع نظر کریں تو شاید ناموزون نہ ہوگا + ؀ تاریخ الخلفاء سیوطی ۱۸

کُتّاب - مامون کے دربار میں جو لوگ اس معزز منصب پر مقرر ہوئے اپنے فن میں بےمثل و یگانہ روزگار تھے۔ عمرو بن مسعدت المتوفی ۲۱۵ھ بہت بڑا نامور فاضل تسلیم کیا گیا ہے۔ بڑے سے بڑے مضمون کو مختصر لفظوں میں اس خوبی سے ادا کرتا تھا۔ کہ مضمون کا اصلی اثر اور زور پورا قائم رہتا تھا۔ احمد بن یوسف کا بیان ہے کہ ایک بار میں مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک خط پڑھ رہا تھا۔ اور عجیب محویت کے عالم میں تھا۔ بار بار پڑھتا تھا۔ اور جھومتا تھا۔ ہاتھ سے رکھ دیتا تھا۔ اور پھر اٹھا لیتا تھا۔ مجھ کو دیکھا تو کہا "امیر المؤمنین ہارون الرشید فرمایا کرتے تھے۔ بلاغت اس کا نام ہے کہ نہایت مختصر لفظوں میں مطلب ادا ہو۔ اور مضمون کا اصلی زور اور اثر قائم رہے۔ امیر المؤمنین نے جو فرمایا تھا۔ اس خط نے آنکھوں سے دکھا دیا" یہ کہہ کر مامون نے خط کی عبارت پڑھکر سُنائی جو فوج کی باقی تنخواہ کی نسبت ایک شکایت آمیز عرضی تھی۔ خط کے خاص الفاظ یہ ہیں "کتابی الیٰ امیر المؤمنین ومن قبلی من الاجناد والقوا

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

وفی الطاعۃ والانقیاد علی احسن مایکون علیہ طاعۃ جند تاخرت عطیاتھم و اختلف احوالھم" یعنے میں امیرالمؤمنین کو خط لکھ رہا ہوں۔ اور فوج و افسران فوج اطاعت اور انقیاد کے اُس عمدہ تر درجے پر ہیں۔ جہانتک ایک ایسی فوج کا ہونا ممکن ہے جس کی تنخواہیں نہ ملی ہوں۔ اور تباہ حال ہو رہی ہو +

مامون کا دوسرا کاتب احمد بن یوسف فن بلاغت میں اس درجہ کا مسلم الثبوت اُستاد تھا کہ اُس زمانہ میں فضل و کمال کی اس ترقی کے ساتھ بھی کوئی شخص اُسکی ہمسری کا دعوی نہیں کرسکتا تھا۔ طاہر بن الحسین نے مامون کو امین کے قتل کا جو خط لکھا تھا۔ اور جو اختصار و حسن ادا و بلند خیالی کے لحاظ سے ضرب المثل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اسی احمد بن یوسف کا نتیجۂ طبع تھا۔ وزیراعظم۔ احمد احول اکثر مامون کے سامنے اُس احمد بن یوسف کاتب کا تذکرہ نہایت تعریف کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ مامون نے اُسکو دربار میں طلب کیا۔ احمد نے آداب و تسلیم کے بعد اس فصاحت و لطف سے گفتگو کی۔ کہ مامون حیران رہ گیا اور کہا "کمال تعجب ہے کہ احمد آج تک اپنے کو چھپا کیوں کرسکا"! علامہ ابواسحٰق حصری نے زہرالآداب میں بہت سے اُسکے لطیف اور فصیح و بلیغ خطوط و اشعار نقل کئے ہیں ہم اس موقع پر صرف ایک شعر پر اکتفا کرتے ہیں۔ شعر

اذا ما التقینا والعیون نواظر — فالسنتنا حرب وابصارنا سلم

ترجمہ۔ جب ہم محبوب سے ملتے ہیں تو زبانیں لڑتی ہیں (یعنی باہم شکایت کے دفتر کھولتے ہیں) اور نگاہیں صلح کرلیتی ہیں +

قضاۃ۔ ممالک محروسہ میں قضاۃ کا جو بہت بڑا محکمہ تھا۔ اُسکا صدر مقام دارالخلافہ بغداد تھا۔ اور افسر صدر قاضی القضاۃ کے لقب سے مخاطب ہوتا تھا۔ اس بلند منصب پر یکے بعد دیگرے دو شخص ممتاز ہوئے۔ یحیٰی بن اکثم و احمد بن ابی داؤد۔ یحیٰی بن اکثم حکومت کی عظمت و جاہ کے ساتھ پیشوائے مذہبی تسلیم کئے گئے ہیں۔ اُنکی جلالت و

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

شان کیلئے یہ امر کافی ہے کہ امام بخاری و ترمذی فن حدیث میں اُنکے شاگرد تھے قاضی یحییٰ کے ذاتی کمال اور پولٹیکل لیاقت نے اُنکو وزیراعظم کے رتبہ تک پہنچا دیا تھا۔ دفتر وزارت کے تمام کاغذات پہلے ان کی نگاہ سے گذر لیتے تھے۔ تب سند قبول پاتے تھے۔ اُنکی تقرری کی ابتداء اسطرح ہوئی کہ مامون نے ایک خالی شدہ عہدۂ قضا پر کسی کو مقرر کرنا چاہا۔ امیدواروں میں یہ بھی پیش کئے گئے۔ اور چونکہ کریہ منظر تھے۔ مامون نے حقارت آمیز نگاہ سے اُنکی طرف دیکھا۔ یہ سمجھ گئے۔ اور عرض کی کہ" اگر میری صورت سے غرض ہے تو خیر۔ ورنہ اصلی لیاقت کا حال امتحان سے معلوم ہو سکتا ہے" مامون نے امتحاناً پوچھا کہ" ایک میت نے والدین اور دو بیٹیاں چھوڑیں۔ پھر ایک بیٹی مری اور وہی پہلے ورثا باقی رہے۔ ترکہ کیونکر تقسیم ہوگا؟" یحییٰ نے کہا۔ میت مرد ہے یا عورت؟ مامون اس سوال ہی سے سمجھ گیا۔ کہ قاضی یحییٰ نے اصل مسئلہ سمجھ لیا ہے۔ جب یہ بصرہ کے قاضی مقرر ہو کر گئے۔ تو اُن کا سن کل بیس برس کا تھا۔ لوگوں نے اُن کی کم سنی سے تعجب کیا۔ اور ایک شخص نے خود اُن سے پوچھا کہ" حضور کی عمر کس قدر ہے؟" اُنھوں نے جواب دیا کہ" عتاب بن اسید کی عمر سے (جن کو رسول اللہ صلعم نے مکہ معظمہ کا قاضی مقرر کیا تھا) زیادہ ہے"۔ متعہ کی نسبت اُنھوں نے مامون سے گفتگو کی تھی۔ اس کو ہم مامون کے حالات میں لکھ آئے۔ مامون کمال قدردانی سے اُن کو خود اپنے تخت پر جگہ دیتا تھا۔ فقہ میں اُن کی تصنیفات نہایت اعلےٰ رتبہ کی ہیں۔ فقہائے عراق کی رد میں اُن کی ایک کتاب جس کا نام تنبیہ ہے۔ ایک مشہور کتاب ہے[۵۱] +

لطیفہ قاضی یحییٰ کسی قدر حسن پرستی کا چسکا بھی رکھتے تھے ایک بار مامون نے امتحاناً چند خوبصورت اور پری پیکر غلاموں کو حکم دیا کہ جب میں اُٹھ جاؤں تو تم لوگ قاضی صاحب کو چھیڑو۔ غلام شوخیاں کرنے لگے۔ تو قاضی صاحب نے اُن کی طرف حسرت آمیز نگاہ سے دیکھا اور کہا" ظالموں تم نہ ہوتے تو ہم لوگ پکے مسلمان ہوتے۔ مامون پردے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

سے یہ گفتگو سُن رہا تھا۔ یہ شعر پڑھتا ہوا باہر نکلا ؎

وکنا نرجی ان نری العدل ظاھرا　　فاعقبنا بعد الرجاء قنوط

متی تصلح الدنیا ویصلح اھلھا　　وقاضی قضاۃ المسلمین غلوط

لطیفہ۔ مامون کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مامون نے قاضی یحییٰ سے کہا۔ آؤ چپکے چل کر اُسکا حال دریافت کریں۔ دونو معمولی لباس پہنکر اُس کے پاس گئے۔ اور پوچھا۔ آپ کا معجزہ کیا ہے۔ اُس نے کہا۔ مجھکو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے" مامون نے کہا "اسوقت بھی کوئی وحی اتری ہے۔ اُس نے کہا ہاں "یہ الہام ہؤا کہ دو شخص تم سے ملنے آتے ہیں۔ ایک بادشاہ ہے اور دوسرا انتہا درجہ کا شاہد باز" مامون بے ساختہ ہنس پڑا۔ اور چلا اُٹھا۔ واللہ اشھد انک لرسولُ اللہ ان باتوں کو ان بزرگوں کی بے تکلفی اور رنگین طبعی کا اقتضا سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ قاضی صاحب کے زہد اور اتقاء و ورع میں کس کو کلام ہوسکتا ہے۔ اس بحث کے متعلق ابن خلدون نے جو لکھا ہے۔ نکتہ سنجی کی داد دی ہے۔ قاضی یحییٰ نے ۲۴۲ھ میں ۸۳ برس کی عمر میں انتقال کیا +

قاضی القضاۃ احمد بن ابی داؤد نہایت بڑے فقیہ۔ اصولی متکلم۔ شاعر تھے۔ دعبل خزاعی نے جو مامون کے عہد کا مشہور شاعر ہے۔ کتاب الشعراء میں انکا ذکر کیا ہے ایک دن قاضی یحییٰ بن اکثم کے ہاں فقہا۔ علماء کا مجمع تھا۔ یہ بھی اُس جلسہ میں موجود تھے کہ شاہی چوبدار آیا۔ اور کہا امیر المؤمنین مامون نے قاضی صاحب کو مع تمام حاضرین دربار میں طلب کیا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ قاضی احمد کو دربار میں رسائی ہوئی۔ مامون نے ان سب سے علمی بحثیں کیں۔ قاضی احمد کی باری آئی تو اُنکی برجستہ گوئی اور طباعی سے متعجب ہوکر نام و نسب پوچھا اور حکم دیا کہ آج سے علمی مجلسوں میں ہمیشہ شریک ہؤا کریں۔ قاضی احمد سے پہلے دربار کا یہ آئین تھا کہ جب تک خلیفہ خود کوئی بات نہ چھیڑے۔ کوئی شخص گفتگو کا

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مجاز نہیں تھا۔ قاضی احمد پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اس جابرانہ قاعدے کو توڑا۔ اور حق یہ ہے کہ جس آزادی اور دلیری سے وہ اپنے فرائض ادا کرتے تھے۔ شخصی حکومتوں میں اسکی بہت کم مثالیں مل سکتی ہیں۔ خلیفہ معتصم[۵۱] باللہ کی سطوت و قہر سے تمام دربار کانپتا تھا مگر قاضی احمد جو چاہتے تھے کہتے تھے۔ اور معتصم کو سننا پڑتا تھا۔ معتصم نے جب برمکی کے قتل کا حکم دیا۔ تو دربار میں سناٹا ہوگیا۔ اور اُس کی غضبناک صورت دیکھکر سب کے حواس جاتے رہے۔ محمد برمکی چھلے پر بٹھایا گیا۔ اور جلاد نے تلوار کو جنبش دی قاضی احمد نے بڑھکر کہا "آپ قتل تو کرتے ہیں مگر اُسکے مرنے کے بعد اُسکا مال و اسباب آپ کیونکر لے سکتے ہیں" معتصم نے نہایت طیش میں آکر کہا "مجھکو اُسکے مال لینے سے کون روک سکتا ہے" قاضی احمد نے کہا "خدا اور اُسکا رسول" کیونکہ شرعاً مال وارث کو ملسکتا ہے۔ اور جبتک آپ اُسکے قتل کو جائز نہ ثابت کردیں۔ وارث وراثت سے محروم نہیں ہوسکتا" قاضی احمد نے یہانتک مجبور کیا کہ معتصم آخر اس ارادے سے باز رہا +

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ معتصم قاضی احمد کو آتے دیکھکر درباریوں سے کہتا تھا کہ قاضی صاحب آکر دنیا بھر کی سفارشیں اور لوگوں کی درخواستیں پیش کرینگے۔ میں ہرگز اُنکی سب خواہشیں منظور نہیں کرسکتا۔ لیکن وہ اپنے زور تقریر اور حسن ادا سے جو کچھ چاہتے۔ منظور کرا لیتے تھے مذہباً معتزلی تھے سنہ ۲۳۷ھ میں خلیفہ متوکل باللہ نے اُنکو عہدۂ قضا سے معزول کیا اور اُنکی اولاد سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار اشرفیاں تاوان کے طور پر وصول کیں سنہ ۲۴۱ھ میں اُنکا انتقال ہوا[۵۲] +

گورنر و لفٹنٹ عاملوں کے طبقہ میں سے خاص خاص شہر کے عامل و والی جو کلکٹر کے مساوی الرتبہ کہے جا سکتے ہیں بیشمار تھے۔ اور گو ہم اُنکا مفصل رجسٹر نہیں مرتب کرسکتے تاہم جہانتک ہم معلوم کرسکے ہیں اس سلسلے میں غیر مذہب والے بہت کم داخل تھے۔ بلکہ یہ کہنا

[۵۱] مامون کا بھائی تھا۔ اور اُسکے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ بڑی عظمت و اقتدار سے حکومت کی خاندان عباسیہ کی قوت اور عظمت جس کے افسانے مشہور ہیں اسی کے عہد تک قائم رہی۔ پھر خلافت برائے نام رہ گئی تھی۔

[۵۲] علامہ دانشوران ناصری و تاریخ بن خلکان میں قاضی احمد کا نہایت مفصل تذکرہ ہے +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

چاہئے کہ بالکل نہیں تھے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ اس عہدے کے ساتھ عموماً فوجی خدمت شامل ہوتی تھی اور دوسرے مذہب والے اس خدمت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ یا مسلمانوں کو خود اُن پر اعتماد نہیں ہوتا تھا۔ قدیم اسلامی حکومتوں میں عیسائی۔ یہودی وغیرہ قوموں کو جو عہدے ملتے تھے وہ زیادہ تر دفتر خراج و خزانہ و سررشتہ وکتابت کے عہدے تھے*

اس عہد تک مسلمانوں میں اس قدر آزادی کا اثر باقی تھا کہ صوبے یا ضلع کا والی جابرانہ حکومت کرنا چاہتا تھا۔ تو عام رعایا علانیہ ناراضی کا اظہار کرتی تھی۔ اور اگر وہ باز نہیں آتا تھا تو متفق ہو کر اُسکو نکال دیتی تھی۔ ۱۹۸ھ میں جب عبداللہ (ایک عباسی شہزادہ تھا) مصر کا گورنر ہو کر گیا۔ اور رعایا پر سختی کی تو لوگوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ اور نہایت ذلت کے ساتھ مصر سے اُسکو نکال دیا۔ مامون کی تاریخ خلافت میں اس قسم کی اور بہت سی مثالیں موجود ہیں*

مامون کے عہد میں جو لوگ لفٹنٹ یا گورنر مقرر ہوئے۔ ان میں طاہر بن الحسین سری بن الحکم عبداللہ بن السری۔ عبداللہ بن طاہر حسن بن سہل نہایت نامور اور مدبر تھے۔ اور خصوصاً طاہر کا خاندان تو اقتدار کے اس درجے تک پہنچ گیا تھا۔ کہ مامون کے بعد خراسان میں مستقل حکومت کی بنیاد قائم کرلی۔ عبداللہ بن طاہر شجاعت اور تدبیر کے علاوہ نہایت بڑا ادیب۔ محدث شاعر موسیقی دان تھا۔ اُس کی فیاضیوں کے سامنے مامون کی دریا دلی بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی جس زمانہ میں وہ مصر کا گورنر تھا ایک دن کوٹھے پر چڑھا۔ دیکھا تو لوگ کھانا پکانے کے لئے آگ جلا رہے ہیں۔ حکم دیا کہ سب کیلئے کھانا کبڑا مقرر کر دیا جائے۔ یہ کل ہزار آدمی تھے اور جب تک عبداللہ زندہ رہا۔ ان لوگوں کو اُسکی سرکار سے وظیفہ ملتا رہا۔ مصر داخل ہونیسے پہلے راہ میں جس قدر اُس نے خیرات کی۔ اُس کا اندازہ ایک کروڑ درہم سے زیادہ کیا گیا ہے ابو تمام طلائی جس کی کتاب الحماسہ آج تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اُسی کے دربار کا شاعر تھا۔ تمام خاندان شاہی اُسکی (عبداللہ بن طاہر کی) نہایت عزت کرتا تھا۔ ۲۱۱ھ میں جب وہ اس سامان سے بغداد میں داخل ہوا۔ کہ شام موصل وغیرہ میں جن لوگوں نے علم بغاوت بلند کئے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تھے پابزنجیر اُسکے جلو میں ساتھ تھے۔ تو تمام بغداد خاندان خلافت اور خود معتصم باللہ اُسکے استقبال کو نکلا۔ مرنے سے پہلے بیس لاکھ درہم خرچ کرکے غلام آزاد کرادئے۔ ان تمام مصارف پر جب مرا چار کروڑ درہم خاص اُسکے خزانے میں موجود تھے[1] +

مامون کے عہد کے اہل کمال

مورخ کا یہ ضروری فرض ہے کہ جس عہد کا حال لکھے اُس زمانہ کے اہل فضل و کمال کا بھی تذکرہ کرے۔ جس سے ملک کی تہذیب و ترقی اور فرمانروائے وقت کی علمی فیاضیوں کا اندازہ ہوسکے۔ لیکن بغداد کی تاریخ میں اس فرض کو اگر کوئی ادا کرنا چاہے تو اصل کتاب کے علاوہ کئی جلدیں طیار کرنی پڑینگی۔ مامون کا دربار۔ اکبر و شاہجہانی دربار نہیں ہے کہ دانش اندوزان دولت کیلئے آئین اکبری و شاہجہان نامہ کے چند صفحے کافی ہوں +

مامون کی حکومت بغداد سے لیکر شام۔ افریقہ ایشیائے کوچک۔ ترک تاتار۔ خراسان ایران۔ سندھ تک پھیلی ہوئی ہے اور ایک ایک شہر بلکہ ایک ایک قصبہ میں علمی کارخانے کھلے ہوئے ہیں۔ جن کا صدر مقام اور اصلی مرکز دارالخلافہ بغداد ہے +

اس زمانہ کی وسعت تعلیم کا اس حکایت سے اندازہ ہوگا کہ جب علامہ نضر بن شمیل نے مامون کی قدردانی کا شہرہ سُنکر بصرہ سے خراسان جانے کا قصد کیا تو اُنکی مشایعت کیلئے جو لوگ شہر سے نکلے اُن کی تعداد قریبًا تین ہزار تھی۔ جن میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو محدث۔ یا نحوی یا لغوی یا عروضی یا اصول کے معزز لقب سے ممتاز نہو[2] امام بخاری اسی زمانہ میں موجود تھے۔ ان کی کتاب جامع صحیح خود ان سے جن لوگوں نے پڑھی وہ تعداد میں نوّے ہزار سے کم نہ تھے +

[1] نجوم ظاہرۃ فی تاریخ مصر و القاہرہ میں۔ عبداللہ بن طاہر کا مفصل ترجمہ لکھا ہے علامہ ابوالفرج اصفہانی نے عبداللہ کی لیاقت علمی، نکتہ سنجی۔ موسیقی دانی کے متعلق جو واقعات لکھے ہیں ان میں اس کے فضل و کمال کا اندازہ ہوسکتا ہے ۱۲ [2] تاریخ ابن خلکان۔ تذکرہ علامہ نضر بن شمیل۔ ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تاریخ میں اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کر سکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر میں سب سے مرجح ثابت ہوگا۔ فقہا و محدثین میں سے یحییٰ ابن معین امام بخاری محمد بن سعد کاتب واقدی۔ ابن علیہ سفیان بن عینیہ عبد الرحمن بن مہدی۔ یحییٰ القطان۔ یونس بن بکیر۔ ابو مطیع البلخی شاگرد امام ابو حنیفہ۔ اسحٰق بن الفرات قاضی مصر حسن ابن زیاد اللولوی شاگرد امام ابو حنیفہ۔ حماد بن اسامہ۔ حافظ بن ہشام۔ روح بن عبادہ ابو داؤد الطیالسی۔ غازی بن قیس شاگرد امام مالک امام واقدی۔ ابو حسان زیادی۔ محمد بن نوح العجلی۔ علی بن ابی مقاتل۔ یہ لوگ ہیں کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انہیں کی روایتوں پر قائم ہیں۔ اور خصوصاً امام شافعیؒ و امام احمد حنبلؒ کا تو یہ پایہ ہے کہ اسلامی دنیا کے بڑے بڑے حصوں میں انہیں کے اجتہادی مسائل گیارہ سو برس سے آجتک مذہبی قانون بنے ہوئے ہیں۔ ان تمام فقہا و محدثین کی تصنیفات مامون کے عہد خلافت کی وہ علمی یادگاریں ہیں جنکی نظیر کوئی دوسرا زمانہ بمشکل لا سکتا ہے +

ابو ہذیل و تمامہ بن اشرس جو مامون کے مقرب خاص اور ندیم تھے۔ فرقہ ہذلیہ اور تمامیہ کے بانی ہیں۔ ابو ہذیل نے مذہب اعتزال میں دس نئے اصول اضافہ کئے جن میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص غور کرنیکے بعد خدا کو نہ جان سکا۔ اگر خدا کا انکار کرے۔ تو معذور ہے۔ اور اُسپر عذاب نہ ہوگا۔ عیسائیوں میں فرقہ نسطوریہ کا جو بانی ہے وہ مامون ہی کے عہد خلافت کا ایک نامور حکیم تھا جس کا نام نسطور تھا[۱] +

اس عہد میں خیالات کی وسعت اور متعدد بانیان مذہب کا پیدا ہونا زیادہ تر اُس آزادی کا اثر تھا۔ جو مامون نے مذہبی خیالات کے ظاہر کرنے میں عام لوگوں کو دے رکھی تھی کیونکہ بجز ایک مسئلہ "خلق قرآن" کے اُس نے مذہبی آزادی کو بھی روکنا نہ چاہا۔ وہ خود معتزلی یا شیعی تھا۔ لیکن ان کے دربار میں قدری وجہمی اور تمام دوسرے مذہب والے بھی

[۱] میں نے یہ روایت عبد الکریم شہرستانی کی ملل و نحل سے نقل کی تھی۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہوا کہ نسطور اسلام سے پہلے گذرا ہے۔ ابن الاثیر نے عبد الکریم پر تعجب کیا ہے کہ اُس نے ایسی بدیہی غلطی کی ۱۲

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

نہایت عزت و وقار کے ساتھ بار پاتے تھے۔ اُس کی شاہانہ فیاضیاں ہر فرقہ پر ایک نسبت کے ساتھ مبذول رہتی تھیں +

مامون کے دربار میں فلسفہ و نجوم کے ماہروں اور کتب حکمت کے مترجموں کا جو گروہ تھا ان میں سے مشہور لوگ یہ ہیں۔ حنین بن اسحٰق عیسائی۔ یسوع عیسائی۔ قسطا بن لوقا عیسائی۔ یوحنا ماسویہ عیسائی۔ ابن البطریق عیسائی۔ یعقوب کندی عیسائی۔ ماشاء اللہ یہودی دوبان ہندو۔ جبریل کحال۔ حجاج بن یوسف کوفی۔ ابوحسان سلما مہتمم بیت الحکمۃ۔ ابوجعفر یحییٰ بن عدی۔ محمد بن موسیٰ منجم۔ محمد بن موسیٰ خوارزمی۔ محمد بن موسیٰ۔ حسن بن موسیٰ۔ احمد بن موسیٰ علی بن عباس۔ احمد الجوہری۔ یحییٰ بن ابی المنصور حجاج بن المطر۔ حبش الحاسب احمد بن کثیر۔ فرغانی مصنف دخل الی علم ہیئۃ الافلاک۔ عبداللہ بن سہل بن نوبخت۔ سہل بن ہارون خالد بن عبدالملک امروزی۔ سند بن علی۔ عباس بن سعید الجوہری۔ اکثر مترجموں کی تنخواہیں آجکل کے حساب سے ڈھائی ہزار روپیہ ماہوار تھیں +

عبداللہ بن سہل نجوم میں۔ اور یحییٰ بن ابی المنصور علم رصد میں نام آور تھے۔ موسیٰ بن شاکر اوائل میں راہزنی کیا کرتا تھا۔ پھر توبہ کی اور دربار میں داخل ہوا اُس نے تین صغیر بیٹے چھوڑے مامون نے اُنکی تربیت اور پرداخت اسحٰق بن ابراہیم مصعبی کے متعلق کی۔ اور جب کسی قدر بڑے ہوئے تو حکم دیا کہ یحییٰ بن ابی المنصور کے ساتھ بیت الحکمۃ میں کام کیا کریں۔ تھوڑے دن میں ان سب نے فلسفہ و ہیئت میں بڑی ناموری حاصل کی۔ اور علوم و فنون کے سرپرست بن گئے۔ ان میں سے محمدؐ نے رفتہ رفتہ بڑا اقتدار حاصل کیا۔ اور سپہ سالار فوج مقرر ہوا احمد نے زیادہ تر علم الحیل کی طرف توجہ کی۔ اُسکی کتاب الحیل کی نسبت علامہ ابن خلکان نے نہایت تعجب ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ عجیب و غریب صنائع حکمت پر مشتمل ہے حسن کو علم ہندسہ میں نہایت کمال تھا حالانکہ تحصیل کے طور پر اُس نے صرف چند ہی مقالے پڑھے تھے ایک دن مروزی نے مامون کے سامنے اعتراض کے طور پر کہا کہ حسن نے اقلیدس کے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

صرف چھ مقالے پڑھے ہیں۔ حسن نے کہا وہیں ہر شکل کو خاص اپنے طریق استدلال سے ثابت کر سکتا ہوں اس حالت میں مجھکو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے"۔ مامون نے یہ فخریہ جواب تسلیم کیا مگر یہ کہا کہ "ناتمام چھوڑ دینے سے تمہاری طبیعت کی کاہلی ظاہر ہوتی ہے علم ہندسہ فلسفہ کے لئے اُسی قدر ضروری ہے جسقدر کہ الف ب ت ث گفتگو کیلئے"[۵۱] ادب و عربیت کے ماہرین میں فرار نحوی۔ اصمعی۔ ابو عبیدہ نحوی۔ نفر بن شمیل المتوفی ۲۰۴ھ یزیدی لغوی۔ کلثوم عتابی۔ ابن الاعرابی۔ ثقلت نحوی۔ ابو عمر و الشیبانی اخفش نحوی۔ فرت نحوی المتوفی ۲۰۶ھ جو مامون کے ہمعصر اور اکثر اُسکے خوان کرم سے فیضیاب تھے۔ ان لوگوں نے فن ادب و عربیت کو معراج کمال تک پہنچا دیا۔ آج جسقدر دنیا میں عربی ادب کی تصنیفات موجود ہیں اُنہیں کی تحقیقات اور روایتوں سے مالا مال ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ اگر اُن کا واسطہ بیچ سے اُٹھا دیا جائے تو خود ان فنون کی بنیاد قائم نہ رہے گی +

فرار صرف علم نحو بلکہ لغت۔ فقہ۔ نجوم۔ طب۔ ایام العرب میں بھی کمال درجہ رکھتا تھا ثعلب کا قول ہے کہ اگر فرار نہ ہوتا تو آج علم عربیت نہ ہوتا۔ فرار کی بہت سی تصنیفات ہیں جن کے صفحوں کی مجموعی تعداد قریبًا چھ ہزار ہے۔ ۲۰۷ھ میں وفات پائی +

اصمعی بصرہ کا رہنے والا تھا۔ عربی علم لغت قریبًا ایک خمس اُسی کی روایت سے مدون ہوا ہے۔ اور ہر قسم کے اشعار ایک طرف۔ بارہ ہزار صرف رجز کے شعر یاد تھے۔ ابو عبیدہ و اصمعی ہمزبان اور علوم عربیہ میں حریف مقابل سمجھے جاتے تھے۔ ایک بار دونو فضل بن الربیع (وزیر امین الرشید) کے پاس حاضر تھے فضل نے اصمعی سے پوچھا کہ "تم نے گھوڑے کے اوصاف میں جو کتاب لکھی ہے کتنی جلدوں میں ہے"؟ اصمعی نے کہا "صرف ایک جلد"۔ ابو عبیدہ سے پوچھا۔ تو اُس نے بڑے فخر سے کہا "میری کتاب پچاس جلدوں میں ہے" اصمعی نے فضل سے کہکر ایک گھوڑا منگوایا اور اُسکے ایک ایک عضو پر ہاتھ رکھکر اُسکے متعلق عرب کے اشعار پڑھتا گیا۔ ابو عبیدہ سے جب فرمائش کی گئی تو اس طرح وہ بھی ہر عضو

[۵۱] رسالہ مختصر الدول ذکر حکمائے عہد مامون الرشید +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کے متعلق اشعار سنائے تو اُس نے انکار کیا۔فضل نے وہی گھوڑا اصمعی کو انعام میں دیا
اصمعی کا بیان ہے کہ جب میں ابو عبیدہ کو چھیڑنا چاہتا تھا۔تو اسی گھوڑے پر سوار ہو کر اُس
سے ملنے جاتا تھا +

مامون کے وزیر حسن بن سہل نے بھی اپنے دربار میں ابو عبیدہ و اصمعی کو طلب کیا
تھا اور اصمعی کی قوت حافظہ پر جس کا اسوقت ایک عجیب طریقے سے امتحان لیا گیا۔تمام
دربار محو حیرت ہو گیا۔ اصمعی کی بہت سی تصنیفات ہیں جن میں سے ۳۵ کتابوں کا ذکر
علامہ ابن خلکان نے کیا ہے۔ ۲۱۶ھ میں وفات پائی +

یزیدی مامون کا اُستاد تھا۔ابن ابی العتاہیہ نے ادب کے متعلق اُسکے لکچر جمع کیے
جو تخمیناً دس ہزار ورق ہیں۔یزیدی کے پانچ بیٹے تھے۔ اور ہر ایک ادب۔شعر۔ایام العرب
میں استادِ کامل تھا۔ ۲۰۲ھ میں انتقال کیا +

ابو عمرو الشیبانی لغت و شعر کا امام تھا۔امام حنبل اُسکے شاگرد تھے۔ابو عمرو نے قبائل
عرب میں سے اسّی قبیلوں کے اشعار جمع کئے ہیں۔کتاب الحیل۔کتاب اللغات۔کتاب
النوادر الکبیر وغیرہ اُس کی تصنیفات سے ہیں +

اخفش نحو کا مشہور امام ہے۔عروض میں بحر مجتث اُسی کی ایجاد ہے معانی القرآن
کتاب الاشتقاق۔کتاب العروض۔کتاب الاصوات۔کتاب المعانی الشعر اور اُسکے سوا
بہت سی تصنیفیں کیں۔ ۲۰۶ھ میں انتقال کیا +

ابو عبیدہ لغت اور اشعار عرب کا بڑا ماہر تھا۔فضل بن الربیع نے اُسکو بصرہ سے
طلب کیا تھا۔جب دربار میں حاضر ہوا۔تو بڑی عزت سے اپنے پاس بٹھایا۔ذرا دیر کے
بعد ایک اور شخص کاتبوں کا لباس پہنے حاضر ہوا۔فضل نے اُسکو بھی اپنے پہلو میں جگہ
دی اور کہا کہ ان کو پہچانتے ہو ابو عبیدہ انہیں کا نام ہے۔وہ شخص مدتوں سے ابو عبیدہ
کے ملنے کا مشتاق تھا۔اس نعمت غیر مترقبہ کی بڑی شکر گذاری کی۔ابو عبیدہ سے کہا

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اگر آپ اجازت دیں تو ایک شبہ جو مدت سے میرے دل میں کھٹکتا ہے۔ عرض کروں۔ ابو عبیدہ نے منظور کیا۔ اُس نے کہا کہ قرآن کی اس آیت میں "طلعھا کانہ رؤس الشیاطین" خدا نے شیاطین کے سر سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ تشبیہ ایسی چیز سے ہونی چاہئے جس کو لوگ جانتے پہچانتے ہوں۔ ابو عبیدہ نے کہا "خدا عرب کے مذاق کے موافق کلام کرتا ہے۔ امرء القیس کہتا ہے ع ومسنونۃ زرق کانیاب اغوال + حالانکہ بھوت اور شیطان کو اہل عرب نے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ چونکہ عام خیال میں شیطان کی صورت پُرخوف تسلیم کی گئی ہے اس لئے خدا نے خوف کے موقع پر اُس سے تشبیہ دی ہے" ابو عبیدہ نے اس واقع کے بعد مجاز القرآن ایک کتاب لکھی جس میں اس قسم کی آیتوں کی توضیح کی۔ ابو عبیدہ کی تصنیفیں قریباً دو سو ہیں۔ جن میں سے پچاس کا ذکر علامہ ابن خلکان نے کیا ہے ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔

ابن الاعرابی۔ امام العربیہ کے لقب سے مشہور ہے۔ کسائی کا شاگرد تھا۔ عام لغت میں قدیم مصنفوں کی اکثر غلطیاں ثابت کیں۔ قریباً سو آدمی اُسکے حلقہ درس میں بیٹھتے تھے اور بغیر کسی کتاب یا یادداشت کے درس دیتا تھا +

حلقہ درس میں دور دراز ملکوں کے طلبا، حاضر رہتے تھے۔ ایک دن اُسنے دو طالب علموں سے اُنکا نام و نسب پوچھا تو معلوم ہُوا۔ کہ ایک اسبیجاب اور دوسرا اندلس کا رہنے والا ہے۔ اس بعد المشرقین کے اجتماع پر خود ابن الاعرابی کو بھی تعجب ہُوا۔ ۲۳۱ھ میں انتقال کیا +

ہم اس بحث کو اس اعتراف کے ساتھ ختم کرتے ہیں کہ جس قدر لکھنا چاہئے تھا اُسکا دسواں بھی ہم نے نہیں لکھا۔ مامون کے درباریوں کے ساتھ اب ہم مامون سے بھی رخصت ہوتے ہیں +

محمد شبلی پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڑھ

بقلم محمد صادق صدیقی "منشی فاضل" ساکن گکھڑ۔

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust